ALAHAZRAT NETWORK
اعلٰحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

قوم کو تنبیہ کہ کس نیند سے وضو فرض ہوتا ہے

# نَبَہُ القوم ان الوضوء من اَیِّ نوم

۱۳۲۵ھ

تصنیف لطیف:

اعلٰی حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK
اعلٰحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

رسالہ

# نَبَہُ القوم انّ الوضوء من ایِّ نوم

۲۵ ۱۳

(قوم کو تنبیہ کہ کس نیند سے وضوء فرض ہوتا ہے)

www.alahazratnetwork.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**مسئلہ ۱۱** ۱۴ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کس طرح کے سونے سے وضو جاتا ہے، اس میں قولِ منقح کیا ہے؟ بیّنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ت)۔

## الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لاتأخذہ سنۃ ولانوم وافضل الصلٰوۃ والسلام بعد اٰنات کل یوم علٰی من لاینام قلبہ فما کان وضوءہ لینتقض

تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جس پر نیند طاری نہیں ہوتی۔ اور افضل درود وسلام ہر روز آنات کی تعداد کے مطابق اس ذات پر جس کا دل نہیں سوتا اور جس کا وضو نیند سے

بالنوم وعلٰی اٰلہ وصحبہ الذین نبّھوا فَنَبَّھوا من نوم الغفلۃ غفلۃ القوم۔ | نہیں ٹوٹتا۔ اور آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ پر جو خود بیدار ہوئے اور قوم کو خوابِ غفلت سے بیدار کیا۔ (ت)

امام المدققین سیدی علاؤ الدین دمشقی حصکفی وعلامہ جلیل ابو الاخلاص حسن شرنبلالی ومحقق بالغ النظر سیدی ابرہیم حلبی وو دیگر اکابر اعلام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم نے درمختار ونور الایضاح وغنیہ وصغیری وغیرہا میں بعد احاطہ اقوال جو اس باب میں قول منقح فہیم مستفید من القی السمع وھو شھید کے لئے افادہ فرمایا اس کا حاصل وعطر محاصل یہ ہے کہ نیند [ف۱] دو شرطوں سے ناقضِ وضو ہوتی ہے:

اوّل یہ کہ دونوں سرین اُس وقت خوب جمے نہ ہوں۔

دوسرے یہ کہ ایسی ہیأت پر سویا ہو جو غافل ہوکر نیند آنے کو مانع نہ ہو۔

جب یہ دونوں شرطیں جمع ہوں گی تو سونے سے وضو جائے گا اور ایک بھی کم ہے تو نہیں مثلاً:

(۱) [ف۲] دونوں سرین زمین پر ہیں اور دونوں پاؤں ایک طرف پھیلے ہُوئے کرسی کی نشست اور ریل کی تپائی بھی اسی میں داخل ہے۔

**اقول** مگر [ف۳] یورپین ساخت کی کرسی جس کے وسط میں ایک بڑا سوراخ اسی مہمل غرض سے رکھا جاتا ہے اس سے مستثنٰی ہے اُس کی نشست مانعِ حدث نہیں ہوسکتی۔

(۲) دونوں سرین پر بیٹھا ہے اور گھٹنے کھڑے ہیں اور ہاتھ ساقوں پر محیط ہیں جسے عربی میں احتبا کہتے ہیں خواہ ہاتھ زمین وغیرہ پر ہوں اگرچہ سر گھٹنوں پر رکھا ہو۔

(۳) دو زانو سیدھا بیٹھا ہو۔

(۴) چار زانو پالتی مارے۔

یہ صورتیں خواہ زمین پر ہوں یا تخت یا چارپائی پر یا کشتی یا شقدف یا شبری یا گاڑی کے کھٹولے میں۔

---

ف۱: مسئلہ نیند دو شرطوں سے ناقضِ وضو ہوتی ہے اُن میں ایک بھی کم ہو تو وضو نہ جائے گا۔

ف۲: مسئلہ سونے کی دس صورتیں جن سے وضو نہیں جاتا۔

ف۳: مسئلہ کرسی مونڈھے پر پاؤں لٹکائے بیٹھا تھا، سوگیا، وضو نہ گیا۔ مگر یورپین ساخت کی کرسی جس کی وسط نشست گاہ میں ایک بڑا سوراخ رکھتے ہیں اُس پر سونے سے جاتا رہے گا۔

(۵) گھوڑے یا خچر وغیرہ پر زین رکھ کر سوار ہے۔[ف۱]

(۶ و ۷) ننگی پیٹھ پر سوار ہے[ف۲] مگر جانور چڑھائی پر چڑھ رہا یا راستہ ہموار ہے۔

ظاہر ہے کہ ان سب صورتوں میں دونوں سرین جمے رہیں گے لہذا وضو نہ جائے گا اگرچہ کتنا ہی غافل ہو جائے، اگرچہ سر بھی قدرے جھک گیا ہو نہ اتنا کہ سرین نہ جمے رہیں اگرچہ[ف۳] دیوار وغیرہ کسی چیز پر ایسا تکیہ لگائے ہو کہ وہ شے ہٹالی جائے تو یہ گر پڑے۔ یہی ہمارے امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کا اصل مذہب و ظاہر الروایۃ ومفتی بہ وصحیح ومعتمد ہے اگرچہ ہدایہ وشرح وقایہ میں حالتِ تکیہ کو ناقضِ وضو لکھا۔

(۸) کھڑے کھڑے سو گیا۔[ف۴]

(۹) رکوع کی صورت پر۔

(۱۰) سجدۂ مسنونۂ مرداں کی شکل پر کہ پیٹ رانوں اور رانیں ساقوں اور کلائیاں زمین سے جدا ہوں اگرچہ یہ قیام وہیأت رکوع وسجود غیر نماز میں ہو اگرچہ سجدہ کی اصلاً نیت بھی نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ تینوں صورتیں غافل ہو کر سونے کی مانع ہیں تو ان میں بھی وضو نہ جائے گا۔

(۱۱) اُکڑوں[ف۵] بیٹھے سویا۔

www.alahazratnetwork.org

(۱۲ و ۱۳ و ۱۴) چت یا پٹ یا کروٹ پر لیٹ کر۔

(۱۵) ایک کہنی پر تکیہ لگا کر۔

(۱۶) بیٹھ کر سویا مگر ایک کروٹ کو جھکا ہوا کہ ایک یا دونوں سرین اُٹھے ہوئے ہیں۔

---

ف۱: مسئلہ گھوڑے پر زین ہے اس کی سواری میں سو گیا وضو نہ جائے گا اگرچہ ڈھال میں اترتا ہو۔

ف۲: مسئلہ ننگی پیٹھ پر سوار ہے اور سو گیا تو اگر راستہ ہموار یا چڑھائی ہے وضو نہ جا ئے گا اور اُتار ہے تو جاتا رہے گا۔

ف۳: مسئلہ اگر دیوار وغیرہ سے تکیہ لگائے ہے اور اتنا غافل سو گیا کہ وہ شے ہٹالی جائے تو گر پڑیگا فتوٰی اس پر ہے کہ یوں بھی وضو نہ جائے گا جب کہ دونوں سرین خوب جمے ہوں۔

ف۴: مسئلہ قیام قعود رکوع سجود نماز کی کیسی ہی حالت پر سو جائے اگرچہ غیر نماز میں اُس ہیأت پر ہو وضو نہ جائے گا مگر قعود میں وہی شرط ہے کہ دونوں سرین جمے ہوں اور سجود کی شکل وہ ہو جو مردوں کے لئے سنّت ہے کہ بازو پہلوؤں سے جدا ہوں اور پیٹ رانوں سے الگ۔

ف۵: مسئلہ سونے کی دس صورتیں ہیں جن سے وضو جاتا رہتا ہے۔

(۱۷) ننگی پیٹھ پرسوار ہے اور جانور ڈھال میں اُتر رہا ہے **اقول** فقیر[ف۱] گمان کرتا ہے کہ کاٹھی بھی ننگی پیٹھ کے مثل ہے اور وہ یورپین وضع کی کاٹھیاں جن کے وسط میں اسی لئے خلا رکھتے ہیں مانعِ حدث نہیں ہوسکتیں اگرچہ راہ ہموار ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۱۸) دوزانو بیٹھا اور پیٹ رانوں پر رکھا ہے کہ دونوں سرین جمے نہ رہے ہوں۔

(۱۹) اسی طرح اگر چارزانو ہے اور سر رانوں یا ساقوں پر ہے۔

(۲۰) سجدۂ[ف۲] غیر مسنونہ کی طور پر جس طرح عورتیں گٹھری بن کر سجدہ کرتی ہیں اگرچہ خود نماز یا اور کسی سجدۂ مشروعہ یعنی سجدۂ تلاوت یا سجدۂ شکر میں ہو ان دس صورتوں میں دونوں شرطیں جمع ہونے کے سبب وضو جاتا رہے گا اور جب اصل مناط بتا دیا گیا تو زیادہ تفصیلِ صور کی حاجت نہیں ان دونوں شرطوں کو غور کرلیں جہاں مجتمع ہیں وضو نہ رہے گا ورنہ ہے[ع] البتہ فتاوی امام قاضی خاں میں فرمایا کہ تنور[ف۳] کے کنارے اس میں پاؤں لٹکائے بیٹھ کر سونے سے بھی وضو جاتا رہتا ہے کہ اس کی گرمی سے مفاصل ڈھیلے ہوجاتے ہیں[۱]۔

---

ف۱: مسئلہ ظاہراً کاٹھی کا حکم بھی ننگی پیٹھ کی طرح ہے اور یورپین ساخت کی کاٹھی جس کے بیچ میں سوراخ ہوتا ہے اس پر سونے سے مطلقاً وضو جاتا رہے گا۔

ف۲: مسئلہ خاص نماز کے سجدے میں بھی اگر اس وضع پر سویا کہ کلائیاں زمین پر بچھی ہیں پیٹ رانوں سے لگا ہے پنڈلیاں زمین سے ملی ہیں جیسے عورتوں کا سجدہ ہوتا ہے تو وضو جاتا رہے گا اسے یوں بھی تعبیر کرسکتے ہیں کہ عورت سجدے میں سوئے تو وضو ساقط اور مرد سوئے تو باقی۔

ف۳: مسئلہ گرم تنور کے کنارے اُس میں پاؤں لٹکائے بیٹھ کر سو گیا تو مناسب ہے کہ وضو کرلے۔

ع۵ یہ بیس صورتیں کلماتِ علماء میں منصوص ہیں جو باقی صورت اور کوئی پائی جائے اس کے لئے ضابطہ بنایا گیا ہے اگر اس کا حکم کتابوں میں نہ ملے تو اس ضابطہ سے نکال لیں یا اختلاف پائیں تو جو قول اس ضابطہ کے مطابق ہو اس پر عمل کریں کما سیأتی التصریح بہ عن الغنیۃ ان شاء اللہ تعالٰی (جیسا کہ اس کی تصریح بحوالہ غنیہ آگے آرہی ہے۔ت) ۱۲ منہ۔

---

[۱] فتاوٰی قاضی خان کتاب الطہارۃ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۰

www.alahazratnetwork.org

**اقول** مگر یہ اُس ضابطہ منقحہ کے خلاف ہے کہ سرین دونوں جمے ہیں لیکن یہ صورت بہت نادرہ ہے، تو احتیاطاً عمل کر لینے میں حرج نہیں، واللہ تعالٰی اعلم۔ اور صورت بستم میں اگرچہ خاص در بارۂ سجدۂ نماز یا سجدۂ مشروعہ مطلقاً نزاع طویل و ہجوم اقاویل ہے مگر تحقیق(ف۱) حق یہی ہے کہ جملہ صور مذکورہ بست گانہ میں نماز و غیر نماز سب کا حکم یکساں ہے نماز میں بھی سونے سے وضو نہ جانے کے لئے دونوں سرین کا جما ہونا یا ہیأت کا مانع استغراق نوم ہونا ضرور ہے، و لہذا یہی اکابر تصریح فرماتے ہیں کہ اگر نماز میں لیٹ کر سویا وضو نہ رہے گا عام ازینکہ چت ہو یا پٹ یا کروٹ پر یا ایک کہنی پر تکیہ دیے، عام ازیں کہ قصداً لیٹا ہو یا سوتے میں لیٹ گیا اور فوراً فوراً جاگ گیا حتی(ف۲) کہ اگر کوئی شخص بیماری کے سبب بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اُسے بھی اگر لیٹے لیٹے پڑھنے میں نیند آگئی وضو جاتا رہے گا۔ غرض(ف۳) پہلی دس صورتیں جن میں وضو نہیں جاتا اگر نماز میں واقع ہوں جب بھی نہ جائے گا نہ نماز فاسد ہو اگرچہ قصداً سوئے، ہاں جو رکن بالکل سوتے میں ادا کیا اس کا اعتبار نہ ہوگا اس کا اعادہ ضرور ہے اگرچہ بلاقصد سو جائے، اور جو جاگتے میں شروع کیا اور اس رکن میں نیند آگئی اس کا جاگتے کا حصہ معتبر رہے گا اور پچھلی دس صورتیں جن میں وضو جاتا رہتا ہے اگر نماز میں واقع ہوں جب بھی جاتا رہے گا، پھر اگر ان صورتوں پر قصداً سویا تو نماز بھی گئی وضو کرکے سرے سے نیت باندھے اور بلاقصد سویا تو وضو نہ گیا نماز باقی ہے، بعد وضو پھر اُسی جگہ سے پڑھ سکتا ہے جہاں نیند آگئی تھی، پچھلی سب صورتوں میں سونے کی تخصیص اس لئے ہے کہ اُونگھ ناقض وضو نہیں جب کہ ایسا ہوشیار رہے کہ پاس لوگ جو باتیں کرتے ہوں اکثر پر مطلع ہو اگرچہ بعض سے غفلت بھی ہو جاتی ہو یوں ہی اگر(ف۵) بیٹھے بیٹھے جھوم رہا ہے

---

ف۱: مسئلہ تحقیق یہ ہے کہ نیند کی تمام صورتوں میں نماز و غیر نماز سب کا حکم یکساں ہے۔

ف۲: مسئلہ بیمار لیٹ کر نماز پڑھتا تھا نیند آگئی وضو نہ رہا۔

ف۳: مسئلہ نماز میں سونے کا کلیہ یہ ہے کہ اگر اُن دس صورتوں پر سویا جن میں وضو نہیں جاتا تو نہ وضو جائے نہ نماز فاسد ہو، ہاں جو رکن بالکل سوتے میں ادا کیا اس کا اعتبار نہ ہوگا اس کا اعادہ ضرور ہے اور جو جاگتے میں شروع کیا اور اس رکن میں نیند آگئی اُس کا جاگتے کا حصہ معتبر رہے گا اگر وہ بقدر ادائے رکن تھا کافی ہے ان احکام میں قصداً سونا اور بلاقصد سو جانا سب برابر ہے، اور اگر اُن دس صورتوں پر سویا جن میں وضو جاتا رہتا ہے تو وضو تو گیا ہی پھر اگر قصداً سویا تو نماز بھی فاسد ہوگئی ورنہ وضو کرکے جہاں سویا وہاں سے باقی نماز ادا کر سکتا ہے۔

ف۴: مسئلہ اونگھنے سے وضو نہیں جاتا جب کہ ہوشیاری کا حصہ غالب ہو۔

ف۵: مسئلہ بیٹھے بیٹھے نیند کے جھونکے لینے سے وضو نہیں جاتا اگرچہ کبھی ایک سرین اُٹھ جاتا ہو۔

وضو نہ جائے گا اگرچہ جھومنے میں کبھی کبھی ایک سرین اُٹھ بھی جاتا ہو بلکہ اگرچہ (ف۱) جھوم کر گر پڑے۔ جبکہ فوراً ہی آنکھ کھل جائے، ہاں اگر گرنے کے ایک ہی لحظہ بعد آنکھ کھلی تو وضو نہ رہے گا۔

**اقول** یہ قید ان سب صورتوں میں ہے جن میں وضو جانا بیان ہوا کہ انھیں صورتوں پر سونا پایا جائے اور اگر سویا (ف۲) اُس شکل پر جس میں وضو نہ جاتا اور جسم بھاری ہو کر یہ شکل پیدا ہوئی جس سے جاتا رہتا مگر پیدا ہوتے ہی فوراً بلا وقفہ جاگ اُٹھا وضو نہ جائے گا جیسے سجدۂ مسنونہ میں سویا اور کلائیاں زمین سے لگتے ہی آنکھ کھل گئی، اور یہ بھی (ف۳) یاد رہے کہ آدمی جب کسی کام مثلاً نماز وغیرہ کے انتظار میں جاگتا ہو دل اُس طرف متوجہ ہے اور سونے کا قصد نہیں نیند جو آتی ہے اُسے دفع کرنا چاہتا ہے تو بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ غافل ہوگیا جو باتیں اُس وقت ہوئیں اُن کی خبر نہیں بلکہ دو دو تین تین آوازوں میں آنکھ کھلی اور وہ اپنے خیال میں یہ سمجھتا ہے کہ میں نہ سویا تھا اس لئے کہ اُس کے ذہن میں وہی مدافعت خواب کا خیال جما ہوا ہے یہاں تک کہ لوگ اُس سے کہتے ہیں تُو سو گیا تھا، وہ کہتا ہے ہرگز نہیں، ایسے خیال کا اعتبار نہیں جب معتمد شخص کہے کہ تُو غافل تھا، پکارا، جواب نہ دیا، یا باتیں پُوچھی جائیں اور یہ نہ بتا سکے تو وضو لازم ہے۔

فی الحلیۃ النوم ان کان فی الصلٰوۃ فلیس بحدث الا ان یکون مضطجعا وقال قاضی خان او متکئا ثم (ف۴) فی بعض شروح القدوری الاتکاء عام والاستناد خاص وھو اتکاء الظھر لا غیر قلت

حلیہ میں ہے نیند بحالتِ نماز حدث نہیں ہے، ہاں اگر کروٹ لیٹ کر ہو تو حدث ہے۔ اور قاضی خاں نے اس میں ٹیک لگا کر سونے کو بھی شامل کیا ہے پھر قدوری کی بعض شروح میں ہے کہ اتکاء عام ہے اور استناد خاص ہے کیونکہ استناد میں صرف پیٹھ لگانا ہی ہوتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ قاضی خان

www.alahazratnetwork.org

---

ف۱: مسئلہ جھوم کر گر پڑا اگر معاً آنکھ کھل گئی وضو نہ گیا۔

ف۲: مسئلہ اُن دسوں صورتوں میں جن سے وضو جاتا ہے یہی قید ہے کہ انھیں صورتوں پر سونا پایا جائے ورنہ اگر سویا اُس صورت پر کہ وضو نہ جاتا اور نیند میں اس شکل پر آگیا جس میں جاتا ہے مگر معاً شکل پیدا ہوتے ہی بلا وقفہ جاگ اُٹھا وضو نہ جائے گا۔

ف۳: مسئلہ ضروریہ آدمی بیٹھے بیٹھے کبھی غافل ہو جاتا ہے اور سمجھتا یہ ہے کہ نہ سویا تھا اس کا ضروری بیان۔

ف۴: فرق الاتکاء والاستناد۔

لکن الظاهر ان مراد القاضی النوم علی احد ورکیه فی الصلوٰة فان مقعده یکون متجافیا عن الارض فکان فی معنی النوم مضطجعا فی کونه سببا لوجود الحدث بواسطة استرخاء المفاصل وزوال المسکة ولایخالف هذا ما فی الخلاصة من عدم النقض بالنوم متورکا لانه مفسر فیها (ف۱) بان یبسط قدمیه من جانب ویلصق الیتیه بالارض وهذا یخالف تفسیر صاحب البدائع وصاحب الاسرار فانه قال فی تعلیل النقض انها جلسة تکشف عن مخرج الحدث لا انه وضع المسألة خارج الصلوٰة والتعلیل یفید انه وضع اتفاقی قال شیخنا فهذا اشتراك فی لفظ المتورك[1] اھ۔

کی مراد دونوں سرینوں میں سے ایک سرین کے بل نماز میں سونا ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں اس کی مقعد زمین سے الگ ہوگی اور کروٹ لیٹ کر سونے کی طرح ہوجائے گا یعنی جوڑوں کے ڈھیلا ہونے اور بندش کے ختم ہوجانے کے اعتبار سے یہ حدث کا سبب بن جائے گا۔ یہ عبارت خلاصہ کی اس عبارت کے مخالف نہیں جس میں تورک کی حالت میں سونے کو ناقضِ وضو قرار نہیں دیا ہے، کیونکہ خلاصہ میں اس کی تفسیر یہ ہے کہ نمازی اپنے دونوں پیر ایک طرف کو پھیلائے اور اپنے سرین زمین پر رکھے، اور یہ بدائع اور صاحبِ اسرار کی تفسیر کے مخالف ہے؛ کیونکہ انھوں نے وضو ٹوٹ جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسی نشست ہے جو حدث کے مخرج کو کھول دیتی ہے۔ مگر انھوں نے یہ مسئلہ بیرونِ نماز فرض کیا ہے، لیکن یہ علت بتاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ دونوں صورتوں کو عام ہے؛ ہمارے شیخ نے فرمایا کہ یہ "تورک" کے لفظ میں مشترک ہے اھ۔

**اقول** وکذا افاد فی البحر تبعا للفتح وللذهول (ف۲) عن هذا وقع فی المستخلص شرح الکنز ان نقل تحت

**اقول** فتح کی پیروی میں بحر نے بھی یہی لکھا ہے اور چونکہ یہ بحث ذہن سے اتر گئی اس لئے کنز کی شرح مستخلص میں "نوم متورك" کے تحت نقل کیا کہ

ف۱: للمتورك معنیان۔

ف۲: تطفل علی المستخلص

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

www.alahazratnetwork.org

قول الکنز ونوم مضطجع ومتورك تفسیر التورك ان یخرج رجلیه من الجانب الایمن ویلصق الیتیه علی الارض کذا فی المستصفی[1] اھ ولم یلق بالا ان هذا تفسیر تورك الشافعیة فی الصلوٰة ولیس من نواقض الوضوء قطعا، ثم قال فی الحلیة ویلحق بالنوم مضطجعا النوم مستلقیا علی قفاه او منبطحا علی وجهه فان فی کل استرخاء المفاصل و زوال المسکة علی الکمال کالاضطجاع ثم لاخلاف عندنا فی عدم النقض للوضوء اذا کان فی الصلوٰة فی غیر هذه الحالات التی ذکرناها اذا لم یکن متعمدا فان متعمدا ففی الخانیة ان تعمد النوم فی سجوده تنتقض طهارته فی قولهم اھ، قال شیخنا کانه مبنی علی قیام المسکة فی الرکوع دون السجود ومقتضی النظران یفصل فی ذلك السجود ان کان متجافیا لایفسد والایفسد اھ مافی الحلیة[2]۔

**اقول** وف[1] عبارة الخانیة لونام

تورک کے معنی یہ ہیں کہ اپنے دونوں پیروں کو داہنی جانب سے نکالے اور اپنے دونوں سرین زمین پر لگائے' جیسا کہ مستصفٰی میں ہے اھ۔ یہ خیال نہ کیا کہ یہ اس تورک کی تفسیر ہے جو شافعیہ کے نزدیک نماز میں ہوتا ہے اور ناقضِ وضو قطعاً نہیں ہے ___ پھر حلیہ میں کہا کہ مضطجعا سونے کے حکم میں گدی کے بل سونا یا چہرے کے بل سونا بھی ہے کیونکہ ان تمام صورتوں میں جوڑ ڈھیلے ہوجاتے ہیں اور چستی ختم ہوجاتی ہے' جیسے چت لیٹ کر سونے میں ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک اگر مذکورہ حالات کے علاوہ نماز میں ہو تو ناقضِ وضو نہیں اور اس میں اتفاق ہے صرف ایک شرط ہے کہ قصد اور ارادہ نہ ہو ___ خانیہ میں ہے کہ اگر کوئی ارادتاً سجدہ میں سوگیا تو ان کے قول کے مطابق اس کی طہارت ختم ہوجائے گی اھ ___ ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہی ہے کہ حالتِ رکوع میں چستی برقرار رہتی ہے جبکہ سجود میں نہیں۔ اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو سجدہ میں یہ تفصیل کرنی چاہیے کہ اگر وہ زمین سے الگ ہے تو ناقض نہیں ورنہ ناقض ہے۔ حلیہ کا بیان ختم ہوا۔

**اقول** خانیہ کی عبارت اگر بحالتِ سجدہ

www.alahazratnetwork.org

---

ف: تطفل علی الحلیة۔

---

[1] مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق کتاب فی بیان احکام الطہارۃ مطبع کانشی رام پرنٹنگ پریس لاہور ۱/ ۴۰

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

ساجدا فی الصلٰوۃ لایکون حدثا فی ظاھر الروایۃ فان تعمد النوم فی سجودہ تنتقض طھارتہ وتفسد صلٰوتہ ولو تعمد النوم فی قیامہ اورکوعہ لاتنتقض طھارتہ فی قولھم[1] اھ فقولہ فی قولھم راجع الی مسألۃ القیام والرکوع دون السجود کما اقتضاہ اختصار الحلیۃ علی مافی نسختی کیف وعدم النقض ولو تعمد فی الصلٰوۃ ھو المعتمد وھو المذھب قال فی الھندیۃ ثم فی ظاھر الروایۃ لافرق بین غلبتہ وتعمدہ وعن ابی یوسف النقض فی الثانی والصحیح ماذکر فی ظاھر الروایۃ ھکذا فی المحیط[2] اھ فکیف یجوز ان یکون قولھم وسیأتی عن نص الحلیۃ نفسھا۔

نماز میں سوگیا تو ظاہر روایت میں حدث نہ ہوگا کیونکہ قصداً سجدہ میں سوجانا طہارت کو بھی ختم کردیتا ہے اور نماز کو بھی، جبکہ قصداً رکوع یا قیام میں سونا ہمارے ائمہ کے قول میں طہارت کو نہیں توڑتا ہے اھ ــــ اب اس عبارت میں "فی قولھم" قیام و رکوع کے مسئلہ کی طرف راجع ہے نہ کہ سجود کی طرف، جیسا کہ حلیہ کے اختصار میں میرے نسخہ کے مطابق ہے اور یہی درست ہے کہ قصداً بھی نماز کے اندر اگر ایسا کرے تو نہ ٹوٹے گا، یہی معتمد ہے اور مذہب ہے ــــ ہندیہ میں کہا کہ "نیند کے غلبہ یا قصداً سونے کے درمیان ظاہر الروایۃ کے مطابق کوئی فرق نہیں ہے، اور ابو یوسف سے وضو ٹوٹنے کی روایت ہے۔ لیکن صحیح وہی ہے جو ظاہر الروایۃ میں ہے ھکذا فی المحیط اھ۔ اب یہ کیونکر درست ہوسکتا ہے کہ یہ ائمہ کا قول ہو، اور آگے اس کا بیان خود حلیہ کی عبارت سے آرہا ہے۔

www.alahazratnetwork.org

**ثم اقول** لم یتعرض الامام قاضی خان ھٰھنا عن حکم الصلٰوۃ اذا تعمد النوم فی القیام اوالرکوع وعبارتہ فی مفسدات الصلٰوۃ ومنہ ثم نقل فی الفتح ھکذا "اذا نام المصلی مضطجعا متعمدا فسدت صلٰوتہ ولو لم یتعمد فمال نفسہ حتی اضطجع تنتقض طھارتہ ولاتفسد صلٰوتہ

**ثم اقول** اس مقام پر قاضی خان نے قیام و رکوع کی حالت میں قصداً سونے کی صورت میں نماز کا حکم نہ بتایا، مفسداتِ نماز میں ان کی عبارت یہ ہے وہیں سے فتح القدیر میں نقل کیا ہے "جبکہ نمازی کروٹ قصداً سوگیا تو اس کی نماز فاسد ہوگی، اور اگر قصداً نہیں ہے اور اتنا جھکا کہ لیٹنے کی حد کو پہنچ گیا تو طہارت ٹوٹ جائے گی مگر نماز نہیں ٹوٹے گی،

---

[1] فتاوٰی قاضی خان کتاب الطہارۃ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۰

[2] الفتاوی الہندیۃ " الباب الاول الفصل الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۲

ولونام فی رکوعہ او سجودہ ان لم یتعمد ذٰلک لاتفسد صلٰوتہ وان تعمد فسدت فی السجود ولاتفسد فی الرکوع اھ[1] فانما محط کلامہ طراان النوم ان کان ناقض الطھارۃ کما فی الاضطجاع کان تعمدہ مفسد الصلٰوۃ لان تعمد الحدث یمنع البناء والالا کنوم قائم وراکع ولذا لما حکم علی نوم الساجد العامد بافساد الصلٰوۃ افاد فی الفتح ما افاد فلیحفظ فان لہ شانا ان شاء اللہ تعالٰی۔

اور اگر رکوع وسجود میں سوگیا تو اگر قصداً نہیں ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر قصداً ہے تو سجود میں فاسد ہے رکوع میں نہیں اھ ــــــ سو ان کے تمام کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ نیند اگر ناقضِ طہارت ہو جیسے کروٹ لیٹنے کی صورت میں ہے تو قصداً ایسی نیند مفسدِ صلٰوۃ ہے۔ اس لئے کہ کسی حدث کا قصداً ارتکاب نماز کی بناء کے منافی ہے اگر نیند ناقض طہارت نہ ہو جیسے رکوع یا قیام میں تو مفسدِ صلٰوۃ نہیں۔ اس لئے جب سجدہ میں قصداً سوجانے کی بابت فسادِ نماز کا حکم کیا تو فتح میں وہ افادہ کیا جو اس میں موجود ہے تو اس کو محفوظ کرنا چاہئے کہ اس کے لئے ایک انوکھی شان ہے اگر اللہ تعالٰی چاہے۔

ثم قال فی الحلیۃ وذکر فی التحفۃ والبدائع ان النوم فی غیر حالۃ الاضطجاع والتورک فی الصلٰوۃ لایکون حدثا سواء غلبہ النوم اوتعمد فی ظاھر الروایۃ انتھی والعلۃ المعقولۃ فی کون النوم ناقضا استرخاء المفاصل وزوال المسکۃ وھذا لم یوجد فی ھذہ المذکورۃ والاسقط، ھذا کلہ فی الصلٰوۃ وان کان خارج الصلٰوۃ مضطجعا او متکئا بمعنی ان یکون معتمدا

پھر حلیہ میں فرمایا کہ تحفہ اور بدائع میں ذکر کیا کہ نماز میں کروٹ لیٹنے کی صورت کے علاوہ سوجانا یا سرین پر بیٹھنے کی صورت کے علاوہ سوجانا حدث نہیں ہے خواہ اس پر نیند کا غلبہ ہوگیا ہو یا قصداً ایسا کیا ہو، ظاہر روایت میں یہی ہے اھ اور عقلی علت نیند کے ناقض ہونے میں جوڑوں کا ڈھیلا پڑجانا اور چستی وبندش کا ختم ہوجانا ہے، اور یہ چیز مذکورہ صورت میں نہیں پائی گئی ورنہ وہ شخص گرجاتا ــــــ یہ سب صورتیں حالتِ نماز کی تھیں۔ اور اگر نماز کے باہر کروٹ لیٹا یا ٹیک لگائی بایں معنی کہ کسی کہنی پر ٹیک لگائے ہو جیسا کہ

www.alahazratnetwork.org

[1] فتاوٰی قاضیخان کتاب الصلٰوۃ فصل فیما یفسد الصلٰوۃ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۶۴

32 علی احد مرفقیہ کما ھو معنی التورك فی التحفۃ والبدائع ومحیط رضی الدین نقض بلاخلاف[1] اھ ملتقطا۔

تورک کے یہی معنی تحفہ، بدائع اور محیط رضی الدین میں ہیں، تو بالاتفاق وضو ٹوٹ جائے گا اھ ملتقطا۔

وفی رد المحتار نام المریض وھو یصلی مضطجعا الصحیح النقض کما فی الفتح وغیرہ وزاد فی السراج وبہ ناخذ[2] اھ ملتقطا۔

اور ردالمحتار میں ہے کہ مریض چت لیٹ کر نماز پڑھ رہا تھا کہ سوگیا تو صحیح یہ ہے کہ وضو ٹوٹ گیا جیسا کہ فتح وغیرہ میں ہے، اور سراج میں اتنا اضافہ ہے کہ "ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں" اھ۔

وفی الخانیۃ ظاھر المذھب ان النوم فی الصلٰوۃ لایکون حدثا الا ان یکون مضطجعا او متکئا والاضطجاع علی نوعین ان غلبت عیناہ فنام ثم اضطجع حال فی حال نومہ فھو بمنزلۃ مالو سبقہ الحدث یتوضأ ویبنی وان تعمد النوم فی الصلٰوۃ مضطجعا فانہ یتوضأ ویستقبل ومن عجز فصلی مضطجعا فنام ینقض[3] اھ۔

اور خانیہ میں ہے کہ ظاہر مذہب ہے کہ نماز کی حالت میں نیند صرف اضطجاع یا اتکاء کی صورت میں ناقضِ وضو ہے اور اضطجاع کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ اس پر نیند کا غلبہ ہوگیا تو سوگیا پھر سونے کی حالت ہی میں لیٹ گیا تو اس کا حکم اس حدث کا سا ہے جو بے اختیار ہوگیا۔ ایسی صورت میں وضو کرکے نماز کی بناء کرے گا۔ اور اگر قصداً نماز میں لیٹ کر سوگیا تو وضو کرے گا اور از سرِ نو نماز ادا کرے گا۔ اور اگر کسی معذوری کے باعث نماز لیٹ کر پڑھ رہا تھا کہ سوگیا تو وضو ٹوٹ جائے گا اھ۔

www.alahazratnetwork.org

وفی متن نور الایضاح وشرحہ مراقی الفلاح فی فصل مالاینقض الوضوء (و) منھا (نوم مصل ولو راکعا او ساجدا) اذا کان (علی جھۃ السنۃ)

اور نور الایضاح کے متن اور اس کی شرح مراقی الفلاح میں فصل مالاینقض الوضوء میں ہے: "اور نواقضِ وضو میں نہیں ہے نمازی کا رکوع یا سجود میں سوجانا بشرطیکہ مسنون طریقہ کے مطابق

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] ردالمحتار — کتاب الطہارۃ — دار احیاء التراث العربی بیروت — ۱/۹۶

[3] فتاوٰی قاضی خاں — " فصل فی النوم — نولکشور لکھنؤ — ۱/۲۰

فی ظاهر المذهب[1] اھ۔

ہو ظاہر مذہب میں اھ۔

وفی منحة الخالق عن النهر الفائق عن عقد الفرائد انما لایفسد الوضوء بنوم الساجد فی الصلوٰة اذا کان علی الهیأة المسنونة قید به فی المحیط وهو الصحیح[2] اھ۔

اور منحۃ الخالق میں نہر الفائق سے منقول ہے انھوں نے عقد الفرائد سے نقل کیا کہ نماز کے سجدہ میں سوجانا وضو کو نہیں توڑتا جبکہ مسنون طریقہ پر ہو، اس قید کا ذکر محیط میں ہے اور یہی صحیح ہے اھ۔

وقال المحقق الکبیر فی شرح المنیة الصغیر والمعتمد انه ان نام علی الهیأة المسنونة فی السجود رافعا بطنه عن فخذیه مجافیا مرفقیه عن جنبیه لایکون حدثا والا فهو حدث لوجود نهایة استرخاء المفاصل سواء کان فی الصلوٰة اوخارجها وتمام تحقیقه فی الشرح[3] اھ۔

محقق کبیر نے شرح منیۃ الصغیر میں فرمایا: اگر سجدہ میں ہیئت مسنونہ پر سویا کہ پیٹ رانوں سے اور بازو پہلو سے دُور ہوں تو حدث نہیں ہوگا ورنہ بوجہ کشادگی مفاصل حدث ہے بحالت ایں نماز میں ہو یا نہ ہو، اس کی مکمل تحقیق شرح میں ہے اھ۔

وفی التنویر والدر نام او قرأ اورکع او سجد او قعد الاخیر نائما لایعتد به بل یعیده ولو القراءة او القعدة علی الاصح وان لم یعد تفسد ولو رکع او سجد فنام فیه اجزأه لحصول الرفع منه والوضع[4] اھ۔

اور تنویر اور در میں ہے: اگر کسی نے قیام، قراءت، رکوع، سجود یا قعدہ بحالتِ نیند کیا تو اس کا اعتبار نہ ہوگا اس پر اس رکن کا اعادہ لازم ہے خواہ قراءت یا قعدہ ہی کیوں نہ ہو، اصح یہی ہے۔ اور اگر اعادہ نہیں کیا تو نماز فاسد ہوگئی۔ اور اگر رکوع کیا یا سجدہ کیا پھر اسی حالت میں سوگیا تو یہی کافی ہے کیونکہ اس حالت میں جانا اور اس سے واپس آنا پایا گیا اھ۔

www.alahazratnetwork.org

ولفظ المراقی وان طرأ فیه

اور مراقی الفلاح میں ہے کہ اگر کسی رکن میں

---

۱؎ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل عشرۃ اشیاء دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۹۴
۲؎ منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۸
۳؎ صغیری شرح منیۃ المصلی فصل فی نواقض الوضوء مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۰
۴؎ الدر المختار شرح تنویر الابصار کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ " " ۱/ ۷۱

النوم صح بما قبله منه[1] اھ۔

**قلت** وهو اوضح واوجه۔

وفی الدر المختار ایضا ینقضه حکما نوم یزیل مسکته بحیث تزول مقعدته من الارض وهو النوم علی احد جنبیه او ورکیه او قفاه او وجهه والا یزل مسکته لا ینقض وان تعمده فی الصلوٰة او غیرها علی المختار (نص علیه فی الفتح وهو قید فی قوله فی الصلوٰة قال فی شرح الوهبانیة ظاهر الروایة ان النوم فی الصلوٰة قائما اوقاعدا او ساجدا لایکون حدثا سواء غلبه النوم او تعمده ش) کالنوم قاعدا مستند الی ما لو ازیل لسقط علی المذهب (ای علی ظاهر المذهب عن ابی حنیفة وبه اخذ عامة المشائخ وهو الاصح کما فی البدائع ش و علیه الفتوی جواهر الاخلاطی) او ساجد علی الهیأة المسنونة (بان یکون رافعا بطنه عن فخذیه مجافیا عضدیه عن جنبیه بحر، قال ط وظاهره ان المراد الهیأة المسنونة فی حق الرجل لا المرأة ش۔

**اقول** لیس[ف] فی هذا المحل الاستظهار وقد صرح به السادة الکبار کقاضی خان

نیند آگئی تو اس سے پہلے والا رکن صحیح رہا اھ ــــ

**قلت** یہی اوضح اور اوجہ ہے۔

اور درمختار میں ہے کہ نیز وضو کو حکماً وہ نیند توڑ دیتی ہے جو چستی کو زائل کردے، اس طرح کہ اس کی مقعد زمین سے اُٹھ جائے، مثلاً ایک پہلو پر سوگیا یا سرین پر سوگیا یا گُدّی یا چہرے کے بل سوگیا' اور چستی زائل نہ کرتی ہو تو ناقضِ وضو نہیں خواہ وہ قصداً ہی سوگیا ہو نماز میں ہو نہ ہو، مختار یہی ہے (فتح میں اس کی تصریح ہے، شرح وہبانیہ میں ہے کہ ظاہر الروایۃ میں ہے کہ نماز میں سونا کھڑے ہوکر، بیٹھ کر، یا سجدہ میں ــــ حدث نہ ہوگا خواہ نیند کا غلبہ ہوگیا یا قصداً نیند آئی ہو، ش) جیسے کسی ایسی چیز سے ٹیک لگا کر سوگیا کہ اگر اس کو ہٹایا جائے تو گر پڑے، یا بیٹھ کر سوگیا (ابو حنیفہ سے ظاہر مذہب یہی ہے اور تمام مشائخ نے اسی کو لیا ہے اور یہی اصح ہے جیسا کہ بدائع میں ہے، ش۔ اور اسی پر فتوٰی ہے جواہر الاخلاطی کا) اور جو شخص مسنون حالت پر سوگیا یعنی اس کا پیٹ رانوں سے جُدا ہو بازو پہلوؤں سے جدا ہوں، بحر۔ طحطاوی نے کہا کہ بظاہر اس سے مراد وہ مسنون ہیئت ہے جو مردوں کے لئے ہے نہ کہ عورت کے لئے، ش۔

**اقول** یہ استظہار کا مقام نہیں ہے اس کی تصریح بڑے بڑے علماء مثلاً قاضی خان

www.alahazratnetwork.org

---

ف: معروضة علی العلامتین ط و ش۔

---

[1] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب شروط الصلوٰۃ وارکانہا دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۲۳۵

وغیرہ علا انھم لولم یصرحوا لکان ھو
المتعین للارادة لان المقصود
ھیأة تمنع الاستغراق فی النوم
کمالایخفی) ولوفی غیر الصلٰوة علی
المعتمد ذکرہ الحلبی او متورکا (بان یبسط
قدمیه من جانب ویلصق الیتیه
بالارض۔ فتح ش) او محتبیا
(بان جلس علی الیتیه و نصب
رکبتیه وشد ساقیه الی
نفسه بیدیه اوبشیئ یحیط من
ظهرہ علیهما شرح المنیة ش۔

**اقول** ولامدخل ههنا
لوضع الیدین فانما مطمح النظر تمکین
الورکین ولذا عممت) وراسه علی
رکبتیه (غیر قید ش و بالاولی
اذا لم یکن رأسه کذلك ط) اوشبه
المنکب (ای علی وجهه وھو
کمافی شروح الهدایة ان ینام
واضعا الیتیه علی عقبیه و بطنه
علی فخذیه ونقل عدم النقض
به فی الفتح عن الذخیرة ایضا
ش۔

**قلت** ونقل فی الهندیة عن محیط

وغیرہ نے کی ہے۔ علاوہ ازیں اگر وہ اس کی تصریح
نہ بھی کرتے تو یہی متعین ہوتا کیونکہ اس سے مراد ایسی
ہیئت ہے جو نیند میں مستغرق ہوجانے سے مانع ہو
اور یہ ظاہر ہے) یہ صورت خواہ نماز کے علاوہ ہی
کیوں نہ ہوئی ہو، معتمد مذہب یہی ہے۔ اس کو
حلبی نے ذکر کیا یا بطور تورک (یعنی وہ اپنے
دونوں قدم ایک طرف نکال لے اور اپنے سرین
زمین سے چپکادے، فتح وش) "او محتبیا"
یا اپنے سرین پر بیٹھ جائے اور اپنی دونوں پنڈلیاں
اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑے یا کسی چیز سے
پیٹھ سے باندھ دے، شرح منیہ ش۔

**اقول** اس میں ہاتھ کی وضع کا کوئی
دخل نہیں ہے اس مقصود تو دونوں سرینوں کا جمانا
ہے، اس لئے میں نے اس کو عام رکھا ہے اور
اس کا سر اس کے دونوں گھٹنوں پر ہو (یہ قید
نہیں، ش، اور جب اس کا سر اس طرح نہ ہو تو
بطریق اولٰی ایسا ہوگا، ط) یا اوندھے کے مشابہ
(یعنی چہرے کے بل سونے والے کی طرح اور اسکی ہیئت جیسا کہ ہدایہ
کی شروح میں ہے یہ ہے کہ وہ اپنے دونوں سرین اپنی
دونوں ایڑیوں پر رکھے اور اپنا پیٹ اپنی دونوں رانوں
پر رکھے اور اس میں نہ ٹوٹنا فتح میں ذخیرہ سے بھی
منقول ہوا، ش۔

**قلت** ہندیہ میں محیط سرخسی سے منقول ہے

www.alahazratnetwork.org

---

ف: معروضة اخرٰی علیهما۔

السرخسی انه الاصح قال ش ثم نقل فی الفتح عن غیرھا لو نام متربعا ورأسه علی فخذیه نقض قال وھذا یخالف مافی الذخیرۃ واختار فی شرح المنیۃ النقض فی مسألۃ الذخیرۃ لارتفاع المقعدۃ وزوال التمکن واذا نقض فی التربع مع انه اشد تمکنا فالوجه الصحیح النقض ھنا ثم ایدہ بمافی الکفایۃ عن المبسوطین من انه لو نام قاعدا او وضع الیتیه علی عقبیه وصار شبه المنکب علی وجھه قال ابویوسف علیه الوضوء اھ۔

**اقول** ومن عرف المناط عرف القول الفصل فمن حنا رأسه بحیث لم یرفع عجزہ عن الارض لم ینقض وھو مراد الشارح ومن حنا حتی رفع نقض وھو مراد الغنیۃ ولذا عولت علی ھذا التفصیل) او فی محمل او سرج او اکاف (حال الصعود وغیرہ منیۃ ش) ولو الدابۃ عریانا فان حال الھبوط نقض (لتجافی المقعدۃ عن ظھر الدابۃ حلیۃ ش) والا (بان کان حال الصعود والاستواء منیۃ ش) لا ولو

کہ اصح یہی ہے، ش نے کہا پھر فتح میں ذخیرہ کے علاوہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص پالتی مار کر بیٹھا اور اسی حال میں سو گیا اور اس کا سر اس کی دونوں رانوں پر ہے تو وضو ٹوٹ گیا، یہ ذخیرہ کے مخالف ہے اور شرح منیہ میں ذخیرہ کی بیان کردہ صورت میں وضو کے ٹوٹ جانے کو پسند کیا ہے کیونکہ مقعد اٹھ گئی اور استقرار ختم ہو گیا، اور جب پالتی مار کر بیٹھنے کی صورت میں وضو ٹوٹ گیا حالانکہ اس میں استقرار زیادہ ہے تو صحیح بات یہ ہے کہ یہاں بھی ٹوٹنا چاہیے۔ پھر کفایہ کی عبارت جو دونوں مبسوطوں سے منقول ہے سے تائید کی، اس میں یہ ہے کہ اگر بیٹھ کر سو گیا یا اپنی سرین کو اپنی ایڑیوں پر رکھا اور اوندھا ہو گیا تو ابو یوسف فرماتے ہیں اس پر وضو لازم ہے اھ۔

**اقول** جو شخص مناط کو جانتا ہے وہ فیصلہ کن قول کو سمجھ سکتا ہے، جس شخص نے اپنا سر جھکایا مگر اپنی سرین زمین سے نہ اٹھائی تو وضو نہ ٹوٹے گا اور یہی مراد شارح کی ہے، اور اگر سرین اٹھ گئے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور غنیہ کی مراد یہی ہے اس لئے میں نے اس تفصیل پر اعتماد کیا ہے، یا کسی محمل یا زین یا ندہ میں (چڑھنے کی صورت ہو یا کوئی اور صورت، منیہ ش) اور اگر سواری کے جانور پر زین وغیرہ نہ ہو تو اترتے وقت وضو ٹوٹ جائے گا (کیونکہ سواری کی پشت سے مقعد ہٹ گئی ہو گی، حلیہ ش) ورنہ (مثلاً یہ کہ چڑھنے یا بیٹھنے کی حالت میں ہو، منیہ ش) تو وضو

www.alahazratnetwork.org

نائم قاعد ایتمایل فسقط ان انتبه حین سقط (ای قبل ان یصیب جنبه الارض ط حلیة ش او عند اصابة جنبه الارض بلا فصل ط غنیة ش) فلا نقض به یفتی (اما لو استقر ثم انتبه نقض لانه وجد النوم مضطجعا حلیة ش) کماعس یفهم اکثر ما قیل عنده (قال الرحمتی ولا ینبغی ان یغتر الانسان بنفسه لانه ربما یستغرقه النوم ویظن خلافه ش) اھ مزیدا ما بین الاھلة منی ومن ط و ش[1]

نہ ٹوٹے گا، اور اگر بیٹھے بیٹھے سو گیا اور جھولے کھا کر گرا اور گرتے ہی بیدار ہو گیا (یعنی پہلو کے زمین پر لگنے سے قبل ط حلیہ ش یا پہلو کے زمین پر لگتے ہی بلا تاخیر گرا ط غنیہ ش) تو وضو نہ ٹوٹے گا، یہی مفتیٰ بہ قول ہے، لیکن اگر ٹھہر گیا پھر بیدار ہوا تو وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ کروٹ لیٹنے کی حالت میں نیند پائی گئی حلیہ ش) جیسے اونگھنے والا اکثر باتیں سمجھتا ہے (رحمتی نے کہا انسان کو دھوکے میں نہ رہنا چاہئے، کبھی اس پر نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے اور وہ اس کے خلاف گمان کرتا ہے۔ ش) اھ ہلالوں کے درمیان جو کچھ ہے وہ عبارت درمختار پر میرا اور شامی وطحطاوی کا اضافہ ہے۔

www.alahazratnetwork.org

## افادات عدیدۃ مفیدۃ سدیدۃ

## چند درست نفع بخش افادات

**الاولی** ف اعلم ان النوم علی وضع سجود فیه خلف کثیر ونزاع ممدود وانا ارید ان شاء الکریم المجید ان اذکره علی وجه حاصر یجلو به الحق کبدر زاھر وما توفیقی

**افادۂ اُولیٰ:** سجدے کی ہیأت پر سونے کے مسئلہ میں بہت زیادہ اختلاف ونزاع پایا جاتا ہے۔ بمشیتِ رب کریم میں اسے ایسی احاطہ کن صورت میں بیان کرنا چاہتا ہوں جس سے حق بدر تابندہ کی طرح روشن ہو جائے۔ اور مجھے توفیق نہیں

ف: تحقیق شریف للمصنف ان الصلوٰۃ وغیرها فی نقض الطهارۃ بالنوم سواء۔

[1] الدر المختار کتاب الطہارۃ بحث نواقض الوضوء مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۶ و ۲۷
رد المحتار " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۹۵ تا ۹۷
حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار " " " المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/ ۸۲

الا بالله علیه توکلت و الیه انیب۔

**فاقول** واستعین بالقریب المجیب ذلك الوضع الذی نام فیه اما ان یکون علی الهیأة المسنونة للرجال او علی غیرها وکل اما فی الصلوٰة و منها سجود السهو وسها من نقل الخلاف فیه کما نبه علیه فی الفتح او فی سجدة مشروعا خارجها وهی سجدة التلاوة والشکر او فی غیر ذلك ویدخل فیه ما کان علی هیأة ساجد ولم ینوها اصلا فالصور ست؛

وقد اجمعوا علی عدم النقض فی الاولی وهی السجود فی الصلوٰة علی الهیأة المسنونة اما ما وقع فی رد المحتار ان النوم ساجدا فی الصلوٰة وغیرها قیل یکون حدثا (ای مطلقا سواء کان علی الهیأة المسنونة اولا لانه ذکر هذا التفصیل من بعد فی قول مقابل له) قال وذکر فی الخانیة انه

مگر خدا ہی کی طرف سے۔ اسی پر میرا توکل ہے اور اسی کی طرف رجوع لاتا ہوں۔

**فاقول** تو رب قریب مجیب کی مدد لیتے ہوئے عرض پرداز ہوں ـــــ سونے والا جس وضع سجدہ پر سویا ہے وہ یا تو مردوں کے لئے سجدہ کی مسنون ہیأت کے مطابق ہوگی یا مسنون ہیأت نہ ہوگی ـــ دونوں صورتیں یا تو نماز میں ہوں گی ـــ اسی میں سجدۂ سہو بھی شامل ہے اور جس نے اس سے متعلق اختلاف نقل کیا اسے سہو ہوا جیسا کہ فتح القدیر میں اس پر تنبیہ فرمائی ہے ـــ یا بیرون نماز کسی جائز و مشروع سجدہ میں ہوں گی ـــ یہ سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر ہے ـــ یا ان سب کے علاوہ میں ہوں گی ـــ اسی میں وہ بھی داخل ہے جو سجدہ کی ہیأت پر ہو اور سجدہ کی کوئی نیت نہ ہو ـــ تو یہ کل چھ صورتیں ہوئیں:

**پہلی صورت** یہ کہ نماز میں مسنون طریقہ پر سجدہ ہو ـــ اس صورت پر سوجانے سے وضو نہ ٹوٹنے پر سب کا اجماع ہے ـــ لیکن وہ جو ردالمحتار میں واقع ہے کہ بحالت سجدہ نماز میں اور بیرون نماز سوجانا کہا گیا کہ حدث ہے ـــ یعنی مطلقاً خواہ مسنون طریقے پر ہو یا نہ ہو ـــ یہ اس لئے کہ علامہ شامی نے یہ تفصیل آگے اس کے مقابل ایک قول میں خود بیان کی ہے۔ آگے لکھتے ہیں: اور خانیہ میں ذکر کیا کہ یہی

www.alahazratnetwork.org

ظاھر الروایۃ[1] اھ۔

**فاقول**[ف1] ھذا الاطلاق ان صدر عن احد فھو محجوج بنص الحدیث وتصریحات ائمۃ القدیم و الحدیث وقد تقدم عن الحلیۃ ان لاخلاف عندنا فی ذٰلك اما الخانیۃ[ف2] فلم تذکرہ بھذا الارسال وانما نصھا ھکذا ظاھر المذھب ان النوم فی الصلٰوۃ لایکون حدثا نائما قائما اوراکعا اوساجدا اما خارج الصلٰوۃ علی ھیأۃ الرکوع والسجود قال شمس الائمۃ الحلوانی رحمہ اللہ تعالٰی یکون حدثا فی ظاھر الروایۃ وقیل ان کان ساجدا علی وجہ السنۃ بان کان رافعا بطنہ عن فخذیہ مجافیا عضدیہ عن جنبیہ بحیث یری من خلفہ عفرۃ ابطیہ لایکون حدثا و ان کان ساجدا علی وجہ غیرالسنۃ بان الصق بطنہ بفخذیہ وافترش ذراعیہ کان حدثا[2] اھ۔

ظاہر الروایۃ ہے اھ۔

**اقول** یہ اطلاق (کہ نماز اور بیرون نماز مسنون یا غیر مسنون جس ہیأت سجدہ پر بھی سوجائے وضو ٹوٹ جائے گا) اگر کسی سے صادر ہے اور کوئی اس کا قائل ہے تو اس کے خلاف نص حدیث اور عہد قدیم وجدید کے ائمہ کی تصریحات حجت ہیں ــــ حلیہ کے حوالے سے گزر چکا کہ اس بارے میں ہمارے یہاں کوئی اختلاف نہیں ــــ رہا خانیہ کا حوالہ جو علامہ شامی نے پیش کیا تو خانیہ نے اس اطلاق کے ساتھ اسے بیان ہی نہ کیا۔ ملاحظہ ہو اس کی عبارت یہ ہے: ظاہر مذہب یہ ہے کہ نماز کے اندر سونا حدث نہیں ہوتا، قیام میں سوئے یا رکوع یا سجدے میں سوئے۔ لیکن بیرون نماز اگر رکوع وسجود کی ہیأت پر سوئے تو شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ ظاہر روایت میں یہ حدث ہے ــــ اور کہا گیا کہ اگر سنت کے طور پر سجدہ کی حالت ہو اس طرح کہ پیٹ رانوں سے اٹھائے ہوئے، بازو کروٹوں سے جُدا کیے ہوئے ہو کہ پیچھے والا بغلوں کی سیاہی دیکھ لے تو حدث نہ ہوگا، اور اگر خلافِ سنّت سجدہ ہو اس طرح کہ پیٹ رانوں سے ملا دیا ہو اور کلائیاں بچھا دی ہوں تو حدث ہوگا اھ۔

ف1: معروضۃ علی العلامۃ ش۔

ف2: معروضۃ اخرٰی علیہ

[1] رد المحتار کتاب الطہارۃ بحث نواقض الوضوء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۶

[2] فتاوٰی قاضی خان ؍؍ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/۲۰

www.alahazratnetwork.org

فان ھذا من ذاك فلیتنبہ نعم جاءت خلافیۃ عن ابی یوسف فی تعمد النوم علی خلاف ظاھر الروایۃ الصحیحۃ المختارۃ ولا تختص فی تحقیقنا بالسجود بل تعم الصلٰوۃ کلہا کما سیأتی ان شاء اللہ تعالٰی۔

بتایئے اس تفصیل کو اُس اطلاق سے کیا نسبت ؟ تو اس پر متنبہ رہنا چاہیے ــــ ہاں قصداً سونے کے بارے میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی علیہ سے صحیح، ترجیح یافتہ ظاہر الروایہ کے برخلاف ایک اختلافی روایت آئی ہے اور وہ ہماری تحقیق میں حالتِ سجدہ ہی سے خاص نہیں بلکہ پوری نماز کو شامل ہے، جیسا کہ ان شاء اللہ تعالٰی ذکر ہوگا۔

واجمعوا علی النقض فی السادسۃ وھی کونہ علی ھیأۃ سجود غیر مسنونۃ من غیرنیۃ اوفی سجدۃ غیر مشروعۃ، اما ماوقع فی ردالمحتار ان النوم ساجدا قیل لایکون حدثا فی الصلٰوۃ وغیرھا وصححہ فی التحفۃ وذکر فی الخلاصۃ انہ ظاھر المذھب وفی الذخیرۃ ھو المشھور[1] اھ۔

**چھٹی صورت** یہ کہ سجدہ غیر مسنون طریقہ پر ہو اور سجدہ کی نیّت بھی نہ ہو یا کسی ایسے سجدہ کی نیت ہو جو مشروع نہیں ــــ اس صورت میں سونے سے وضو ٹوٹ جانے پر اجماع ہے۔ لیکن وہ جو ردالمحتار میں واقع ہوا کہ: "سجدہ کرتے ہوئے سوجانا کہا گیا کہ یہ نماز میں اور بیرونِ نماز بھی حدث نہیں۔ اسی کو تحفہ میں صحیح کہا۔ اور خلاصہ میں ذکر کیا کہ یہی ظاہر مذہب ہے۔ اور ذخیرہ میں ہے کہ یہی مشہور ہے" اھ۔

**فاقول** ان ارادبالساجد الساجد الشرعی ف فعزو الحکم الی الخلاصۃ یصح لکنہ اذن لایتناول الا سجود الصلٰوۃ والسھو والتلاوۃ والشکر و

**فاقول** اگر سجدہ کرنے والے سے شرعی سجدہ کرنے والا مراد لیا تو خلاصہ کا حوالہ صحیح ہے ــــ لیکن اس تقدیر پر یہ صرف سجدۂ نماز، سجدۂ سہو، سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر کو شامل

---

ف: معروضۃ ثالثۃ علیہ۔

---

[1] ردالمحتار کتاب الطہارۃ بحث نواقض الوضوء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۹۶

www.alahazratnetwork.org

یبقی کلامه ساکتا عن حکم ما اذا کان علٰی هیأة سجود من دون سجود او فی سجود غیر مشروع کما یفعله بعض الناس عقیب الصلوٰة ولا شك ان کلام الخلاصة والخانیة والتحفة والبدائع والحلیة التی لخص منها هٰذا الفصل یشمل هٰذه الصور کلها فلا وجه لاخراجها عن الکلام مع ان الحاجة ماسة الٰی ادراك حکمها ایضا وان اراد من کان علی هیأة سجود ولو لم ینوه اولم یشرع فیجب ان یکون المراد الهیأة المسنونة للرجال لانها المانعة عن الاستغراق فی النوم فکان کالنوم قائما او علی هیأة رکوع اما ان یؤخذ العموم فی الساجد کما احاط به کلمات المنقول عنهم جمیعا وقد اشار الیه فی الخلاصة حیث عبر فی الصلوٰة بلفظة ساجد او فی خارجها بلفظة علی هیأة السجود وفی الهیأة ایضا کما هو قضیة رد المحتار حیث ذکر تفصیل الهیأة فی قول ثالث مقابل لهذا حتی یلزم ان لا ینقض نوم من نام فی غیر سجود مشروع علی هیأة سجود المرأة

ہوگا۔ اور ان کا کلام اس صورت کا حکم بتانے سے ساقط رہ جائے گا جب بے نیت سجدہ محض ہیأت سجدہ ہو یا کوئی غیر مشروع سجدہ ہو جیسا کہ بعض لوگ بعد نماز سجدہ کرتے ہیں — حالاں کہ خلاصہ، خانیہ، تحفہ، بدائع اور حلیہ جن سے اس فصل کی تلخیص کی گئی ہے سب کا کلام ان ساری صورتوں کو شامل ہے تو مذکورہ صورتوں کو کلام سے خارج کرنے کی کوئی وجہ نہیں جب کہ ان صورتوں کا بھی حکم دریافت کرنے کی ضرورت موجود ہے — اور اگر ساجد سے وہ مراد ہے جو ہیأت سجدہ پر ہو اگرچہ سجدہ کی نیت نہ رکھتا ہو یا وہ سجدہ مشروع نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس سے مراد وہ ہیأت ہو جو مردوں کے لئے مسنون ہے کیونکہ وہی حالت نیند کے استغراق سے روکنے والی ہے تو یہ ایسے ہی ہوا جیسے کھڑے کھڑے یا رکوع کی ہیأت پر سو جانا — لیکن یہ کہ ساجد میں عموم مراد لیا جائے۔ جیسا کہ ان تمام حضرات کی عبارتیں اس کا احاطہ کرتی ہیں جن سے یہ احکام نقل کئے گئے ہیں۔ اور خلاصہ میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے اس طرح کہ اندرونِ نماز کی تعبیر لفظ ساجد سے کی ہے اور بیرونِ نماز کی تعبیر ہیأت سجدہ سے کی ہے — اور ہیأت میں بھی عموم مراد لیا جائے — جیسا کہ یہ کلامِ ردالمحتار کا مقتضا ہے اس لئے کہ انھوں نے ہیأت کی تفصیل اس کے مقابل ایک تیسرے قول میں ذکر کی ہے — اس پر یہ الزام آئے گا کہ جو کسی غیر مشروع سجدہ میں سجدۂ عورت کی ہیأت پر سو جائے تو اس کی نیند ناقضِ وضو

فلایجوز ان یقول بہ احد فانہ حینئذ لیس الا کنوم المنبطح سواء بسواء بل ھو ھو لا یفارقہ الا بقبض فی الایدی والا رجل کما لا یخفی۔

نہ ہو ــــ تو اس کا کوئی قائل نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ اس تقدیر پر یہ سونا بالکل منہ کے بل لیٹ کر سونے کی طرح ہوا بلکہ دونوں بالکل ایک ہوئے، صرف ہاتھ پاؤں سمیٹنے کا فرق رہا، جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ [یہاں مذکورہ کلام شامی کے تین معنی ذکر کئے اول مراد ہے تو کلام ناقص اور بعض صورتوں کے احاطہ سے قاصر ہوگا، دوم مراد ہو تو وہ خاص مسنون حالت پر سجدہ ہے، سوم مراد ہو کہ کسی قسم کا بھی سجدہ کرنے والا ہے اور کسی بھی ہیأت پر سجدہ کر رہا ہو اور سو جائے تو وضو نہ ٹوٹے گا اس کا کوئی قائل نہیں ہو سکتا ۱۲م]

وراجعت الخلاصۃ فوجدت نصہا ھکذا فی الاصل قال ولا ینقض الوضوء النوم قاعدا او راکعا او ساجدا او قائما ھذا فی الصلوۃ فان نام خارج الصلوۃ قائما او علی ھیأۃ الرکوع والسجود فی ظاھر المذھب لا فرق بین الصلوۃ وخارجہ الصلوۃ اھ ثم قال اذا نام فی سجود التلاوۃ لا یکون حدثا عندھم جمیعا کما فی الصلوتیۃ وفی سجدۃ الشکر کذلک عند محمد وھکذا روی عن ابی یوسف وسواء سجد علی ھیأۃ وجہ السنۃ وعلی غیر وجہ السنۃ نحو ان یفترش ذراعیہ ویلصق

اور میں نے خلاصہ اٹھا کر دیکھا تو اس کی عبارت اس طرح پائی: "اصل مبسوط میں ہے فرمایا: بیٹھ کر یا رکوع میں یا سجدہ میں یا قیام میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ یہ اندرون نماز کا حکم ہے۔ اور اگر بیرون نماز کھڑے یا رکوع وسجود کی ہیأت میں سو گیا تو ظاہر مذہب میں نماز اور بیرون نماز کے درمیان کوئی فرق نہیں ــــ اور آگے فرمایا: سجدۂ تلاوت میں سو جانا ان سبھی حضرات کے نزدیک حدث نہیں جیسے کہ سجدۂ نماز میں اور سجدۂ شکر میں بھی امام محمد کے نزدیک یہی حکم ہے۔ اور ایسا ہی امام ابو یوسف سے مروی ہے۔ خواہ مسنون طریقہ پر سجدہ ہو یا غیر مسنون طریقہ پر جیسے یوں کہ کلائیاں بچھا دے اور پیٹ کو رانوں سے

ــــــــــــــــــــ

۱؎ خلاصۃ الفتاوی کتاب الطہارۃ الفصل الثالث مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۸

www.alahazratnetwork.org

بطنه علی فخذیه فنام فی سجوده وعند ابی حنیفة یکون حدثا وفی سجد فی السهو لایکون حدثا[1] اھ۔

ملا دے اور سجدے میں سو جائے، اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک حدث ہوگا اور سجدۂ سہو میں حدث نہ ہوگا اھ۔

فافاد ان عموم الھیأة انما ھو فی السجود المشروع کسجود التلاوة والسهو عند الکل والشکر عندھما ولما لم تشرع سجدة الشکر عندہ قال بالنقض فیھا اذا لم تکن علی ھیأة السنة۔

اس کلام سے افادہ فرمایا کہ صرف سجدہ مشروع میں ایسا ہے کہ کسی بھی ہیأت پر ہو اس میں بندے سے وضو نہ جائے گا، سجدۂ مشروع جیسے سجدۂ تلاوت اور سجدۂ سہو سب کے نزدیک اور سجدۂ شکر صاحبین کے نزدیک۔ اور سجدۂ شکر چوں کہ امام اعظم کے نزدیک مشروع نہیں اس لئے وہ اس میں نیند کے ناقض ہونے کے قائل ہیں جب کہ مسنون ہیأت پر نہ ہو۔

وفی الحلیة بعد ما قدمنا عنها من الکلام علی النوم فی الصلوٰة وان کان خارج الصلوٰة (فذکر الوجوه الی ان قال) وان نام قائما اوعلی ھیأة الرکوع والسجود غیر مستند الی شیئ ففی البدائع العامة علی انه لایکون حدثا لان استمساك فیها باق، وفی التحفة الاصح انه لیس بحدث کما فی الصلوٰة وعلیه مشی فی الخلاصة وذکر انه ظاھر المذھب وعکس ھذا بالنسبة الی ھیأة الرکوع والسجود فی الخانیة فذکر انه حدث فی ظاھر الروایة والاول

حلیہ کے حوالے سے اندرونِ نماز سونے سے متعلق جو کلام ہم نے پہلے نقل کیا اس کے بعد اس میں ہے: اور اگر بیرونِ نماز ہو (اس کے بعد وہ صورتیں ذکر کیں۔ پھر کہا) اگر کھڑے کھڑے یا رکوع وسجود کی ہیأت پر کسی چیز سے ٹیک لگائے بغیر سوگیا تو بدائع میں ہے کہ عامۂ علماء اس پر ہیں کہ وضو نہ جائے گا اس لئے کہ ان صورتوں میں بندش باقی رہتی ہے ـــــ اور تحفہ میں ہے کہ اصح یہ ہے کہ ایسی نیند حدث نہیں جیسے اندرونِ نماز ـــــ اسی پر خلاصہ میں مشی ہے اور ذکر کیا کہ یہی ظاہر مذہب ہے ـــــ اور ہیأت رکوع وسجود سے متعلق خانیہ میں اس کے برعکس یہ بتایا کہ وہ ظاہر الروایہ میں حدث ہے ـــــ اور اول ہی

www.alahazratnetwork.org

---

[1] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الطہارۃ الفصل الثالث مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۹

ھو المشھور کما فی الذخیرۃ[1] اھ ملخصا فافاد[ف۱] ان کلامھم ھذا فی غیر الصلٰوۃ وافاد[ف۲] ببقاء الاستمساك ان المراد ھیأۃ السجود المسنونۃ فھذا الذی یشم عن عبارۃ رد المحتار لیس مراد الخلاصۃ ولا التحفۃ ولا الخانیۃ ولا الذخیرۃ ولا الحلیۃ فلیتنبہ۔

مشہور ہے، جیسا کہ ذخیرہ میں ہے اھ ملخصا۔
اس سے مستفاد ہوا کہ ان حضرات کا یہ کلام بیرونِ نماز سونے کی صورت میں ہے۔ اور بندش باقی رہنے سے یہ افادہ کیا کہ سجدہ کی مسنون ہیأۃ مراد ہے۔ تو یہ عموم جو ردالمحتار کی عبارت سے مترشح ہے نہ خلاصہ کی مراد ہے نہ تحفہ کی، نہ خانیہ، نہ ذخیرہ، نہ حلیہ کی۔ تو اس پر متنبہ رہنا چاہیے۔

بقیت اربع:
وھی الھیأۃ المسنونۃ خارج الصلٰوۃ فی السجدۃ المشروعۃ او غیرھا وغیر المسنونۃ فی السجدۃ المشروعۃ فی الصلٰوۃ او غیرھا۔

**اب چار صورتیں باقی رہیں:—**
(۱) سجدہ کی مسنون ہیأت بیرونِ نماز کسی مشروع سجدہ میں ہو (۲) یہ ہیأت کسی غیر مشروع سجدہ میں ہو (۳) غیر مسنون ہیأت سجدۂ مشروعہ میں اندرونِ نماز ہو (۴) یا (یہ ہیأت سجدۂ مشروعہ) میں بیرونِ نماز ہو۔

www.alahazratnetwork.org

فھذہ تجاذبت فیھا الاراء و وجدت ھٰھنا مما اعتمدہ المصنفون فی تصانیفھم المتداولۃ فی المذھب اربعۃ اقوال:
**الاول** ان کان علی الھیأۃ المسنونۃ لاینقض ولو خارج الصلٰوۃ، وعلٰی غیرھا ینقض ولو

ان ہی چار صورتوں میں آرا کی کشمکش ہے — اور یہاں مجھے **چار اقوال** ملے جن پر مصنفین نے اپنی متداول تصانیفِ مذہب میں اعتماد کیا ہے:
**قولِ اول:** سونا اگر سجدہ کی مسنون ہیأۃ پر ہو تو ناقضِ وضو نہیں اگرچہ بیرونِ نماز ہو۔ اور غیر مسنون ہیأت پر ہو تو ناقضِ وضو ہے اگرچہ

---

ف۱: معروضۃ رابعۃ علی العلامۃ ش۔

ف۲: معروضۃ خامسۃ علیہ۔

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

فیہار

وھو الذی عولنا علیه وقد منا نقله عن مراقی الفلاح[1] والمحیط[2] وعقد[3] الفرائد وشرح[4] المنیة الصغیر وفی مجمع[5] الانہر[1] لانوم ساجد فی الصلوٰة اوخارجها علی الصحیح عندنا وفی المحیط انما لاینقض نوم الساجد اذاکان رافعا بطنه عن فخذیه جافیا عضدیه عن جنبیه وان ملتصقا بفخذیه معتمدا علی ذراعیه فعلیه الوضوء اھ وقال العلامة[6] اکمل الدین البابرتی فی العنایة شرح الهدایة قوله بخلاف النوم حالة القیام والقعود والرکوع والسجود فی الصلوٰة یعنی اذاکان علی هیأة سجود الصلوٰة من تجافی البطن عن الفخذین وعدم افتراش الذراعین اما اذاکان بخلافه فینقض[2] اھ وفی الرحمانیة[7] عن العتابیة[8] وعن اصحابنا ان النوم فی السجود انما لایفسد اذاکان علی الهیأة المسنونة اھ وفی المعراجیة[9]

اندرون نماز ہو۔

یہی وہ قول ہے جس پر ہم نے اعتماد کیا اور اسی کو (۱) مراقی الفلاح (۲) محیط (۳) عقد الفرائد اور (۴) غنیہ کی شرح صغیر سے ہم نے پہلے نقل کیا، اور (۵) مجمع الانہر میں ہے: ناقضِ وضو نہیں سجدہ کرنے والے کی نیند، نماز میں ہو یا بیرونِ نماز، اس قول پر جو ہمارے نزدیک صحیح ہے۔ اور محیط میں ہے: سجدہ کرنے والے کی نیند ناقض اس صورت میں نہیں جب پیٹ ران سے اٹھائے ہوئے بازو کروٹوں سے جُدا کئے ہو۔ اگر رانوں سے چپکا ہوا کلائیوں کے سہارے پر رکا ہوا ہو تو اس پر وضو ہے اھ۔ (۶) علامہ اکمل الدین بابرتی عنایہ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں: عبارتِ ہدایہ، بخلاف قیام، قعود، رکوع اور نماز میں سجدہ کی حالت پر سونے کے (کہ یہ ناقض نہیں) ___ مراد یہ ہے کہ جب سجدۂ نماز کی ہیأت پر سویا ہو کہ پیٹ رانوں سے الگ ہو اور کلائیاں بچھی نہ ہوں لیکن جب اس کے برخلاف ہو تو ناقض ہے اھ۔ (۷-۸) رحمانیہ میں عتابیہ سے نقل ہے: اور ہمارے اصحاب سے منقول ہے کہ سجدہ میں سونا صرف اس صورت میں مفسد نہیں جب مسنون ہیأت پر ہو اھ (۹) معراجیہ

www.alahazratnetwork.org

---

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۱

[2] العنایۃ شرح الہدایۃ علی ہامش فتح القدیر کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۴۳

[3] الرحمانیہ

كما نقل عنها في ذخيرة العقبى ما نصه عن الامام الثاني رحمه الله تعالى انه لو تعمد النوم في السجود ينقض والا فلا لان القياس ان يكون ناقضا الا انا استحسناه في غير العمد لان من يكثر الصلوة بالليل لا يمكنه الاحتراز عن النوم فيه فاذا تعمد بقي على اصل القياس، وجه ظاهر الرواية ما روى انه صلى الله تعالى عليه وسلم قال اذا نام العبد في سجوده يباهي الله تعالى به ملئكته فيقول انظروا الى عبدي روحه عندي وجسده في طاعتي وانما يكون جسده فيها اذا بقي وضوءه وجعل هذا الحديث في الاسرار عه من المشاهير ولان الاستمساك باق فانه لو زال لزال على احد

کی عبارت۔ جیسا کہ اس سے ذخیرۃ العقبٰی میں نقل کیا ہے۔ یہ ہے: امام ثانی رحمہ اللہ تعالٰی سے روایت ہے کہ اگر سجدہ میں قصداً سوئے تو ناقض ہے ورنہ نہیں۔ اس لئے کہ قیاس یہ ہے کہ اس سے وضو ٹوٹ جائے مگر بلا قصد نیند آنے کی صورت میں ہم نے استحسان سے کام لیا کیونکہ رات میں بکثرت نماز پڑھنے والے کے لئے نیند آنے سے بچنا ممکن نہیں۔ پھر جب قصداً سوئے تو حکم اصل قیاس پر باقی رہے گا۔ ظاہر الروایہ کی دلیل وہ ہے جو حدیث میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "جب بندہ سجدے میں سوجاتا ہے تو اللہ تعالٰی اس پر اپنے فرشتوں سے مفاخرت کرتے ہوئے فرماتا ہے: میرے بندے کو دیکھو اس کی روح میرے پاس ہے اور اس کا جسم میری طاعت میں ہے"۔ اس کا جسم طاعت میں اُسی وقت ہوگا جب اس کا وضو برقرار ہو۔ اس حدیث کو اسرار میں مشاہیر سے قرار دیا۔ اور یہ وجہ بھی ہے کہ بندش باقی ہے اس لئے کہ یہ اگر

www.alahazratnetwork.org

---

عه اخرج معناه البيهقي عن انس والدارقطني عن ابي هريرة وابن شاهين عنه وعن ابي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنهم كلهم عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ۱۲ منه۔

عہ اس کے ہم معنی امام بیہقی نے حضرت انس سے، دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ سے، ابن شاہین نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری سے روایت کی رضی اللہ تعالٰی عنہم، اور یہ سب حضرات نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے راوی ہیں ۱۲ منہ۔ (ت)

شقیة[1] اھ، وقال اعنی العلامة[10] یوسف چلپی قبله کان یختلج فی خلدی من عنفوان الشباب الی بلوغ درجة مطالعة معتبرات ھذا الفن ان النوم ساجدا ھو النوم مکبا علی الوجه فما وجه عدہ غیر ناقض مع وجود کمال الاسترخاء فیه ثم دفعته بحمله علی وضع سجدة الصلٰوۃ من تجافی البطن عن الفخذ وعدم افتراش الذراعین کما ھو الظاھر من قوله ساجدا ثم[11] وجدت فی بعض الشروح ھذا التوھم مع الدفع بعینه فقلت الحمد للہ الذی وفقنی بآراء الفضلاء[2] اھ وستأتی ان شاء اللہ تعالٰی عبارة شرح الملتقی[12] للمصنف والمنح[13] والطحطاوی[14] والھدایة[15] والکافی[16] والفتح[17] والحلیة[18] والدرر[19] بل ونصوص المتون کمختصر[20] القدوری والبدایة[21] والوقایة[22] والنقایة[23] والکنز[24] والاصلاح[25] والغرر[26] والملتقی[27] و

ختم ہوجاتی تو وہ ایک طرف گر جاتا اھ ـــ

(۱۰ ـــ ۱۱) علامہ یوسف چلپی فرماتے ہیں، اس سے قبل میرے دل میں آغازِ شباب سے اس فن کی معتبر کتابوں کے مطالعہ کے درجہ کو پہنچنے تک یہ خلجان رہا کہ سجدہ کی حالت میں سونا تو یہی ہے کہ منہ کے بل اوندھا سوئے پھر اسے غیر ناقض شمار کرنے کی کیا وجہ ہے جب کہ اس میں اعضاء پورے طور سے ڈھیلے پڑجاتے ہیں ـــ پھر اس خلجان کو میں نے یوں دفع کیا کہ مطلب یہ ہے کہ سجدۂ نماز کی حالت پر سوئے اس طرح کہ پیٹ ران سے الگ ہو کلائیاں بچھی ہوئی نہ ہوں جیسا کہ لفظ "ساجدا" سے ظاہر ہے ـــ پھر ایک شرح میں بعینہٖ یہی اعتراض وجواب میں نے دیکھا تو خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے فضلاء کے افکار وآراء کی توفیق سے نوازا اھ۔

آگے ان شاء اللہ تعالٰی (۱۲) مصنف کی شرح ملتقی (۱۳) منح الغفار (۱۴) طحطاوی (۱۵) ہدایہ (۱۶) کافی (۱۷) فتح القدیر (۱۸) حلیہ (۱۹) درر الحکام کی عبارتیں آئیں گی ـــ بلکہ (۲۰) مختصر قدوری (۲۱) بدایہ (۲۲) وقایہ (۲۳) نقایہ (۲۴) کنز الدقائق (۲۵) اصلاح (۲۶) غرر الاحکام (۲۷) ملتقی الابحر، اور (۲۸) تنویر الابصار، اور

---

[1] ذخیرۃ العقبٰی کتاب الطہارۃ بحث نواقض الوضوء نولکشور کانپور (ہند) ۱/۲۵

[2] " " " " " " " "

33 التنویر[۲۸] ونور الایضاح[۲۹] وبه جزم فی الدر[۳۰] المختار علی ما قرر فی رد المحتار حیث قال علی قوله المار وساجدا علی الهیأة المسنونة ولو فی غیر الصلوٰة علی المعتمد ذکره الحلبی[۱] مانصه قوله ولو فی غیر الصلوٰة مبالغة علی قوله علی الهیأة المسنونة لا علی قوله وساجدا یعنی ان کونه علی الهیأة المسنونة قید فی عدم النقض ولو فی الصلوٰة وبهذا التقریر یوافق کلامه ما عزاه الی الحلبی فی شرح المنیة کما سیظهر[۲] اھ وما ظهر بعد هو قوله عن الحلبی انه اعتمد فی شرحه الصغیر ما عزا الیه الشارح من اشتراط الهیأة المسنونة فی سجود الصلوٰة وغیرها اھ[۳]۔ ورأیتنی کتبت علیه،

(۲۹) نور الایضاح جیسے متون کے نصوص بھی آئیں گے (۳۰) اور اسی پر درمختار میں بھی جزم کیا ہے اس تقریر کے مطابق جو ردالمحتار میں پیش کی ہے۔ اس طرح کہ درمختار کی سابقہ عبارت: "وہ نیند ناقض نہیں جو مسنون ہیأت پر سجدہ کی حالت میں ہو، اگرچہ غیر نماز میں —— یہی معتمد ہے۔ اسے حلبی نے بیان کیا" پر ردالمحتار میں یہ لکھا ہے: ان کا قول "اگرچہ غیر نماز میں" ان کے قول "مسنون ہیأت" پر مبالغہ کے لئے ہے۔ اس سے ان کے قول ساجدًا (بحالتِ سجدہ) پر مبالغہ مقصود نہیں۔ یعنی اس کا مسنون ہیأت پر ہونا وضو نہ ٹوٹنے کے لئے قید ہے "اگرچہ نماز میں ہو"۔ اور کلام شارح کی یہی تقریر کی جائے جبھی ان کا کلام اس کے موافق ہوگا جس پر انہوں نے حلبی کی شرح منیہ کا حوالہ دیا ہے جیسا کہ آگے ظاہر ہوگا اھ —— آگے علامہ شامی نے یہ بتایا ہے کہ حلبی نے اپنی شرح صغیر میں اسی پر اعتماد کیا ہے کہ سجدۂ نماز وغیر نماز دونوں ہی میں ہیأتِ مسنونہ کی شرط ہے جیسا کہ شارح نے اسے ان کے حوالہ سے بتایا اھ۔

میں نے دیکھا کہ ردالمحتار کے اس کلام پر میں نے یہ حاشیہ لکھا ہے:

---

۱ الدر المختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶
۲ ردالمحتار کتاب الطہارۃ باب نواقض الوضوء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۶
۳ " " " " " "

www.alahazratnetwork.org

اقول اوردوا[ف۱] النص بلفظ لا وضوء علی من نام قائما او قاعدا او راکعا او ساجدا کما فی الہدایۃ وغیرہا ولاقتران ھذہ الارکان تسبق الاذھان الی الصلوۃ وبہ استدل اصحابنا علی ان المراد فی اٰخر اٰیتی الحج رکوع الصلوۃ وسجودھا فلیس فیھا سجود التلاوۃ فیسری الی شمول الحدیث سجود غیر الصلوۃ نوع خفاء حتی قصر ذلک فی البدائع والتبیین وغیرھما علی الصلبیۃ قائلین ان النص انما ورد فی الصلوۃ کما سیاتی فاذن عدم الانتقاض بالنوم فی السجود اظھر فی الصلوۃ واشتراط الھیأۃ المسنونۃ لعدم النقض اظھر فی غیرھا لظاھر اطلاق النص فی الصلوۃ والمبالغۃ انما تکون بذکر الخفی فان[ف۲] نقیض مدخول الوصلیۃ یکون اولی بالحکم منہ فان

اقول مصنفین اپنی عبارت ان الفاظ میں لائے کہ "اس پر وضو نہیں جو قیام یا قعود یا رکوع یا سجود کی حالت میں سو جائے" ـــ جیسا کہ ہدایہ وغیرہا میں ہے ـــ ان ارکان کے ایک ساتھ ہونے کی وجہ سے ذہن نماز کی طرف جاتا ہے ـــ اور ساتھ ہونے ہی کی بنیاد پر ہمارے اصحاب نے یہ استدلال کیا ہے کہ سورۂ حج کے آخر کی دونوں آیتوں میں نماز کا رکوع وسجود مراد ہے تو ان آیتوں میں سجدۂ تلاوت نہیں ـــ جب ارکان مذکورہ کے ایک ساتھ بیان ہونے سے ذہن نماز کی طرف چلا جاتا ہے تو غیر نماز کے سجدے کو حدیث کے شامل ہونے میں ایک طرح کا خفا آجاتا ہے ـــ یہاں تک کہ بدائع اور تبیین وغیرہما میں صرف سجدۂ نماز کے ذکر پر اکتفا کی ہے اور کہا ہے کہ نص صرف نماز کے بارے میں وارد ہے جیسا کہ آگے آئے گا ـــ جب یہ صورتِ حال ہے تو سجدہ میں نیند آنے سے وضو نہ ٹوٹنے کا حکم نماز کے بارے میں زیادہ ظاہر ہے ـــ اور وضو نہ ٹوٹنے کے لئے ہیأتِ مسنونہ کی شرط لگانا غیر نماز سے متعلق زیادہ ظاہر ہے کیونکہ نماز سے متعلق تو نص کا ظاہری اطلاق خود ہی موجود ہے ـــ اور مبالغہ خفی کو ذکر کرکے کیا جاتا ہے ـــ اس لئے کہ کلمۂ شرط وصلیہ کے مدخول کی نقیض حکم سے متعلق مدخول سے زیادہ اولٰی ہوا کرتی

www.alahazratnetwork.org

---

ف۱: معروضۃ علی العلامۃ ش. ف۲: نقیض مدخول لو وان الوصلیۃ یکون اولی بالحکم منہ ـ

قیل ولو فی الصلٰوۃ یکن مبالغۃ علی قولہ الھیأۃ المسنونۃ کما ذکرا لمحشی رحمہ اللہ تعالٰی لان اشتراط الھیأۃ ھو الخفی فی الصلٰوۃ لا عدم النقض فی السجود اما اذا قال الشارح رحمہ اللہ تعالٰی ولو فی غیر الصلٰوۃ فالمبالغۃ علی قولہ ساجدا لا علی قولہ الھیأۃ المسنونۃ لان اشتراط الھیأۃ فی غیر الصلٰوۃ امر ظاھر وانما الخفی عدم النقض لا جرم ان العلامۃ المحشی لما جعلہ مبالغۃ علی الھیأۃ لم یمکنہ تعبیرہ الا بلو فی الصلٰوۃ ولولا نقلہ فی المقولۃ ولو فی غیر الصلٰوۃ کما ھو فی نسخ الدر بایدینا لظننت ان لفظۃ غیر من کلام الدر ساقطۃ من نسخۃ المحشی۔

اما التشبث بذکر اعتماد الحلبی وانما اعتمد تعمیم اشتراط الھیأۃ سجود الصلٰوۃ

ہے (مثلاً کہا جائے تم اپنے بھائی کے ساتھ انصاف کرو اگرچہ وہ تمہارے ساتھ ناانصافی کرے، اس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اس کے انصاف کرنے کی صورت میں انصاف کا حکم بدرجہ اولٰی ہوگا ۱۲م) تو اگر کہا جائے "اگرچہ نماز میں" تو یہ ان کے قول "ہیأت مسنونہ" پر مبالغہ ہوگا' جیسا کہ محشی رحمہ اللہ تعالٰی نے ذکر کیا۔ اس لئے کہ نماز کے اندر ہیأت کی شرط خفی ہے، سجدے میں وضو نہ ٹوٹنے کا حکم خفی نہیں ــــ لیکن جب شارح نے فرمایا "اگرچہ غیر نماز میں" تو یہ ان کے قول "ساجدًا" پر مبالغہ ہوا۔ ہیأت مسنونہ پر مبالغہ نہ ہوا' اس لئے کہ غیر نماز میں ہیأت کی شرط ہونا کھلی ہوئی بات ہے۔ خفی صرف یہ حکم ہے کہ اس میں بھی وضو نہ ٹوٹے گا ــ یہی وجہ ہے کہ جب علامہ محشی نے اسے ہیأت پر مبالغہ قرار دے دیا تو ناچار انھیں یہ تعبیر کرنا پڑی کہ "اگرچہ نماز میں ہو" ــــ درمختار کے جو نسخے ہمارے پاس ہیں ان میں "ولو فی غیر الصلٰوۃ" ہے اور حاشیہ لکھتے وقت علامہ شامی نے بھی اسی طرح نقل کیا "قولہ ولو فی غیر الصلٰوۃ" ــــ اگر ان کے حاشیے میں یہ لفظ نقل نہ ہوتا تو میں سمجھتا کہ ان کے پاس جو نسخہ درمختار تھا اس میں لفظ "غیر" ساقط تھا۔

اب رہا علامہ شامی کا اپنی تقریر کی تائید میں اعتماد حلبی کا تذکرہ، اور یہ کہ انھوں نے اسی پر اعتماد کیا ہے کہ وضو نہ ٹوٹنے کے لئے

www.alahazratnetwork.org

ایضًا۔ فاقول لعلہ لایتعین ھذا الاعتماد مرادا فانہ ذکر فی الغنیۃ قول ابن شجاع ان النوم ساجدا فی غیر الصلٰوۃ ناقض مطلقا ثم نقل عن الخلاصۃ والکفایۃ ان فی ظاھر المذھب لافرق بین الصلٰوۃ و خارج الصلٰوۃ وعن الھدایۃ انہ الصحیح ثم عن القمی التفصیل بالنقض ان کان علٰی غیر ھیأۃ السنۃ وعدمہ ان کان علیہا ثم حقق ان المناط وجود نہایۃ الاسترخاء و ان القاعدۃ الکلیۃ المعتمد کما سیجیئ ان شاء اللہ تعالٰی۔

ہیأتِ مسنونہ کی شرط میں سجدۂ نماز بھی شامل ہے۔ **فاقول** شارح کی مراد بھی یہی اعتماد ہے، یہ متعین نہیں۔ اس لئے کہ شیخ حلبی نے غنیہ میں پہلے ابن شجاع کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ "غیرِ نماز میں بحالتِ سجدہ سونا مطلقًا ناقض ہے"۔ پھر خلاصہ اور کفایہ سے نقل کیا ہے کہ ظاہر مذہب میں نماز اور بیرونِ نماز کا کوئی فرق نہیں۔ اور ہدایہ سے نقل کیا ہے کہ یہی صحیح ہے۔ پھر علامہ قمی سے یہ تفصیل نقل کی ہے کہ "اگر خلافِ سنّت طریقہ پر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور بطریقِ سنّت ہو تو نہ ٹوٹے گا"۔ پھر یہ تحقیق فرمائی ہے کہ مدار اس پر ہے کہ انتہائی حد تک اعضاء ڈھیلے پڑجانے کی صورت پائی جائے اور معتمد قاعدہ کلیہ بیان کیا ہے جیسا کہ آگے ان شاء اللہ تعالٰی آئے گا۔

فافاد ان السجود علٰی ھیأۃ السنۃ غیر ناقض و لو خارج الصلٰوۃ وانہ المعتمد فصح العزو من ھذا الوجہ ایضا وحینئذ یکون کلام الشارح رحمہ اللہ تعالٰی ساکتا عن حکم الساجد فی الصلٰوۃ علٰی غیر ھیأۃ السنۃ۔

تو انہوں نے یہ افادہ کیا کہ مسنون طریقہ پر سجدہ ناقضِ وضو نہیں اگرچہ بیرونِ نماز ہو اور یہ کہ یہی معتمد ہے ــــ تو اس طرح بھی ان کی جانب شارح کا انتساب اور ان کا حوالہ صحیح ہوگیا ــــ اب یہ بات رہ جاتی ہے کہ اندرونِ نماز کا سجدہ اگر غیر مسنون طریقہ پر ہو اور اس میں سوجائے تو کیا حکم ہے؟ وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟ اس کے ذکر سے شارح کا کلام (ہماری تقریر کے مطابق) ساکت ٹھہرے گا۔

---

ف: معروضۃ اخرٰی علیہ۔

www.alahazratnetwork.org

**فان قلت** مدخول الوصلية ونقيضه يشتركان في الحكم وان كان النقيض اولٰى به فيكون هذا قيدا في الصلوة ايضا۔

**اگر یہ کہئے** کہ کلمۂ شرط وصلیہ کا مدخول اور اس کی نقیض دونوں ہی حکم میں شریک ہوتے ہیں اگرچہ نقیض حکم کے معاملہ میں اولٰی ہوتی ہے تو یہ قید نماز میں بھی ہوگی (اور شارح کے کلام کا مطلب یہ ہوگا کہ نماز میں بھی عدم نقض کے لئے طریقہ مسنونہ کی شرط ہے ۱۲ م)

**قلت** كلا وانما يفيد ان الحكم بهذا القيد يعم الصورتين ومفهومه نفي العموم بغير هذا اما عموم النفي بدونه فلا وذلك ان الواو في الوصلية كانها عاطفة حذف المعطوف عليه لظهوره فقوله تعالٰى يؤثرون علٰى انفسهم ولو كان بهم خصاصة كانه قيل يؤثرون لو لم تكن بهم خصاصة ولو كان بهم خصاصة كما بينته في المعتمد المستند شرح المعتقد المنتقد۔

**تو میں کہوں گا** ایسا نہیں — اس کا مفاد صرف یہ ہے کہ اس قید کے ساتھ (عدم نقض کا) حکم (نماز و غیر نماز) دونوں صورتوں کو عام ہے۔ اور اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ اس قید کے بغیر "عدم نقض" کا حکم دونوں کو عام نہیں — یہ مفہوم نہیں ہو سکتا کہ اس قید کے بغیر "نقض" کا حکم دونوں کو عام ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کلمہ شرط وصلیہ کے ساتھ "واو" گویا عاطفہ ہوتا ہے جس کا معطوف علیہ ظاہر ہونے کے باعث حذف کر دیا جاتا ہے — تو ارشادِ باری تعالٰی یؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة کا معنٰی یہ ہے کہ گویا فرمایا گیا یؤثرون لو لم تکن بهم خصاصة ولو کان بهم خصاصة — اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں — "اگر انھیں سخت محتاجی نہ ہو" اور اگر انھیں سخت محتاجی ہو تو بھی — جیسا کہ میں نے اسے المعتقد المنتقد کی شرح المعتمد المستند میں بیان کیا ہے۔

www.alahazratnetwork.org

فالمعنى لا ينقض النوم ساجدا على الهيأة المسنونة لا في الصلوة ولا في غيرها ولا كذلك

اب عبارتِ شارح کا معنٰی یہ ہوگا کہ "مسنون ہیأت پر سجدے کی حالت میں سوجانا ناقضِ وضو نہیں، نہ نماز میں اور نہ غیر نماز میں،

النوم علی غیر الهیأة ای فانه ینقض فی احدهما دون الاٰخر او فیهما معًا کل محتمل۔

اور مسنون طریقے کے خلاف سونے کا یہ حکم نہیں۔ یعنی وہ ناقض ہے صرف ایک میں دوسرے میں نہیں، یا دونوں ہی میں ناقض ہے، ہر ایک کا احتمال ہے۔

وبعد اللتیا والتی لو قال الشارح ساجدا ولو فی غیر الصلوٰة علی الهیأة المسنونة ولو فیها لکان اظهر واٰنهر ولاتی بالمغالغتین معا والله تعالٰی اعلم بمراد عباده وسیستبین لك تحقیق هذا القول المنیر ان شاء المولی القدیر سبحٰنه وتعالٰی عن ندید ونظیر۔

اس بحث و تمحیص کے بعد عرض ہے کہ اگر شارح یوں فرماتے "ساجدا ولو فی غیر الصلوٰة علی الهیأة المسنونة ولو فیها — ناقض نہیں حالتِ سجدہ میں سونا اگرچہ غیر نماز میں ہو، بشرطیکہ مسنون ہیأت پر ہو اگرچہ اندرونِ نماز ہو" — تو زیادہ واضح اور روشن ہوتا اور دونوں ہی مبالغے حاصل ہو جاتے (یعنی حالتِ سجدہ میں سونے سے غیر نماز میں بھی وضو نہیں ٹوٹتا مگر شرط یہ ہے کہ مسنون طریقے پر ہو اور یہ شرط نماز میں بھی ہے تو اگر غیر مسنون طریقے پر سجدۂ نماز کی حالت میں بھی سو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا ۱۲م) اور خدائے برتر ہی کو اپنے بندوں کی مراد کا خوب علم ہے — آپ کے سامنے اس روشن کلام کی تحقیق آگے واضح ہوگی اگر ربِّ قدیر کی مشیت ہوئی اسے پاکی ہے اور وہ ہر مقابل و نظیر سے برتر ہے۔

www.alahazratnetwork.org

## الثانی

ان کان فی الصلوٰة لاینقض اصلا وخارجها ینقض ولو فی سجود مشروع بوجه مسنون قدمنا نقله عن الخانیة عن الامام شمس الائمة الحلوانی وانه هو ظاهر الروایة عنده۔

## قول دوم

سجدۂ نماز میں سونا بالکل ناقض نہیں، اور بیرونِ نماز ناقض ہے اگرچہ مسنون طریقے پر مشروع سجدے میں ہو — اسے ہم خانیہ کے حوالے سے امام شمس الائمہ حلوانی سے نقل کر آئے ہیں اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہی ان کے نزدیک ظاہر الروایہ ہے۔

وقال فی المنیة ان نام فی الصلوٰة

اور منیہ میں ہے: اگر نماز کے اندر قیام یا

قائما او راکعا او قاعدا او ساجدا فلا وضوء علیه وان کان خارج الصلوٰۃ فنام علی ھیأۃ الساجد ففیه اختلاف المشائخ وظاھر المذھب انه یکون حدثا[1] اھ۔

رکوع یا قعود یا سجود کی حالت میں سوجائے تو اس پر وضو نہیں۔ اور اگر سجدہ کرنے والے کے طریقے پر نماز کے باہر سوجائے تو اس کے بارے میں اختلافِ مشائخ ہے اور ظاہر مذہب یہ ہے کہ اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اھ۔

وقال شارحھا العلامة ابراھیم قال ابن الشجاع لایکون حدثا فی ھذہ الاحوال فی الصلوٰۃ اما خارج الصلوٰۃ فیکون حدثا والیه مال المصنف حتی قال ظاھر المذھب انه یکون حدثا[2] اھ، وفی الفتاوی السراجیة اذا نام فی سجدۃ التلاوۃ انتقض وضوءہ بخلاف سجدۃ الصلوٰۃ[3] اھ۔

منیہ کے شارح علامہ ابراہیم حلبی فرماتے ہیں: ابن شجاع نے فرمایا ان حالتوں میں اندرونِ نماز سونے سے وضو نہ جائے گا اور بیرونِ نماز ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور اسی کی طرف مصنف بھی مائل ہوئے کہ انھوں نے فرمایا: ظاہر مذہب یہ ہے کہ اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور فتاوٰی سراجیہ میں ہے: سجدۂ تلاوت میں سوجائے تو وضو ٹوٹ جائے گا بخلاف سجدۂ نماز کے اھ۔

www.alahazratnetwork.org

**الثالث** لانقض فی الصلوٰۃ مطلقا اما خارجھا فبشرط ھیأۃ السنة والا نقض۔

**قولِ سوم** نماز کے اندر بحالتِ سجدہ سونے سے مطلقاً وضو نہ ٹوٹے گا ــ اور بیرونِ نماز وضو ٹوٹنے کے لئے شرط ہے کہ سجدہ ہیأتِ سنت پر ہو ورنہ ناقض ہے۔

قال الامام الزیلعی فی التبیین النائم قائما او راکعا او ساجدا ان کان فی الصلوٰۃ لاینتقض وضوءہ لقوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم

امام زیلعی تبیین الحقائق میں لکھتے ہیں: قیام یا رکوع یا سجود کی حالت میں سونے والا اگر نماز میں ہے تو اس کا وضو نہ ٹوٹے گا اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

---

[1] منیة المصلی فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۹۴ و ۹۵
[2] غنیة المستملی شرح منیة المصلی " سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۸
[3] الفتاوی السراجیة کتاب الطہارۃ باب ما ینقض الوضوء نولکشور لکھنؤ ص ۳

لاوضوء علی من نام قائما اوراکعا اوساجدا۔

وان کان خارج الصلوۃ فکذٰلک۔ فی الصحیح ان کان علٰی ھیأۃ السجود بان کان رافعا بطنہ عن فخذیہ مجافیا عضدیہ عن جنبیہ والا انتقض [1] اھ۔

وفی الحلیۃ بعد ما قدمنا عنہ ان ھذا کلہ فی الصلوٰۃ وان کان خارج الصلوٰۃ (فذکر الوجوہ الی ان ذکر النوم علٰی ھیأۃ السجود فقال) ذکر غیر واحد من المشائخ فی ھذہ المسألۃ عن علی بن موسی القمی انہ قال لانص فی ذٰلک ولکن یظھر ان سجد علی الوجہ المسنون لایکون حدثا وان سجد علی غیر وجہ السنۃ یکون حدثا، قال فی البدائع وھو اقرب الی الصواب لان فی الوجہ الاول الاستمساک باق والاستطلاق منعدم، وفی الوجہ الثانی بخلافہ الا انا ترکنا ھذا القیاس فی حالۃ الصلوٰۃ بالنص قلت وقد ذکر رضی الدین فی المحیط ھذا التفصیل نقلا عن النوادر [2] اھ۔

"اُس پر وضو نہیں جو قیام یا رکوع یا سجدہ کی حالت میں سو جائے۔"

اور اگر بیرونِ نماز ہے تو بر قولِ صحیح یہی حکم ہے بشرطے کہ سجدہ کی ہیأت پر ہو اس طرح کہ پیٹ رانوں سے اٹھائے ہوئے، بازو کروٹوں سے جدا کئے ہوئے، ورنہ وضو ٹوٹ جائے گا اھ۔

حلیہ کی عبارت جو پہلے ہم نے نقل کی اس کے بعد یہ ہے: یہ سب نماز کے اندر ہے ــــ اگر بیرونِ نماز ہو (اس کے بعد صورتیں بیان کیں یہاں تک کہ ہیأتِ سجدہ پر سونے کا ذکر کیا تو فرمایا) متعدد مشایخ نے اس مسئلہ میں علی بن موسٰی قمی سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا: اس بارے میں کوئی نص نہیں لیکن ظاہر یہ ہے کہ اگر مسنون طریقے پر سجدہ کرے تو وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر غیر طریق سنت پر سجدہ کرے تو وضو ٹوٹ جائے گا ــــ بدائع میں فرمایا: یہ صواب سے قریب تر ہے اس لئے کہ پہلی صورت میں بندش باقی ہے اور آزادی (ڈھیلا پن) معدوم ہے۔ اور دوسری صورت میں اس کے برخلاف ہے لیکن ہم نے یہ قیاس حالتِ نماز میں نص کی وجہ سے ترک کردیا ــــ میں کہتا ہوں: رضی الدین نے محیط میں یہ تفصیل نوادر سے نقل کرتے ہوئے ذکر کی ہے اھ۔

---

[1] تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق کتاب الطہارۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۵۲ و ۵۳

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

وفی الغنیۃ فی مسائل النوم خارج الصلٰوۃ بعد ماذکر عن علی بن موسٰی ما مر من التفصیل ھذا ھو مراد من صحح ھٰذا القول (ای عدم النقض بالنوم علٰی ھیأۃ ساجد خارج الصلٰوۃ) اما لوکان علی ھیأۃ المسنونۃ فلا شك فی النقض لوجود نھایۃ استرخاء المفاصل المذکور فی الحدیث (ثم قال بعد نقل کلام نفیس عن الکافی حاصلہ ان المراد بقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ کمال الاسترخاء فان اصلہ حاصل بنفس النوم ولو قائما) فجمیع کلام الشیخ حافظ الدین یفید ان المراد بالسجود الذی لاینتقض الوضوء بالنوم فیہ السجود الذی ھو مثل الرکوع والقیام فی عدم نھایۃ الاسترخاء وبقاء بعض التماسك وعدم السقوط واذا لم یکن السجود علی الھیأۃ المسنونۃ فقد حصل نھایۃ الاسترخاء ولم یبق بعض التماسك ووجد

اور غنیہ کے اندر بیرونِ نماز نیند کے مسائل کے تحت علی بن موسٰی کے حوالے سے ذکر شدہ تفصیل کے بعد لکھتے ہیں: "جس نے اس قول کو صحیح کہا اس کی یہی مراد ہے (یعنی سجدہ کرنے والے کی ہیأت پر بیرونِ نماز سونے سے وضو نہ ٹوٹے گا) لیکن اگر طریقہ مسنونہ کے برخلاف ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وضو ٹوٹ جائے گا اس لئے کہ جوڑوں کا انتہائی ڈھیلا پڑنا جو حدیث میں مذکور ہے وہ پا لیا جائے گا (اس کے بعد کافی کے حوالے سے ایک نفیس کلام رقم کیا جس کا حاصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد "انہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ ـــــ وہ جب کروٹ سے لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑجائیں گے" میں استرخا سے مراد کمال استرخا ہے یعنی ڈھیلے پڑنے کا مطلب کامل طور سے ڈھیلے پڑجانا اس لئے کہ اصل استرخا تو محض سونے ہی سے حاصل ہوجاتا ہے خواہ کھڑے کھڑے ہی سوئے) آگے لکھتے ہیں: تو شیخ حافظ الدین نسفی (صاحب کافی) کے پورے کلام سے یہ مستفاد ہے کہ وہ سجدہ جس میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اس سے مراد وہی سجدہ ہے جو انتہائی ڈھیلا پن نہ ہونے، کچھ بندش باقی رہنے، اور ساقط نہ ہونے میں رکوع اور قیام کی طرح ہو۔ اور سجدہ جب مسنون طریقے پر نہ ہوگا تو انتہائی ڈھیلا پن موجود ہوگا، تھوڑی بندش بھی باقی نہ رہ جائیگی اور گر بھی جائے گا ـــــ تو حاصل یہ نکلا کہ نیند سے

www.alahazratnetwork.org

السقوط فالحاصل ان القاعدۃ الکلیۃ المعتمد علیہا فی النقض بالنوم وجود کمال الاسترخاء مع عدم تمکن المقعدۃ فبہذا ینبغی ان یؤخذ عند الاختلاف و اشتباہ الحال الا انہم اخرجوا عن ہذہ القاعدۃ نوم الساجد علی غیر الہیأۃ المسنونۃ فی الصلوٰۃ اھ[1] مزیدا منا ما بین الاہلۃ۔

**الرابع** کالثالث غیر ان کل سجود مشروع بسجود الصلوٰۃ فلا تشترط الہیأۃ الا فی ما لیس سجودا مشروعا وقد قدمنا نص الخلاصۃ مع ایضاحہ۔ وفی البحر الرائق قید المصنف بنوم المضطجع والمتورک لانہ لاینقض نوم القائم والقاعد والراکع والساجد مطلقا فی الصلوٰۃ وان کان خارجہا فکذلک الا فی السجود فانہ یشترط ان یکون علی الہیأۃ المسنونۃ لہ وہذا ہو القیاس فی الصلوٰۃ الا انا ترکناہ فیہا بالنص کذا

وضو ٹوٹنے کے معاملے میں قاعدہ کلیہ معتمدہ یہ ہے کہ اعضاء پورے طور سے ڈھیلے پڑجائیں اور مقعد کو استقرار بھی حاصل نہ ہو۔ اختلاف اور اشتباہ حال کی صورت میں اسی قاعدے کو لینا چاہیے ــــ مگر حضرات علماء نے نماز کے اندر مسنون طریقہ کے خلاف سجدہ کرنے والے کی نیند کو اس قاعدے سے مستثنیٰ کردیا ہے اھ عبارت غنیہ ہلالین کے درمیان ہمارے اضافہ کے ساتھ ختم ہوئی۔

**قول چہارم** یہ بھی قول سوم ہی کی طرح ہے (کہ سجدۂ نماز میں کسی طرح بھی ہو نیند آنے سے وضو نہ ٹوٹے گا اور بیرون نماز عدم نقض کے لئے ہیأت سنت پر ہونا شرط ہے) فرق یہ ہے کہ اس میں ہر سجدۂ مشروع کو سجدۂ نماز ہی کے ساتھ ملادیا ہے تو ہیأت کی شرط صرف اس میں ہے جو سجدۂ مشروع نہ ہو۔ اس بارے میں خلاصہ کی عبارت مع توضیح کے ہم پیش کر آئے ہیں۔ اور البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے: "مصنف نے قید لگائی کہ کروٹ لیٹنے والے اور سرین پر بیٹھنے والے کی نیند ہو (تو وضو ٹوٹے گا) اس لئے کہ قیام، قعود، رکوع اور سجود والے کی نیند نماز میں مطلقاً ناقض نہیں اور بیرون نماز ہو تو بھی یہی حکم ہے مگر سجدہ سے متعلق یہ شرط ہے کہ مسنون ہیأت پر ہو۔ قیاس یہ تھا کہ نماز میں بھی یہ شرط ہو مگر ہم نے نماز کے بارے

www.alahazratnetwork.org

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی نواقض الوضوء سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۸ و ۱۳۹

فی البدائع وصرح الزیلعی بانہ الاصح وسجدۃ التلاوۃ فی ھذا کالصلبیۃ وکذا سجدۃ الشکر عند محمد خلافا لابی حنیفۃ وکذا فی فتح القدیر[۱] اھ۔

میں نص کی وجہ سے قیاس ترک کر دیا۔ ایسا ہی بدائع میں ہے۔ اور زیلعی نے تصریح فرمائی ہے کہ یہی اصح ہے۔ اور سجدۂ تلاوت اس بارے میں سجدۂ نماز کی طرح ہے۔ اور اسی طرح امام محمد کے نزدیک سجدۂ شکر بھی ہے بخلاف امام ابوحنیفہ کے۔۔ اور اسی طرح فتح القدیر میں بھی ہے اھ۔

**اقول اولا** ولا یعتمدہ[۱] فی الفتح بل عقبہ بقولہ کذا قیل۔

**اقول اولا** فتح القدیر میں اس پر اعتماد نہ کیا بلکہ اسے ذکر کرنے کے بعد یہ لکھا: کذا قیل (ایسا ہی کہا گیا)۔

**وثانیا** المشار[۲] الیہ بھذا فی قولہ وسجدۃ التلاوۃ فی ھذا فی عبارۃ الفتح غیرہ فی عبارۃ البحر فان البحر جعلھا کالصلبیۃ فی عدم اشتراط الھیأۃ والفتح لم یعرج علی ھذا اصلا بل اسقط من ھذا القیل الذی ھو لصاحب الخلاصۃ قولہ سواء سجد علی وجہ السنۃ او غیر السنۃ فالمشار الیہ فی قولہ ھو عدم النقض فی السجود علی ھیأۃ السنۃ ولذا قال

**ثانیا** عبارت "سجدۃ التلاوۃ فی ھٰذا" (اِس بارے میں سجدۂ تلاوت) میں ھٰذا (اِس) کا مشار الیہ فتح القدیر کی عبارت میں اور ہے بحر کی عبارت میں اور — اس لئے کہ صاحبِ بحر نے سجدۂ تلاوت کو ہیأت کی شرط نہ ہونے کے بارے میں سجدۂ نماز کی طرح قرار دیا ہے۔ اور صاحبِ فتح نے اس کا کوئی ذکر ہی نہ چھیڑا بلکہ یہ قول جو صاحبِ خلاصہ کا ہے اس سے یہ عبارت "سواء سجد علی وجہ السنۃ او غیر السنۃ" (خواہ بطورِ سنت سجدہ کرے یا خلافِ سنت) ساقط کر دی۔ تو اُن کی عبارت میں مشار الیہ "ہیأتِ سنت پر سجدہ کی صورت میں وضو کا نہ ٹوٹنا ہے"۔ اسی لئے

---

[۱] : تطفل علی البحر

[۲] : تطفل اٰخر علیہ

---

[۱] البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۸

www.alahazratnetwork.org

بعد قولہ کذا قیل ردا علیہ ما نصہ وقیاس ماقدمناہ من عدم الفرق بین کونہ فی الصلوٰۃ او خارجہا یقتضی عدم الخلاف فی عدم الانتقاض بالنوم فیہا (ای فی سجدۃ الشکر وان کان بین الامام وصاحبیہ خلاف فی مشروعیتہا) نعم ینتقض علی مقابل الصحیح (وھذا قول ابن شجاع بالنقض مطلقا خارج الصلوٰۃ[1] اھ مزیدا منا ما بین الاھلۃ۔

انہوں نے کذا قیل لکھنے کے بعد اس کی تردید میں یہ بھی لکھا: "پہلے جو ہم نے ذکر کیا کہ اندرون نماز اور بیرون نماز ہونے کا کوئی فرق نہیں اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں (یعنی سجدۂ شکر میں) نیند آنے سے وضو نہ ٹوٹنے میں اختلاف نہ ہو (اگرچہ اس کے مشروع ہونے سے متعلق امام اور صاحبین کے درمیان اختلاف ہے) ہاں اس میں سونا ناقضِ وضو ہے اس قول پر جو صحیح کے مقابل ہے (وہ ابن شجاع کا قول ہے کہ خارج نماز مطلقاً وضو ٹوٹ جائے گا) اھ۔ عبارت فتح ہلالین کے درمیان ہمارے اضافوں کے ساتھ ختم ہوئی۔

وانما الذی قدم ھو قولہ تحت قول الھدایۃ بخلاف النوم فی الرکوع والسجود فی الصلوٰۃ وغیرھا ھو الصحیح ھذا اذا نام علی ھیأۃ السجود المسنون خارج الصلوٰۃ بان جافی اما اذا الصق بطنہ بفخذیہ فینتقض ذکرہ علی بن موسی القمی[2] اھ۔

صاحبِ فتح نے جو پہلے کیا ذکر کیا ہے وہ یہ کہ ہدایہ کی عبارت: "بخلاف رکوع وسجود میں سونے کے نماز میں بھی اور غیر نماز میں بھی یہی صحیح ہے"۔۔۔ اس کے تحت انہوں نے لکھا ہے: "یہ اس وقت ہے جب بیرونِ نماز سجدۂ مسنون کی ہیأت پر سویا ہو اس طرح کہ پیٹ اور رانوں وغیرہ کو الگ الگ رکھا ہو اگر پیٹ کو رانوں سے ملا دیا ہو تو سونے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔۔۔ اسے علی بن موسیٰ قمی نے ذکر کیا ہے" اھ۔

فمحصل کلام الفتح عدم النقض فی السجود المشروع خارج الصلوٰۃ

تو کلامِ فتح القدیر کا خلاصہ یہ ہوا کہ بیرونِ نماز سجدۂ مشروع میں سونے سے وضو نہ ٹوٹے گا

---

[1] فتح القدیر کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۵

[2] " " " " " " " ۱/۴۳

بشرط الهيأة ويؤمی بطرف خفی بفحوی الخطاب الی الاطلاق فی سجود الصلٰوۃ فمرجعہ ان کان فالی القول الثالث لاھذا الرابع الذی اختارہ فی البحر تبعاللخلاصۃ۔

بل اقول ان کان الفتح انما زاد لفظۃ خارج الصلٰوۃ لان کلام الامام علی بن موسی القمی انما کان فیہ ان لا روایۃ فیہ عن اصحابنا بخلاف سجود الصلٰوۃ فان الروایۃ فیہ مستفیضۃ لاتنکر فاحب الفتح ان یأتی بکلامہ علی نحوہ فیبطل الفحوی ویلتئم مفادہ بمفاد متنہ الھدایۃ وھو القول الاول کما ستعلم ان شاء اللہ تعالٰی بل ھو المراد قطعا لایجوز حمل کلامہ علی غیرہ لتصریحہ بالتفرقۃ فی سجود الصلٰوۃ بین المتجافی وغیرہ کما سیأتی ان شاء اللہ تعالٰی ھذا۔

وفی الغنیۃ بعد ما مرعنہ فی القول الثالث نقل کلام الخلاصۃ

بشرطیکہ سجدہ مسنون ہیئت پر ہو۔ اور مضمون کلام سے خفی طور پر یہ اشارہ بھی دے رہے ہیں کہ سجدۂ نماز میں سونے سے مطلقاً وضو نہ ٹوٹے گا۔۔۔ تو کلامِ فتح کا مرجع اگر ہے تو قولِ سوم ہے یہ قولِ چہارم نہیں جسے صاحبِ بحر نے خلاصہ کی تبعیت میں اختیار کیا ہے۔

بل اقول (بلکہ میں کہتا ہوں) اگر فتح القدیر میں لفظ "خارج الصلٰوۃ" کا اضافہ اس لئے ہے کہ امام علی بن موسٰی قمی کا کلام اسی سے متعلق تھا کہ اس میں ہمارے اصحاب سے کوئی روایت نہیں بخلاف سجدۂ نماز کے، کہ اس میں روایت مشہور، ناقابلِ انکار ہے تو صاحبِ فتح نے یہ چاہا کہ ان کا کلام ان ہی کے طور پر لائیں جب تو مضمون کلام کا مفاد باطل اور کلامِ فتح کا مفاد، اپنے متن ہدایہ کے مفاد کے مطابق ہو جائے گا۔ اور وہ قول اول ہے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا ان شاء اللہ تعالٰی ۔۔۔ بلکہ قطعاً یہی مراد ہے ۔۔۔ اس کلام کو کسی اور قول پر محمول کرنا روا ہی نہیں، اس لئے کہ انھوں نے سجدۂ نماز میں کروٹ جُدا رکھنے اور نہ رکھنے کے درمیان فرق کیا ہے۔ جیسا کہ آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالٰی۔ یہ بات تمام ہوئی۔

اور قولِ سوم میں غنیہ کی جو عبارت گزری اس کے بعد اس میں خلاصہ کی عبارت نقل کی ہے

---

ف : تطفل ثالث علیہ

www.alahazratnetwork.org

ثم قال فتخصیص اختلافهم بسجدة الشکر فحسب وھی غیر مسنونة عند ابی حنیفة رضی اللہ تعالٰی عنہ مع التصریح بکونہ علٰی وجہ السنة اولا دلیل علی عدم النقض اجماعًا فی غیرھا سواء کان علٰی وجہ السنة اولا وکأن وجھہ اطلاق لفظ ساجدا فی الحدیث فیترك بہ القیاس فیما ھو سجود شرعا فیتناول سجود الصلٰوة والسھو والتلاوة وکذا الشکر عندھما ویبقی ماعداہ علی القیاس فینقض ان لم یکن علٰی وجہ السنة لتمام الاسترخاء مع عدم تمکن المقعدة ولاینقض ان کان علی ھیأة السنة لعدم نھایة الاسترخاء لا لانہ سجود داخل تحت اطلاق الحدیث واللہ الموفق[1] اھ۔

پھر لکھا ہے: تو صرف سجدۂ شکر سے متعلق ان کے اختلاف کو خاص بتانا ـــــ سجدۂ شکر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک مسنون نہیں ـــ ساتھ ہی اس بات کی صراحت ہونا کہ وہ سجدہ بطریق سنت ہو یا نہ ہو اس پر دلیل ہے کہ سجدۂ شکر کے علاوہ میں اجماعًا وضو نہ ٹوٹے گا خواہ بطریق سنّت ہو یا نہ ہو ـــ غالبًا اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں لفظ "ساجدًا" مطلق آیا ہے تو اس کی وجہ سے قیاس اس میں ترک کردیا جائے گا جو سجود شرعی ہے تو یہ سجدۂ نماز، سجدۂ سہو اور سجدۂ تلاوت کو شامل ہوگا، اسی طرح صاحبین کے نزدیک سجدۂ شکر کو بھی ـــ اور ان کے ماسوا سجدہ قیاس پر باقی رہے گا تو اس میں وضو ٹوٹ جائے گا اگر بطریق سنّت نہ ہو ـــ اس لئے کہ ڈھیلاپن کامل ہوگا اور مقعد کا زمین پر استقرار بھی نہیں اور بطریق سنّت ہو تو وضو نہ ٹوٹے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ انتہائی ڈھیلاپن نہ ہوگا۔ یہ وجہ نہیں کہ وہ بھی ایسا سجدہ ہے جو اطلاق حدیث کے تحت داخل ہے واللہ الموفق اھ۔

**اقول** وھذا منہ رحمہ اللہ تعالٰی ابداء وجہ لذلك القول لااعتماد لہ الا تری انہ لما لخص شرحہ ھذا جزم بالنقض فی غیر ھیأة السنة ولو فی الصلٰوة

**اقول** یہ صاحب غنیہ شیخ حلبی رحمہ اللہ تعالٰی نے اس قول کی ایک وجہ ظاہر کردی ہے یہ نہیں کہ ان کا اسی پر اعتماد ہے ـــ یہی وجہ ہے کہ جب انھوں نے اپنی اس شرح کی تلخیص کی تو اس میں اس بات پر جزم کیا کہ اگر سجدہ خلاف سنت طریقے

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی نواقض الوضوء سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۹

www.alahazratnetwork.org

وجعله المعتمد واحال تمام تحقیقه على الشرح کما تقدم فلواراد هنا الاعتماد لکانت الحوالة غیر رائجة بل حوالة على المخالف ثم لما صنف متن الملتقى لم یلتفت ایضا الى هذا التفصیل وتبع سائر المتون فی الاطلاق ثم لما شرح متنه صرح ان الاطلاق هو المعتمد کما سیأتی ان شاء الله تعالى۔

ہے تو اس میں سونے سے وضو ٹوٹ جائے گا اگرچہ نماز ہی میں ہو، اسی کو معتمد بھی قرار دیا اور اس کی کامل تحقیق کے لئے اپنی شرح (حلیہ) کا حوالہ دیا جیسا کہ اس کی عبارت گزری — تو اگر یہاں قول مذکور کی وجہ بیان کرنے سے اس پر اعتماد مراد ہو تو اس کا حوالہ نہ چل سکے گا بلکہ مخالف حوالہ ہوگا۔ پھر جب متن ملتقی تصنیف کیا اس وقت بھی اس تفصیل پر التفات نہ کیا اور اطلاق میں دیگر متون کا اتباع کیا پھر جب اس متن کی شرح فرمائی تو تصریح بھی کردی کہ اطلاق ہی معتمد ہے، جیسا کہ آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالٰی۔

**الثانیة** فی استخراج القول الراجح من هذه الاقاویل۔

**افادہ ثانیہ**: ان اقوال میں سے قول راجح کے استخراج کے بارے میں۔

www.alahazratnetwork.org

**اقول** القول الاول علیه المعول وهو الصحیح وله الترجیح وذلك لاربعة وجوه:

**اقول** قولِ اول ہی پر اعتماد ہے — وہی صحیح ہے — اسی کو ترجیح ہے — اور اس کی **چار وجہیں** ہیں:

**الاول** علیه الاکثر کما یظهر لك مما مر ویأتی والقاعدة العمل بما علیه الاکثر[ف] کما نقلت علیه نصوصا کثیرة فی فتاوای۔

**وجہ اول** اسی پر اکثر ہیں جیسا کہ گزشتہ وآیندہ صفحات سے ظاہر ہے، اور قاعدہ یہ ہے کہ عمل اُسی پر ہو جس پر اکثر ہوں۔ جیسا کہ اس پر میں اپنے فتاوٰی میں کثیر نصوص نقل کرچکا ہوں۔

**الثانی** علیه تظافرت المتون ولیس لها الى غیره رکون ولا طباقها شأن من اعظم الشیون فانها

**وجہ دوم** اسی پر متون ہم نوا و متفق ہیں کسی اور قول کی طرف اُن کا جُھکاؤ بھی نہیں — اور اتفاق متون کی شان بہت عظیم ہے اس لئے

---

ف: القاعدة العمل بما علیه الاکثر۔

---

[۱] رد المحتار باب صلٰوۃ المریض دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۵۱۰

الموضوعۃ لنقل المذہب المصون وذلک انہا من عند اخرہا لم تجنح الی تفرقۃ فی ہذا بین الصلوۃ وغیرہا انما ترسل الحکم ارسالا۔

قال فی الکتاب والنوم مضطجعا او متکئا او مستندا[1] اھ ومثلہ فی البدایۃ وقال فی الوقایۃ ونوم مضطجع ومتکئ او مستند الی ما لو ازیل لسقط لا غیر[2] اھ وفی النقایۃ ونوم متکئ الی ما لو ازیل لسقط[3] اھ وفی کنز الدقائق ونوم مضطجع ومتورک[4] اھ وفی الاصلاح ونوم متکئ[5] اھ وفی ملتقی الابحر ونوم مضطجع او متکئ باحد ورکیہ او مستند الی ما لو ازیل لسقط لا نوم قائم او قاعد او راکع او ساجد[6] اھ ـــ

کہ متون مذہب محفوظ کی نقل ہی کے لئے وضع ہوئے ہیں ــــ وہ یہ ہے کہ شروع سے آخر تک تمام ہی متون اس بارے میں نماز اور غیر نماز کی تفریق کی طرف مائل نہیں ــــ حکم صرف مطلق بیان کرتے ہیں۔

کتاب میں ہے: کروٹ لیٹ کر، یا تکیہ لگا کر، یا ٹیک لگا کر سونا اھ ــــ اسی کے مثل بدایہ میں بھی ہے۔ اور وقایہ میں ہے: اس کی نیند جو کروٹ لینے والا، یا تکیہ لگانے والا، یا ایسی چیز کی طرف ٹیک لگانے والا ہے جو ہٹا دی جائے تو یہ گر جائے کوئی اور نیند نہیں اھ ــــ نقایہ میں ہے: اس چیز کی طرف تکیہ لگانے والے کی نیند جو ہٹا دی جائے تو گر جائے اھ ــــ کنز الدقائق میں ہے: کروٹ لیٹنے والے اور سرین پر بیٹھ کر سونے والے کی نیند اھ ــــ اصلاح میں ہے: تکیہ لگانے والے کی نیند اھ ــــ ملتقی الابحر میں ہے: اس کی نیند جو کروٹ لینے والا، یا ایک سرین پر سہارا لینے والا، یا ایسی چیز کی طرف ٹیک لگانے والا ہو جو ہٹا دی جائے تو یہ گر جائے قیام یا قعود یا رکوع یا سجود والے کی نیند نہیں اھ ــــ

www.alahazratnetwork.org

---

[1] الہدایۃ کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضوء المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۱۰

[2] الوقایۃ (شرح الوقایۃ) کتاب الطہارۃ النوم والاغماء الخ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/۶۷

[3] النقایۃ (مختصر الوقایۃ فی مسائل الہدایۃ) کتاب الطہارۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۴

[4] کنز الدقائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸

[5] الاصلاح والایضاح

[6] ملتقی الابحر کتاب الطہارۃ المعانی الناقضۃ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/۱۹

34 وفی الغرر ونوم یزیل مسکتہ والا فلا وان تعمد فی الصلوٰۃ[1]، وفی التنویر ونوم یزیل مسکتہ والا لا اھ[2]، وفی نور الایضاح ونوم لم تتمکن فیہ المقعدۃ من الارض لانوم متمکن ولو مستندا الی شیئ لو ازیل سقط ومصل ولو راکعا او ساجدا علی جھۃ السنۃ[3] اھ ملتقطا۔

**اقول** وف من عاشر تلک العرائس النفائس اعنی المتون وعرف طرزھا فی رمزھا بالحواجب والعیون وایقن انھا انما ترمی عن قوس واحدۃ وھی ادارۃ الحکم علی ماھو المناط المحقق الثابت بالنقل والعقل اعنی زوال المسکۃ وعدم تمکن الورکین۔

وقد انقسمت فی بیان ذلک علی قسمین . قسم مشوا علی عادتھم الشریفۃ من سذاجۃ البیان

غرر میں ہے: ایسی نیند جو بندش ختم کردے اگر ایسی نہ ہو تو نہیں اگرچہ نماز میں اس کا قصد بھی کرے اھ۔ تنویر میں ہے: وہ نیند جو اس کی بندش ختم کردے ورنہ نہیں اھ ——— نور الایضاح میں ہے: ایسی نیند جس میں مقعد کا زمین پر قرار نہ ہو، قرار والے کی نیند نہیں اگرچہ کسی ایسی چیز کی طرف ٹیک لگائے ہو جو ہٹا دی جائے تو گر جائے اور نماز پڑھنے والے کی نیند نہیں اگرچہ وہ رکوع میں یا سنت طریقے پر سجدے میں ہو، اھ ملتقطا۔

**اقول** جسے ان نفیس عروسوں ——— یعنی متون ——— کی رفاقت و معاشرت میسر ہوا ور چشم و ابرو سے ان کے اشارہ کے انداز سے آشنا ہو وہ یقین کرے گا کہ یہ سب ایک ہی کمان سے نشانہ لگا رہے ہیں وہ یہ کہ حکم کو اسی پر دائر رکھنا چاہتے ہیں جو تحقیقی طور پر نقل و عقل سے ثابت شدہ مدار ہے یعنی بندش کا ختم ہو جانا اور دونوں سرین کو جماؤ نہ ملنا۔

مصنفین اس کے بیان میں **دو قسموں** پر منقسم ہیں: **ایک قسم** ان حضرات کی ہے جو اپنی اسی عمدہ روش پر ہیں کہ بیان میں سادگی ہو،

---

ف: عادۃ الاوائل السذاجۃ فی البیان وعدم التدقیق فی العبارات۔

---

[1] درر الحکام شرح غرر الاحکام کتاب الطہارۃ میر محمد کتب خانہ کراچی ۱/۱۵
[2] الدر المختار " مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶
[3] نور الایضاح فصل عشرۃ اشیاء الخ مطبع علیمی لاہور ص ۹

34
34

وعدم الدقق فی العبارات والدلالۃ بشیئ علی نظیرہ عن من عرف المناط وھم الاولون وھذا ماقال فی النھر کما نقلہ السید ابوالسعود ان المراد من الاضطجاع مایوجب زوال المسکۃ بزوال المقعدۃ عن الارض اھ[1]، وما قال فی البحر بعد نقلہ فروعا فیھا النقض مع عدم حقیقۃ الاضطجاع والتورك المقتصر علیھما فی الکنز و فی ھذہ المواضع التی یکون فیھا حدثا فھو بمعنی التورك فلم تخرج عن کلام المصنف اھ[2]۔

عبارتوں میں تدقیق کا تکلف نہ ہو، اور ایک چیز کو ذکر کرکے آشنائے مناط کے لئے اس کی نظیر پر رہنمائی کر دی جائے۔ یہ حضرات متقدمین ہیں۔ اسی کو نہر میں بتایا ہے۔ جیسا کہ سید ابوالسعود نے اس سے نقل کیا ہے۔ کہ کروٹ لیٹنے سے مراد وہ نیند جس میں زمین سے مقعد الگ ہونے کی وجہ سے بندش ختم ہوجائے اھ۔ اور یہی بحر میں بھی ہے۔ اس میں پہلے چند جزئیات نقل کئے پھر فرمایا: ان سب میں وضو ٹوٹنے کا حکم ہے باوجودیکہ حقیقتِ اضطجاع و تورک نہیں جب کہ کنز میں ان ہی دونوں پر اکتفا ہے۔ ان مقامات میں جہاں نیند حدث ہوتی ہے وہ تورک (ایک سرین پر ٹیک لگا کر سونے) کے معنی میں ہے تو یہ صورتیں کلام مصنف سے باہر نہیں اھ۔

www.alahazratnetwork.org

**اقول** وکان[ف] الامام القدوری احب التصریح بالمضطجع لورودہ خصوصا فی الحدیث المروی عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما بالفاظ عدیدۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما سیأتی ان شاء اللہ تعالٰی۔

**اقول** اور امام قدوری نے کروٹ لیٹنے والے کی تصریح شاید اس لئے پسند فرمائی کہ یہ خاص طور سے اس حدیث میں وارد ہے جو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بالفاظ متعددہ نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مروی ہے جیسا کہ آگے ان شاء اللہ تعالٰی اس کا ذکر ہوگا۔

---

ف: مناشئ اختلاف عبارات العلماء مع کون المقصود واحدا۔

[1] فتح المعین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۴۷
النہر الفائق شرح کنز الدقائق کتاب الطہارۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۶
[2] البحر الرائق کتاب الطہارات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۸

وبالمستند لمکان الخلف فیه کما علمت وتبعه فی الهدایة والملتقی والا فالمتکیٔ یعمهما ویعم المستلقی والمنبطح والمتورك ونظراءهم جمیعا ولذا اقتصر علیه فی النقایة وزاد الی مالوازیل لاختیارہ ذٰلك القول۔

اور ٹیک لگانے والے کی صراحت اس لئے پسند فرمائی کہ اس میں اختلاف ہے جیسا کہ بیان ہوا۔ اور ہدایہ وملتقی میں ان ہی کی پیروی کی ورنہ لفظ متکی (تکیہ لگانے والا) ان دونوں کو شامل ہے اور چت لیٹنے والے، چہرے کے بل لیٹنے والے سرین پر ٹیک لگانے والے اور ان کے امثال سب کو شامل ہے ـــــ اسی لئے نقایہ میں اسی پر اکتفا کی اور یہ بڑھا دیا کہ ایسی چیز کی طرف ہو جو ہٹا دی جائے تو گر جائے کیونکہ ان کا مختار یہی قول ہے۔

والعلامة ابن کمال لما مشی علی ظاهر الروایة المعتمدة ان الاستناد الی مالوازیل لسقط ایضا لاینقض الا بمزایلة المقعد اقتصر علی لفظ المتکیٔ فحسب و الکنز اقام مقامه المتورك ومحصلهما واحد وبدأ بالمضطجع تبرکا بالمنصوص وترك المستند الخ تعویلا علی المذهب فهٰذه منازعهم رحمهم اللّٰه تعالٰی فی اختلاف عباراتهم وانما مقصودهم جمیعا هو النوم المزیل للمسکة فکما ان الحدیث حصر الحکم فی المضطجع ولیس معناہ القصر علی من نام علی جنبه فالنائم

اور علامہ ابن کمال پاشا چونکہ ظاہر روایتِ معتمدہ پر گام زن ہیں کہ ایسی چیز جو ہٹا دی جائے تو گر جائے اس سے ٹیک لگانا بھی ناقض اُسی وقت ہے جب مقعد ہٹ جائے اس لئے انھوں نے صرف لفظ متکی پر اکتفا کی۔ اور کنز میں اس کی جگہ لفظ متورك رکھ دیا، حاصل دونوں کا ایک ہی ہے ـــ اور کنز نے منصوص سے تبرک کے لئے مضطجع سے ابتدا کی اور مستند الخ ترک کر دیا کیونکہ ان کا اعتماد ظاہر مذہب پر ہے ـــ تو اختلاف عبارات میں ان حضرات رحمہم اللہ تعالٰی کی بنیادیں یہی ہیں مقصود سبھی حضرات کا وہ نیند ہے جو بندش ختم کر دینے والی ہے ـــ جیسے حدیث ہی کو دیکھئے کہ اس میں حکم کروٹ لیٹنے والے کے بارے میں منحصر ہے مگر اس کا معنی یہ نہیں کہ حکم اسی پر محدود رہے گا جو کروٹ پر لیٹا ہو کیونکہ

www.alahazratnetwork.org

علی وجهه وقفاه مثله قطعا وانما المقصود التنبیه علی صورة زوال المسکة کما دل علیه قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله[1] فکذٰلک هؤلاء الکرام اقتفاء بالحدیث کما ارشد الیه البحر والنهر۔

چہرے کے بل اور گدّی پر یعنی چت لیٹنے والے بھی قطعاً اسی کے مثل ہیں، مقصود صرف اس صورت کی رہ نمائی ہے جس میں بندش کھل جاتی ہے جیسا کہ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی دلالت کر رہا ہے: "کیونکہ جب وہ کروٹ لیٹ جائے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں گے"۔ تو حدیث پاک کی اقتدا میں ان بزرگ حضرات کی بھی روش ہے جیسا کہ بحر و نہر نے اس طرف رہ نمائی کی۔

وقسم أخر احب الضبط فاتی بالجامع المانع وهم الاٰخرون وقدوتهم العلامة مولی خسرو فلتضلعه من العلوم العقلیة ایضا تعود بالتدقیق و تبعه المولی الغزی والشرنبلالی۔

**دوسری قسم** ان حضرات کی ہے جنھوں نے ضبط اور ساری صورتوں کا احاطہ پسند کیا تو جامع مانع الفاظ لے آئے۔ یہ حضرات متاخرین ہیں۔ اور ان کے پیشوا علامہ ملا خسرو ہیں۔ وہ چونکہ علوم عقلیہ میں بھی تبحر رکھتے ہیں اس لئے تدقیق کے عادی ہیں۔ اور علامہ غزی و علامہ شرنبلالی ان کے پس رَو ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

واعلی الله مقامات مولٰنا صاحب الهدایة فی دار السلام فاوجز بلفظة کشف الظلام و جلا الاوهام اذ قال بخلاف النوم حالة القیام والقعود والرکوع والسجود فی الصلٰوة وغیرها هو الصحیح لان بعض الاستمساک باق اذ لو زال اسقط فلم یتم الاسترخاء[2] اھ۔

اور خدا صاحبِ ہدایہ کے درجات بلند فرمائے کہ مختصر ترین الفاظ میں انھوں نے تاریکی کا پردہ چاک کر دیا اور اوہام دُور کر دئے ان کی عبارت یہ ہے: "بخلاف اس نیند کے جو قیام، قعود، رکوع اور سجود کی حالت میں ہو نماز میں بھی اور بیرونِ نماز بھی۔ یہی صحیح ہے اس لئے کہ ان حالتوں میں کچھ بندش باقی ہوتی ہے کیونکہ اگر ختم ہو جاتی تو گر پڑتا تو استرخا کامل نہ ہوا"۔ اھ۔

---

[1] سنن الترمذی ابواب الطہارت باب ما جاء فی الوضوء من النوم حدیث ۷۷ دار الفکر بیروت ۱/۱۳۵
[2] الہدایۃ کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضوء المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۱۰

فقد افاد ببقاء الاستمساك و بعد م السقوط ان المراد هو السجود کالمسنون اذ لولاہ بل الصق بطنه بفخذیه وافترش ذراعیه و فهو السقوط عینا وای بقاء بعده لاستمساك کما تقدم عن الغنیة وصرح بان الصلٰوۃ وغیرها سواء فی الحکم وان کان الاستمساك باقیا لم ینقض ولو خارج الصلٰوۃ والا نقض ولو فیها وھذا ھو القول الاول۔

بندش باقی رہنے اور ساقط نہ ہونے سے افادہ فرمایا کہ مقصود وہ سجدہ ہے جو مسنون طریقے پر ہو۔ اس لئے کہ اگر ایسا نہ ہو بلکہ پیٹ رانوں سے ملا دے اور کلائیاں بچھا دے تو یقیناً ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بعد پھر کون سی بندش باقی رہ جائے گی۔ جیسا کہ غنیہ کے حوالہ سے گزرا ـــــ اور صاحبِ ہدایہ نے یہ تصریح فرمادی کہ نماز اور غیرِ نماز اس حکم میں برابر ہیں۔ اگر بندش باقی ہے تو ناقض نہیں اگرچہ بیرونِ نماز ہو، ورنہ ناقض ہے اگرچہ اندرونِ نماز ہو ـــــ اور یہ وہی پہلا قول ہے۔

وکذالك افصح عنه فی الدرر حیث قال (والا) بان کان حال القیام او القعود او الرکوع او السجود اذا رفع بطنه عن فخذیه و ابعد عضدیه عن جنبیه (فلا وان تعمد فی الصلٰوۃ) اھ، وعلیه حط کلام الامام حافظ الدین النسفی کما تقدم وحوله تدور الحلیة فیما اسلفنا من نصوصها فانه من اوله لاٰخرہ انما بنی الامر علی وجود نھایة الاسترخاء و عدمها وختم مسائل النوم فی الصلٰوۃ

اسی طرح دُرر شرح غرر میں بھی اس کو صاف بتایا، اس کے الفاظ یہ ہیں: (اور اگر ایسا نہیں) اس طرح کہ قیام یا قعود یا رکوع کی حالت ہے یا سجدہ کی حالت ہے جب کہ پیٹ رانوں سے اوپر اور بازو کروٹوں سے دُور رکھے (تو ناقض نہیں، اگرچہ نماز میں قصداً سو جائے) اھ۔ امام حافظ الدین نسفی کے کلام کا مورد بھی یہی ہے جیسا کہ گزرا ـــ اسی کے گرد حلیہ کی بھی وہ عبارتیں گردش کر رہی ہیں جو ہم سابقہ صفحات میں نقل کر آئے ہیں ـــ کیوں کہ صاحبِ حلیہ نے شروع سے آخر تک بنائے کار کمالِ استرخا موجود معلوم ہونے پر رکھی ہے اور اندرونِ نماز نیند کے مسائل

---

ؔ دررالحکام شرح غرر الاحکام کتاب الطہارۃ بحث نواقض الوضوء میر محمد کتب خانہ کراچی ۱/۱۵

بقوله والعلة المعقولة زوال المسكة کما مر۔

ان الفاظ پر ختم کیا ہے، اور عقلی علت بندش کا کھل جانا ہے جیسا کہ یہ عبارت گزر چکی ہے۔

**الثالث** له صریح التصحیح کما اسلفنا عن المنحة عن النهر عن عقد الفرائد عن المحیط انه الصحیح وعن الصغیری انه المعتمد وقال العلامة الطحطاوی فی حاشیة الدر نقلا عن منح الغفار شرح تنویر الابصار للمصنف انه قال فی الملتقی وشرحه للمؤلف لاینقض نوم قائم او قاعد او راکع او ساجد علی هیأة السجود المعتبرة شرعا فی الصلوٰة او خارجها علی المعتمد[1] اھ۔

**وجہ سوم** صریح تصحیح اسی قول کی ہے۔ جیسا کہ منحۃ الخالق سے، اس میں نہر سے، اس میں عقد الفرائد سے، اس میں محیط سے نقل گزری کہ "یہی صحیح ہے"۔ اور صغیری کا حوالہ گزرا کہ "وہی معتمد ہے"۔ اور علامہ طحطاوی نے حاشیۂ درمختار میں منح الغفار شرح تنویر الابصار (از مصنف تنویر) کے حوالے سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا: ملتقی اور اس کے مولف کی شرح میں ہے کہ: ناقض وضو نہیں اس کی نیند جو حالتِ قیام میں ہو یا قعود یا رکوع کی حالت میں ہو یا سجدہ کی حالت میں سجدۂ کی شرعاً معتبر ہیأت پر ہو نماز میں یا بیرونِ نماز، بر قولِ معتمد اھ۔

والاقوال الباقیة لم ارشیئا منها ذیل بتصحیح صریح وانما علینا اتباع مارجحوه وماصححوه کما لو افتونا فی حیاتهم۔

باقی اقوال میں سے کسی کے ذیل میں صریح تصحیح میں نے نہ دیکھی۔ اور ہمارے ذمہ اسی کا اتباع ہے جسے ان حضرات نے راجح وصحیح قرار دیا جیسے اگر وہ اپنی حیات میں ہمیں فتوٰی دیتے تو ہم ان کا اتباع کرتے۔

اما قول البحر المار فی القول الرابع بعد ذکره کلام البدائع وصرح الزیلعی بانه الاصح[2]

رہی عبارتِ بحر جو قولِ چہارم میں گزری کہ صاحبِ بحر نے بدائع کا کلام ذکر کرنے کے بعد فرمایا: اور زیلعی نے تصریح فرمائی ہے کہ یہی اصح ہے۔

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/۸۱ و ۸۲

[2] البحر الرائق " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۸

**فاقول** قد اسمعناك نصه تحت القول الثالث وتصحيحه لايمس بعدم اشتراط الهيأة فی الصلوٰة انما ذكره فی عدم الانتقاض خارج الصلوٰة اذا كان علی الهيأة نفيا لقول ابن شجاع فهو تصحيح لاحد جزئی القول الاول كقول البدائع وهو اقرب الی الصواب فانه ايضا راجع الی ذلك التفصيل الذی ذكره القمی فی السجود خارج الصلوٰة كما فی الحلية ۔

**فاقول** ہم امام زیلعی کی پوری عبارت قول سوم کے تحت پیش کر آئے ہیں ۔ ان کی تصحیح کو اندرونِ نماز مسنون ہیأت کی شرط نہ ہونے سے کوئی مس نہیں ۔ انھوں نے تو قول ابن شجاع کی تردید کے لئے، بیرونِ نماز مسنون ہیأت پر ہونے کی صورت میں عدمِ نقض سے متعلق یہ تصحیح ذکر کی ہے ۔ (قولِ اوّل کے دو جز ہیں ایک یہ کہ اگر مسنون ہیأت پہ ہے تو ناقض نہیں اگرچہ بیرونِ نماز ہو ۔ دوسرا یہ کہ مسنون ہیأت کے برخلاف ہے تو ناقض ہے اگرچہ نماز میں ہو ۱۲) تو یہ قول اول کے جزاول کی تصحیح ہے جیسے بدائع کی عبارت "وھو اقرب الی الصواب" (وہ درستی سے قریب تر ہے) یہ کلام بھی اسی تفصیل کی طرف راجع ہے جو امام قمی نے بیرونِ نماز سجدہ سے متعلق ذکر کی ۔ جیسا کہ حلیہ میں ہے ۔

www.alahazratnetwork.org

وذلك ان القول الاول يشتمل علی دعويين احدهما النقض عند عدم الهيأة ولو فی الصلوٰة وسائر الاقوال تخالفه فی مابعد لو والاخری عدم النقض مع الهيأة المسنونة ولو خارج الصلوٰة والقول الثالث يوافقه فيها اصلا ووصلا والتصحيح فيه انما ورد علی هذا الجزء الموافق

تفصیل یہ ہے کہ قول اول دو دعووں پر مشتمل ہے ایک یہ کہ مسنون ہیأت نہ ہونے کی صورت میں نیند ناقض ہے اگرچہ نماز میں ہو باقی تینوں قول "اگرچہ" کے مابعد میں قول اول کے مخالف ہیں (تینوں میں یہ قدر مشترک ہے کہ نماز میں مطلقاً نقضِ وضو نہیں اگرچہ مسنون ہیأت نہ ہو ۱۲ م) دوسرا دعوٰی یہ ہے کہ مسنون ہیأت ہو تو وضو نہ ٹوٹے گا اگرچہ بیرونِ نماز ہو ___ قول سوم اس دعوے میں اصل اور وصل (بشرطِ ہیأت وضو نہ ٹوٹنا ___ اور اگرچہ

دون المخالف وكذلك لما سبق الى ذهن العلامة عمر بن نجيم ان شيخه و اخاه رحمهما الله تعالٰی یدعی تصحیح الزیلعی للجزء المخالف نسبه للسهو وعقبه بتصحیح المحیط۔

بیرونِ نماز) دونوں امر میں قول اول کے موافق ہے اور قول سوم کے اندر تصحیح اسی جزء موافق پروارد ہے جزء مخالف پر نہیں ــ یہی وجہ ہے کہ جب علامہ عمر بن نجیم صاحبِ نہر رحمہ اللہ تعالٰی کا ذہن اس طرف چلاگیا کہ ان کے شیخ اور برادر صاحبِ بحر رحمہ اللہ تعالٰی جزء مخالف میں تصحیح زیلعی کے مدعی ہیں تو اسے صاحبِ بحر کا سہو قرار دیا اور اس کے بعد محیط کی تصحیح پیش کی۔

قال ط فی النهر ما فی البحر من تصحیح الزیلعی لهذا فهو سهو بل فی عقد الفرائد انما لا یفسد الوضوء نوم الساجد فی الصلٰوة اذا کان علی الهیأة المسنونة قید به فی المحیط وهو الصحیح[1] اهـ۔ ثم رأیت العلامة الشامی فی منحة الخالق حاول جواب النهر فنحا نحو ما نحوت ثم زلت قدم القلم حیث قال قول الشارح و صرح الزیلعی بانه الاصح الضمیر المنصوب فیه یعود الی قوله ان کان خارجها فکذلك الا فی

طحطاوی صاحبِ نہر سے ناقل ہیں، وہ فرماتے ہیں: "بحر میں اس پر جو تصحیح زیلعی مذکور ہے وہ سہو ہے بلکہ عقد الفرائد میں ہے کہ اندرونِ نماز سجدہ کرنے والے کی نیند وضو کو فاسد نہیں کرتی بشرطیکہ سجدہ مسنون ہیأت پر ہو۔ یہ قید محیط میں بیان کی ہے اور یہی صحیح ہے" اھ۔ پھر میں نے دیکھا کہ علامہ شامی نے منحۃ الخالق میں صاحبِ نہر کا جواب دینا چاہا تو اسی راہ پر چلے جس پر میں چلا پھر قلم لغزش کھاگیا ان کی پوری عبارت (ہلالین میں نقد و تبصرہ کے ساتھ ۱۲م) ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں: "شارح کے الفاظ "اور زیلعی نے تصریح فرمائی ہے کہ وہی اصح ہے"۔ اس میں ضمیر ان کے قول "وان کان خارجها فکذلك الا فی السجود الخ" (اگر بیرونِ نماز ہو تو بھی ایسا ہی ہے مگر سجدہ میں اس کے لئے مسنون

www.alahazratnetwork.org

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/ ۸۱

السجود[1] الخ۔

(فهذا نحو ما ذكرته ان التصحيح منسحب على عدم النقض خارج الصلوة ايضا اذا كان على هيأة السنة ثم قال) خلاف مايوهمه ظاهر العبارة من انه راجع الى قوله وهذا هو القياس اذ هو اقرب[2] (اقول لاهو[ف۱] متبادر من العبارة ولاهو[ف۲] مفهوم النهر ولاهو[ف۳] اقرب بل الاقرب قوله الا انا تركناه فيها بالنص وهذا ما فهم فی النهر ولذا عارضه بتصحيح المحيط قال فی المنحة) والاحسن ارجاعه الى قوله كذا فی البدائع لان ما فی البدائع من التفصيل هو ما ذكره الزيلعی (اقول الذی[ف۴] حط عليه كلام البدائع التفصيل

ہیأت پر ہونا شرط ہے) کی طرف راجع ہے۔

(یہ وہی بات ہے جو میں نے بتائی کہ تصحیح اس پر منحصر ہے کہ بیرونِ نماز بھی ناقض نہیں جب کہ بطریق سنّت ہو آگے لکھتے ہیں:) بخلاف اس کے جس کا ظاہر عبارت سے وہم ہوتا ہے کہ وہ تصحیح ان کے قول "وھذا ھو القیاس ۔ نماز میں بھی قیاس یہی ہے کہ ہیأت کی شرط ہو مگر ہم نے نماز میں نص کی وجہ سے اسے ترک کردیا ایسا ہی بدائع میں ہے" کی طرف راجع ہے اس لئے کہ یہ مرجع قریب تر ہے۔ (اقول نہ یہ عبارت سے متبادر ہے، نہ ہی یہ نہر کا مفہوم ہے اور نہ ہی یہ اقرب ہے، بلکہ اقرب تو ان کا یہ قول ہے کہ مگر ہم نے نماز میں نص کی وجہ سے اسے ترک کردیا۔ یہی وہ ہے جسے صاحبِ نہر نے سمجھا اور اس کے معارضہ میں محیط کی تصحیح پیش کی۔ آگے منحۃ الخالق میں فرماتے ہیں:) "اور بہتر یہ ہے کہ ضمیر ان کے قول "کذا فی البدائع۔ ایسا ہی بدائع میں ہے" کی طرف راجع ہو۔ اس لئے کہ بدائع میں جو تفصیل ہے وہی امام زیلعی نے ذکر کی ہے۔" (اقول کلامِ بدائع کا مورد بیرونِ نماز

---

ف۱: معروضة على العلامة ش فی المنحة
ف۲: معروضة اخرى عليه
ف۳: معروضة ثالثة عليه
ف۴: معروضة رابعة عليه

---

[1] منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۸
[2] " " " " " " " " " "
[3] " " " " " " " " " "

www.alahazratnetwork.org

خارج الصلٰوۃ والاطلاق فی الصلٰوۃ فاذا رجع الضمیر الٰی قولہ کذا فی البدائع یوھم ایھاما جلیا ان کل ھذا التفصیل والاطلاق صححہ الزیلعی وحینئذ یرد ایراد النھر بحیث لامرد لہ فان التصحیح انما ذکرہ الزیلعی فی التفصیل دون الاطلاق فھو تسلیم للایراد لادفعہ وقد وقع ھذا الایھام بابین وجہ فی کلامکم حیث ذکرتم کلام البدائع ثم قلتم وصححہ الزیلعی ما فی البدائع فلولا ان ذکرتم ثم نص الزیلعی لاستحکم الایھام ورسخ فی ذھن من لم یراجع التبیین قال فی المنحۃ) ومما یؤید ان الضمیر لیس راجعا الٰی ما ھو القیاس قولہ الاٰتی مقتضی الاصح المتقدم الخ، وبہ سقط نسبۃ السھو الی المؤلف التی ذکرھا فی النھر[1] اھ۔

تفصیل اور اندرون نماز اطلاق پر ہے۔ تو جب ضمیر کذا فی البدائع کی طرف راجع ہوگی تو اس سے عیاں طور پر یہ وہم پیدا ہوگا کہ امام زیلعی نے اس تفصیل اور اطلاق سب کی تصحیح فرمائی ہے۔ ایسی صورت میں صاحبِ نہر کا اعتراض اور زیادہ قوی ہوجائے گا جس کا کوئی جواب نہ ہوگا اس لئے کہ امام زیلعی نے تصحیح صرف تفصیل سے متعلق ذکر کی ہے اطلاق سے متعلق نہیں۔ تو یہ مان کر آپ نے صاحبِ نہر کا جواب نہ دیا بلکہ ان کا اعتراض تسلیم کرلیا ــــ اور یہ ایہام آپ کی عبارت میں بہت واضح طور سے واقع ہے اس لئے کہ آپ نے پہلے بدائع کا کلام ذکر کیا پھر فرمایا کہ "وصححہ الزیلعی ما فی البدائع ــــ اور امام زیلعی نے اس کی تصحیح فرمائی ہے جو بدائع میں ہے"ــــ اگر وہاں آپ نے امام زیلعی کی اصل عبارت نہ ذکر کردی ہوتی تو یہ ایہام مستحکم اور اس کے ذہن میں راسخ ہوجاتا جس نے خود تبیین الحقائق (للامام الزیلعی) کی مراجعت نہ کی ہو۔ آگے منحۃ الخالق میں فرماتے ہیں ): "ما ھو القیاس کی طرف راجع نہ ہونے کی تائید ان کی اگلی عبارت مقتضی الاصح المتقدم الخ سے بھی ہوتی ہے ــــ اور اسی سے مؤلف کی جانب اس سہو کا انتساب ساقط ہوجاتا ہے جو نہر میں ذکر کیا ہے" اھ۔

---

ف: معروضۃ خامسۃ علیہ۔

---

[1] منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۸

www.alahazratnetwork.org

**اقول** کل کلامہ رحمہ اللّٰہ تعالٰی مبتن علی انہ فہم فہم النہر رجوع الضمیر الٰی ماھو القیاس وقد علمت انہ غیر الواقع الا تری الی قولہ بل فی عقد الفرائد ولو کان کما فہمتم لقال نعم فی عقد الفرائد لکن [ف] ارشد تم الٰی وجہ اخر شید مبانی ایراد النہر فان البحر ذکر بعدہ مسألۃ تعمد النوم فی الصلٰوۃ وان ابا یوسف یقول فیہ بالنقض والمختار لاوان قاضی خان فصل فجعلہ ناقضا فی السجود دون الرکوع وان المحقق فی الفتح حملہ علی سجود لم یتجاف فیہ ثم قال البحر وقد یقال مقتضی الاصح المتقدم ان لاینتقض بالنوم فی السجود مطلقا[1] اھ ای سواء کان متجافیا اولا، فقد

**اقول** علامہ شامی رحمہ اللہ تعالٰی کے سارے کلام کی بنیاد اس پر ہے کہ انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ صاحبِ نہر نے ضمیر کا مرجع ماھو القیاس کو سمجھا ہے اور یہ واضح ہوچکا کہ واقعہ ایسا نہیں ــــ صاحبِ نہر کے الفاظ دیکھئے وہ لکھتے ہیں: بل فی عقد الفرائد (بلکہ عقد الفرائد میں ہے) (کہ اندرونِ نماز سجدہ کرنے والے کی نیند وضو کو فاسد نہیں کرتی بشرطے کہ سجدہ مسنون ہیئت پر ہو) اگر ان کے فہم میں وہ ہوتا جو اُن سے متعلق آپ نے سمجھا تو وہ یُوں کہتے: نعم فی عقد الفرائد (ہاں عقد الفرائد میں ایسا ہے) لیکن آپ نے تو ایک دوسرے ہی رخ کی رہنمائی فرمائی جس نے صاحبِ نہر کے اعتراض کی بنیادیں اور زیادہ مضبوط کردیں ــــ اس لئے کہ صاحبِ بحر نے اس کے بعد نماز کے اندر قصداً سونے کا مسئلہ ذکر کیا ہے اور یہ کہ امام ابو یوسف ایسی نیند کے ناقضِ وضو ہونے کے قائل ہیں ــــ اور مختار یہ ہے کہ ناقض نہیں ــــ اور یہ کہ امام قاضی خان نے تفصیل کی ہے انہوں نے اس نیند کو سجدے میں ناقض قرار دیا ہے اور رکوع میں نہیں ــــ اور یہ کہ حضرت محقق نے فتح القدیر میں اسے ایسے سجدے پر محمول کیا ہے جس میں کروٹیں جُدا نہ ہوں ــــ اس کے بعد صاحبِ بحر نے فرمایا ہے:

---

ف: معروضۃ سادسۃ علیہ۔

[1] البحر الرائق، کتاب الطہارۃ، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۸

افصح انہ جعل الاطلاق فی الصلٰوۃ ھو الاصح فظھر انہ رحمہ اللہ تعالٰی اراد بالضمیر قولہ ترکناہ فیھا بالنص کما کان ھو الاقرب المتبادر وایاہ فھم فی النھر وحینئذ ھو سھو لاریب فیہ۔

" وقد یقال مقتضی الاصح المتقدم ان لاینتقض بالنوم فی السجود مطلقا اھ — کہا جاتا ہے کہ راجح متقدم کا تقاضا یہ ہے کہ مطلقاً سجدہ میں نیند سے وضو نہ ٹوٹے" — یعنی کروٹیں جدا ہوں یا نہ ہوں۔ اس نے تو اسے صاف واضح کردیا کہ نماز میں اطلاق ہی اصح ہے جس سے ظاہر ہوگیا کہ صاحبِ بحر رحمہ اللہ تعالٰی نے ضمیر سے اپنا قول " ترکناہ فیھا بالنص — نماز میں اس قیاس کو ہم نے نص کی وجہ سے ترک کردیا" مراد لیا ہے جیسا کہ قریب تر اور متبادر یہی تھا اور اسی کو صاحبِ نہر نے سمجھا بھی، ایسی صورت میں تو بلاشبہہ یہ سہو ہے۔

وبالجملۃ تصحیح الزیلعی کالبدائع لامساس لہ بمخالفۃ ما نرتضیہ اما ما ذکر فی الخانیۃ ان النقض مطلقا فی السجود خارج الصلٰوۃ ظاھر الروایۃ[1] وقدمہ وھو[ف] یقدم الاظھر الاشھر وعبر عن قول التفصیل بالھیأۃ بقیل فافاد ضعفہ فاعلم انہ قال ذلک ولم یوافق علیہ بل جعل فی الخلاصۃ ظاھر المذھب

بالجملہ بدائع کی طرح تصحیح زیلعی کو بھی ہمارے پسندکردہ قول کی مخالفت سے کوئی مس نہیں لیکن وہ جو خانیہ میں مذکور ہے کہ بیرونِ نماز کے سجدے میں مطلقاً ناقض ہونا ظاہر الروایہ ہے اور امام قاضی خاں نے اسی کو مقدم کیا ہے اور وہ اظہر اشہر ہی کو مقدم کرتے ہیں — اور تفصیل والے قول کو انھوں نے قیل سے تعبیر کرکے اس کے ضعف کا افادہ کیا ہے — تو واضح ہو کہ انھوں نے یہ کہا ہے مگر اس پر ان کی موافقت نہ ہوئی — بلکہ خلاصہ میں نماز اور بیرونِ نماز کے

www.alahazratnetwork.org

ف: الامام قاضی خان انما یقدم الاظھر الاشھر ای اذا لم یصرح بتصحیح غیرہ۔

[1] فتاوٰی قاضی خان کتاب الطہارۃ فصل النوم نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۰

عدم الفرق فی الصلوٰۃ وخارجہا[1]، وفی الحلیۃ عن الذخیرۃ انہ المشہور[2] وفیہا عن البدائع ان علیہ العامۃ[3] وفیہا عن التحفۃ انہ الاصح[4] وقال فی الہدایۃ ھو الصحیح[5] وقال فی العنایۃ الذی صححہ ھوظاہر الروایۃ[6] وانما نسب العنایۃ وکتب اُخرالفرق الی ابن شجاع بل فی الحلیۃ عن الذخیرۃ عن الامام ابی الحسین القدوری انہ قال فیما عن ابن شجاع انہ اذا نام خارج الصلوٰۃ علی ھیأۃ الساجد ینقض وضوؤہ ھذا قولہ ولم یقل بہ احد من اصحابنا[7] اھ وفی ھذا مایکفینا للخروج عن عہدتہ وللہ الحمد۔

درمیان عدم فرق کو ہی ظاہر مذہب قرار دیا ۔۔۔ حلیہ میں ذخیرہ سے نقل ہے کہ یہی مشہور ہے ۔ اسی میں بدائع کے حوالے سے ہے کہ اسی پر عامۂ علماء ہیں ۔ اسی میں تحفہ کے حوالے سے ہے کہ وہی اصح ہے ۔ ہدایہ میں فرمایا ہے کہ وہی صحیح ہے۔ عنایہ میں فرمایا کہ صاحبِ ہدایہ نے جسے صحیح کہا وہی ظاہر الروایہ ہے ۔ عنایہ اور دوسری کتابوں میں نماز و بیرونِ نماز کی تفریق ابن شجاع کی جانب منسوب ہے ۔ بلکہ حلیہ میں ذخیرہ سے، اس میں امام ابوالحسین قدوری سے منقول ہے کہ انھوں نے ابن شجاع سے مروی اس مسئلہ سے متعلق کہ جب سجدہ کرنے والے کی ہیأت پر بیرونِ نماز سو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائیگا" یہ فرمایا کہ یہ ابن شجاع کا اپنا قول ہے ہمارے اصحاب میں سے کوئی اس کا قائل نہیں اھ ۔۔۔ اس تصریح میں اس قول سے ہماری سبکدوشی کے لئے سب کچھ موجود ہے ۔ وللہ الحمد۔

---

[1] خلاصۃ الفتاوی کتاب الطہارات الفصل الثالث فی نواقض الوضوء امام النوم مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۸
[2] ردالمحتار بحوالہ الذخیرۃ کتاب الطہارۃ بحث نواقض الوضوء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۹۶
[3] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی
[4] " " "
[5] الہدایۃ کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضو المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۱۰
[6] العنایۃ شرح الہدایۃ علی ہامش فتح القدیر " " " مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۳
[7] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

فاستبان ان القول الاول هو المحتفی بصریح التصحیح۔

تو یہ واضح وروشن ہوگیا کہ قولِ اوّل ہی صریح تصحیح سے بہرہ ور ہے۔

## الرابع هو الاقوی من حیث الدلیل۔

## وجہ چہارم دلیل کے لحاظ سے بھی قولِ اول ہی زیادہ قوی ہے۔

اعلم انه اذ قد تحقق ان القول الاول علیه الاکثر وعلیه المتون وله التصحیح ولو کان بعض هذه لساغ لمثلی ان یتکلم عن الدلیل فکیف وقد اجتمعت۔

واضح ہو کہ جب یہ تحقیق ہوگئی کہ قولِ اول ہی پر اکثر ہیں — اسی پر متون ہیں — اسی کی تصحیح ہے — اور اگر ان باتوں میں سے ایک بھی ہوتی تو مجھ جیسے شخص کے لئے دلیل سے متعلق کلام کا جواز ہوجاتا — پھر جب یہ سب جمع ہیں تو مجھے یہ حق کیوں نہ ہوگا۔

فالأن اقول وبحول ربی احول اخرج الائمة احمد وابوداؤد والترمذی وابوبکر بن ابی شیبة فی مصنفه والطبرانی فی المعجم الکبیر والدارقطنی والبیهقی فی سننهما من طریق ابی خالد یزید بن عبدالرحمٰن الدالانی عن قتادة عن ابی العالیة عن ابن عباس رضی الله تعالٰی عنهما انه رأی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم نام وهو ساجد حتی غطّ او نفخ ثم قام یصلی فقلت یا رسول الله انك قد نمت قال ان الوضوء لایجب الّا علی من نام مضطجعا فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله هذا لفظ الترمذی[1]۔

www.alahazratnetwork.org

تو اب میں کہتا ہوں اور اپنے رب ہی کی قدرت سے حرکت میں آتا ہوں۔ امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابوبکر بن ابی شیبہ اپنی مصنف میں، طبرانی معجم کبیر میں، دارقطنی اور بیہقی اپنی اپنی سنن میں بطریق ابوخالد یزید بن عبدالرحمٰن دالانی — قتادہ سے — وہ ابوالعالیہ سے — وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی ہیں کہ، انھوں نے دیکھا نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدے میں نیند آئی یہاں تک کہ سونے میں دہن مبارک یا بینی مبارک کی آواز آئی پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کو تو نیند آگئی تھی۔ فرمایا وضو واجب نہیں ہوتا مگر اسی پر جو کروٹ لیٹ کر سوجائے اس لئے کہ جب وہ کروٹ لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہوجائیں گے۔ یہ ترمذی کے الفاظ ہیں۔

---

[1] سنن الترمذی ابواب الطہارۃ باب جاء فی الوضوء من النوم حدیث ۷۷ دارالفکر بیروت ۱/ ۱۳۵

وفی لفظ لاحمد ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لیس علی من نام ساجدا وضوء حتی یضطجع فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ[1]، ولابی داؤد انما الوضوء علی من نام مضطجعا فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ[2]، وللدارقطنی لاوضوء علی من نام قاعدا انما الوضوء علی من نام مضطجعا فان نام مضطجعا استرخت مفاصلہ[3] اھ وللبیھقی لایجب الوضوء علی من نام جالسا او قائما او ساجدا حتی یضع جنبہ فانہ اذا اضطجع استرخت مفاصلہ[4]، وذکر المحقق فی الفتح حدیثا اٰخرعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ فیہ مھدی بن ھلال، واٰخر عن ابن عباس

امام احمد کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جو سجدے کی حالت میں سوجائے اس پر وضو نہیں یہاں تک کہ کروٹ لیٹے کیونکہ جب وہ کروٹ لیٹ جائے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہوجائیں گے۔ ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں: وضو اسی پر ہے جو کروٹ لیٹ کر سوجائے کیونکہ جب وہ کروٹ لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہوجائیں گے ___ دارقطنی کے الفاظ یہ ہیں: اس پر وضو نہیں جو بیٹھا ہوا سوجائے، وضو اس پر ہے جو کروٹ لیٹ کر سوئے اس لئے کہ جو کروٹ لیٹ کر سوئے گا اس کے جوڑ ڈھیلے ہوجائیں گے ___ بیہقی کے الفاظ یہ ہیں: اس پر وضو واجب نہیں جو بیٹھے بیٹھے، یا کھڑے کھڑے یا سجدہ میں سوجائے یہاں تک کہ اپنی کروٹ (زمین پر) رکھ دے کیونکہ جب وہ کروٹ لیٹے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑجائیں گے ___ اور حضرت محقق نے فتح القدیر میں ایک دوسری حدیث بروایت عمرو بن شعیب ___ عن ابیہ ___ عن جدہ ذکر کی ہے اس میں ایک راوی مھدی بن ہلال ہے ___ اور ایک حدیث بروایت حضرت

www.alahazratnetwork.org

---

[1] مسند احمد بن حنبل — عن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ — المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۵۶

[2] سنن ابی داؤد — کتاب الطہارۃ — باب فی الوضوء من النوم — آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۷

[3] سنن الدارقطنی — باب فیما روی فیمن نام قاعدا الخ حدیث ۵۸۵ — دارالمعرفۃ بیروت ۱/۲۷۹

[4] السنن الکبرٰی — کتاب الطہارۃ — باب ماورد فی نوم الساجد — دارصادر بیروت ۱/۱۲۱

عن حذيفة بن اليمان رضي الله تعالٰی عنهم فيه بحر بن كنيز[علٰه] السقاء ثم قال وانت اذا تأملت فيما اوردناه لم ينزل عندك الحديث عند درجة الحسن[1] اھ، قال في الغنية لما تقرر ان ضعف الراوي اذا كان بسبب الغفلة دون الفسق يزول بالمتابعة و يعلم بها ان ذٰلك الحديث مما اجاد فيه ولم يهم فيكون حسنا[2] اھ۔

ابن عباس حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ذکر کی ہے ۔ اس میں ایک راوی بحر بن کنیز سقاء ہے ۔ پھر فرمایا ہے "ہم نے حدیث جن طرق سے نقل کی ہے ان میں غور کروگے تو حدیث تمہارے نزدیک درجۂ حسن سے فروتر نہ ہوگی" اھ ۔ غنیہ میں فرمایا: "اس لئے کہ یہ طے شدہ ہے کہ راوی کا ضعف جب فسق کی وجہ سے نہ ہو غفلت کی وجہ سے ہو تو وہ متابعت سے دُور ہوجاتا ہے اور اس سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ راوی نے اس میں عمدگی برتی ہے اور وہم کا شکار نہ ہوا تو وہ حدیث حسن ہوجاتی ہے۔" اھ۔

**اقول** اما[ف1] ابن هلال فلا يصلح[ف2] متابعا فقد كذبه يحيى بن سعيد[3]

**اقول** ابن ہلال تو متابعت کے قابل نہیں یحیٰی بن سعید نے اسے کاذب کہا ۔

www.alahazratnetwork.org

---

ف۱: تطفل على الفتح والغنية۔

ف۲: طرح مهدي بن هلال۔

---

علٰه بنون وزاي ووقع في نسخ الفتح و الغنية ونصب الراية وغيرها المطبوعات كلها كثير بثاء و راء وهو تصحيف۔

علٰه كان يسقي الحجاج فسمي السقاء ۱۲ منه۔

علٰه نون اور زا سے ۔ اور فتح، غنیہ، نصب الرایہ وغیرہا کے سبھی مطبوعہ نسخوں میں ثا اور را سے کثیر چھپا ہوا ہے ۔ یہ تصحیف ہے ۱۲ منہ (ت)

علٰه یہ حاجیوں کو پانی پلاتے تھے اس لئے سقاء نام پڑگیا ۱۲ منہ (ت)

---

[1] فتح القدير کتاب الطهارة فصل في نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۵

[2] غنية المستملي شرح منية المصلي " " سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۸

[3] میزان الاعتدال ترجمہ مہدی بن ہلال ۸۸۲۷ دارالمعرفۃ بیروت ۴/۱۹۶

35 وقال ابن معين يضع الحديث[1]، وقال ابن المديني كان يتهم بالكذب[2]، وقال الدارقطني وغيره متروك[3]

واما[ف1] ابن كنيز فقال النسائي والدارقطني متروك[4]، وهو قضية قول ابن معين لايكتب حديثه[5]، لكن الحافظ في التقريب اقتصر على انه ضعيف تبعا[6] للبخاري و ابي حاتم فكان يجب اسقاط الاول وما كان كبير حاجة الى الاخر فان الحديث بنفسه لاينزل عن درجة الحسن على اصولنا ان شاء الله تعالى وكلام الاثريين ماش على اصولهم من رد المراسيل وعنعنة المدلسين مطلقا۔

اما[ف2] الكلام في الدالاني و

ابن معین نے کہا: وہ حدیث وضع کرتا تھا۔ ابن مدینی نے کہا: متہم بالکذب تھا۔ دارقطنی اور ان کے علاوہ نے بھی کہا: متروک ہے۔

رہا ابن کنیز، تو اس کے بارے میں نسائی اور دارقطنی نے کہا: متروک ہے۔ یہی ابن معین کے قول "لایکتب حدیثہ" (اس کی حدیث نہ لکھی جائے) کا بھی تقاضا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں بہ تبعیت امام بخاری و ابوحاتم اسے ضعیف بتانے پر اکتفا کی۔ تو پہلی روایت (روایت ابن ہلال) کو ساقط کر دینا واجب تھا اور دوسری (روایت ابن کنیز) کی بھی کوئی بڑی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے کہ اصل حدیث ہمارے اصول کی رُو سے خود ہی درجہ حسن سے فروتر نہ ہوگی ان شاء اللہ تعالٰی۔ اور محدثین کا کلام ان کے اپنے اصول پر جاری ہے کہ مرسل حدیثیں اور اہل تدلیس کا عنعنہ مطلقاً نامقبول ہے۔

رہا دالانی سے متعلق کلام اور

www.alahazratnetwork.org

---

ف۱: جرح بحر بن كنيز السقاء

ف۲: تمشية يزيد بن عبد الرحمن الدالاني۔

---

[1] و [2] و [3] میزان الاعتدال ترجمہ مہدی بن ہلال ۸۸۰۲ دار المعرفۃ بیروت ۴/۱۹۶

[4] و [5] میزان الاعتدال ترجمہ بحر بن کنیز ۱۱۲۷ " " " ۱/۲۹۸

[6] تقریب التہذیب " " " ۶۳۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۱۲۱

35
35

مافحش فیہ ابن حبان من القول کعادتہ فقال کثیر الخطاء فاحش الوھم لایجوز الاحتجاج بہ اذا وافق الثقات فکیف اذا تفرد عنھم بالمعضلات[1] فرددہ بان البخاری قال فیہ ابوخالد صدوق لکنہ یھم بالشیئ[2] وقال احمد وابن معین والنسائی لاباس بہ[3] وقال ابوحاتم صدوق[4] وقال الذھبی فی المغنی مشھور حسن الحدیث[5]

ان سے متعلق ابن حبان نے حسبِ عادت جو سخت کلامی کی اور کہا: وہ کثیر الخطاء، فاحش الوہم ہے۔ جب ثقات کے موافق ہو تو اس سے استناد روا نہیں پھر معضلات میں جب ثقات سے متفرد ہو تو اس سے کیوں کر استدلال ہوگا — تو یہ سب اس وجہ سے نامقبول ہے کہ امام بخاری نے ان کے بارے میں فرمایا: ابوخالد صدوق ہیں لیکن انھیں کچھ وہم ہوتا ہے — امام احمد، ابن معین اور نسائی نے کہا: لاباس بہ (ان میں کوئی حرج نہیں) — ابوحاتم نے کہا، صدوق (بہت راست باز) ہیں — ذہبی نے مغنی میں کہا: مشہور حسن الحدیث ہیں۔

وما ذکر ابوداؤد عن شعبۃ ھھنا[ع] وہ کلام جو ابوداؤد نے یہاں امام شعبہ سے

alahazratnetwork.org

---

ف: قالوا لم یسمع قتادۃ من ابی العالیۃ الا اربعۃ او ثلثۃ۔

ع: ای فی باب الوضوء من النوم لا کما یتوھم من کلام الامام الزیلعی المخرج انہ ذکر ھھنا ما یدل علی ان قتادۃ لم یسمع ھذا الحدیث من ابی العالیۃ ونقل کلام شعبۃ فی موضع اٰخر ۱۲ منہ۔

ع: یعنی نیند سے وضو کے باب میں — ویسا نہیں جیسا کہ امام زیلعی مخرج حدیث (صاحب نصب الرایہ) کے کلام سے وہم ہوتا ہے کہ انھوں نے یہاں وہ ذکر کیا جس سے پتا چلتا ہے کہ قتادہ نے یہ حدیث ابوالعالیہ سے نہ سنی — اور امام شعبہ کا کلام ایک دوسرے مقام پر نقل کیا ۱۲ منہ۔ (ت)

---

[1] نصب الرایۃ بحوالہ ابن حبان کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضوء نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور ۱/۹۲
[2] " " محمد بن اسمٰعیل " " " " " " " " " "
[3] " " احمد، النسائی وابن معین " " " " " " " " "
[4] میزان الاعتدال ترجمہ یزید بن عبدالرحمٰن ۹۰۲۲ دارالمعرفۃ بیروت ۴/۴۳۲
[5] المغنی فی الضعفاء " " " دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۵۴۰

انہ لم یسمع قتادۃ عن ابی العالیۃ الا اربعۃ احادیث وحکی[علہ] عن ابی داؤد نفسہ لم یسمع منہ الا ثلثۃ احادیث۔

نقل کیا کہ قتادہ نے ابو العالیہ سے صرف چار حدیثیں سنی ہیں ۔ اور خود ابو داؤد ہی سے یہ بھی حکایت کی گئی ہے کہ قتادہ نے ابو العالیہ سے صرف تین حدیثیں سنی ہیں۔

**فاقول** وتلک شکاۃ ظاھر عنک عارھا فلو سلم لشعبۃ و ابی داؤد شھادتھما علی النفی مع اضطراب اقوالھما

**فاقول** یہ ایسی شکایت ہے جس کا عار آپ ہی سے ظاہر ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ قتادہ کے خلاف شعبہ اور ابو داؤد کی نفی سماع سے متعلق شہادت قابلِ تسلیم کیسے ہو گی جب کہ ان کے

---

علہ حدیث یونس بن متّٰی وحدیث ابن عمر فی الصلوٰۃ وحدیث القضاۃ ثلثۃ وحدیث ابن عباس حدثنی رجال مرضیون منھم عمر وارضاھم عندی عمر[۱] اھ ابوداؤد ۱۲ منہ۔

علہ (۱) حدیث یونس بن متّٰی (۲) حدیث ابن عمر دربارۂ نماز (۳) حدیث القضاۃ ثلثۃ (۴) حدیث ابن عباس ۔ مجھ سے پسندیدہ حضرات نے حدیث بیان کی جن میں عمر بھی ہیں ۔ اور ان میں میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمر ہی ہیں[۱] ابوداؤد ۱۲ منہ (ت)

علہ۲ الحاکی الامام الزیلعی المخرج انہ ذکرہ ابوداؤد فی کتاب السنۃ فی حدیث لاینبغی لعبد ان یقول انا خیر من یونس بن متی **قلت** وراجعت ثلث نسخ من الکتاب فلم ارہ ذکر فی کتاب السنۃ شیئا من ھذا، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ۔

علہ۲ حکایت کرنے والے امام زیلعی مخرّج حدیث ہیں کہ ابوداؤد نے یہ بات کتاب السنۃ میں ذکر کی ہے اس حدیث کے تحت کہ کسی بندے کو یہ کہنا مناسب نہیں کہ میں یونس بن متّٰی سے بہتر ہوں **قلت** میں نے ابوداؤد کے تین نسخے دیکھے کسی میں نہ پایا کہ انھوں نے کتاب السنۃ میں اس سے کچھ ذکر کیا ہو واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (ت)

---

[۱] سنن ابن داؤد کتاب الطہارۃ باب الوضوء من النوم آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۷

فیہ مع انہا لم تقبل من الذین ھم | بارے میں ان کے اقوال بھی مضطرب ہیں اور ایسی شہادت

ف: لم تقبل شہادۃ نفی سماع ابن اسحٰق من فاطمۃ بنت المنذر من ائمۃ اجلۃ۔

عہ ھم ھشام بن عروۃ وامام دار الھجرۃ مالک بن انس والامام وھب بن جریر والامام یحیٰی بن سعید قطان اخرج ابن عدی عن ابی بشر الدولابی و محمد بن جعفر بن یزید عن ابی قلابۃ الرقاشی ثنی ابو داؤد سلیمٰن بن داؤد قال قال یحیی القطان اشھد ان محمد بن اسحٰق کذاب قلت وما یدریك قال قال لی وھب فقلت لوھب ما یدریك قال لی مالك بن انس فقلت لمالك وما یدریك قال قال لی ھشام بن عروۃ قلت لھشام بن عروۃ وما یدریك قال حدث عن امرأتی فاطمۃ بنت المنذر وادخلت علی وھو بنت تسع وما راھا رجل حتی لقیت اللہ تعالٰی[1] حاول التفصی عنہ الذھبی فی المیزان فقال وما یدری ھشام بن عروۃ فلعلہ

عہ وہ حضرات یہ ہیں: (۱) ہشام بن عروہ (۲) امام دار الہجرۃ مالک بن انس (۳) وہب بن جریر (۴) امام یحیٰی بن سعید قطان — ابن عدی نے ابو بشر دولابی اور محمد بن جعفر بن یزید سے روایت کی ہے وہ ابو قلابہ رقاشی سے راوی ہیں انھوں نے کہا مجھ سے ابو داؤد سلیمان بن داؤد نے بیان کیا کہ یحیٰی قطان نے کہا: "میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد بن اسحٰق کذاب ہے"۔ میں نے کہا آپ کو کیسے معلوم؟ کہا مجھ کو وہب نے بتایا۔ اب میں نے وہب سے کہا آپ کو کیسے معلوم؟ انھوں نے کہا مجھے مالک بن انس نے بتایا۔ میں نے مالک سے پوچھا آپ کو کیسے معلوم؟ انھوں نے کہا مجھے ہشام بن عروہ نے بتایا۔ میں نے ہشام بن عروہ سے دریافت کیا آپ کو کیسے معلوم؟ انھوں نے کہا: اس نے میری بیوی فاطمہ بنت منذر سے حدیث روایت کی، جب کہ وہ میرے یہاں نو سال کی عمر میں لائی گئی اور کسی مرد نے اسے دیکھا نہیں یہاں تک کہ وہ خدا کو پیاری ہوئی۔ — اس جرح سے چھٹکارے کی کوشش کرتے ہوئے میزان الاعتدال میں ذہبی نے کہا: ہشام بن عروہ کو کیا پتہ، ہو سکتا ہے ابن اسحٰق

(باقی بر صفحہ آئندہ)

[1] میزان الاعتدال ترجمہ محمد بن اسحٰق ۷۱۹۷ دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۴۷۱

اکبر واکثر مع کونها منهم اکد[1] و اظهر وذلك فی روایۃ ابن اسحٰق عن امرأۃ ہشام بن عروۃ فلیس غایتہ الا الارسال فکان ماذا فان المرسل مقبول عندنا و عند الجمہور مع انا فی غنی عن النظر فیہ فقد احتج بہ اصحابنا

ان لوگوں سے قبول نہ کی گئی جو ان سے بزرگ اور تعداد میں ان سے زیادہ ہیں جب کہ ان کی شہادت بھی ان سے زیادہ مؤکد اور زیادہ ظاہر ہے — دوسری بات یہ کہ اگر تسلیم بھی کرلی جائے تو اس کا مدعا زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ حدیث مرسل ہے — تو اس سے کیا ہوا ؛ حدیث مرسل ہمارے نزدیک اور جمہور کے نزدیک مقبول ہے — باوجودیکہ ہمیں اس حدیث

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

سمع منها فی المسجد او سمع منها وهو صبی او دخل علیها فحدثته من وراء حجاب فای شیئ فی هذا الخ. وقد ضعفنا اعتذارہ فی کتابنا منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین مع ان المحقق عندنا ایضا هو توثیق ابن اسحٰق و بذل الامام البخاری جهده فی الذب عنه اذاتی بحدیث القراءۃ خلف الامام وان لم یرض بالاخراج له فی صحیحه المسند ۱۲ منه۔

نے ان کی بیوی سے مسجد میں سنا ہو یا ان سے اپنے بچپن میں سنا ہو، یا اُن کے پاس گئے ہوں تو انھوں نے پردہ کی اوٹ سے حدیث سنائی ہو۔ تو اس میں کیا بات ہے الخ۔ ہم نے اپنی کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین میں ذہبی کا یہ اعتذار ضعیف قرار دیا ہے باوجودیکہ ہمارے نزدیک بھی تحقیق یہی ہے کہ ابن اسحاق ثقہ ہیں۔ اور امام بخاری نے ان کے دفاع میں پوری کوشش صرف کی ہے جہاں جزء القراءۃ میں قراءت خلف الامام کی حدیث ان سے روایت کی ہے اگرچہ اپنی صحیح مسند میں ان کی روایت لانا پسند نہ کیا ہو ۱۲ منہ (ت)

[1] اکد للفظ اشهد و اظهر لان الانسان بحال امرأته المخدرۃ اعلم ۱۲ منه۔

[1] زیادہ مؤکد اس لئے کہ اس میں لفظ اشهد (میں شہادت دیتا ہوں) ہے۔ اور زیادہ ظاہر اس لئے کہ آدمی اپنی پردہ نشین بیوی کے حال سے زیادہ باخبر ہوگا ۱۲ منہ (ت)

---

[1] میزان الاعتدال ترجمہ محمد بن اسحٰق ۷۱۹۷ دار المعرفۃ بیروت ۴۷۰/۳

بود من غیر نکیر۔

وانت علی علم ان الحکم لایختص بالمضطجع فقد اجمعنا علی النقض فی الاستلقاء والانبطاح لانا رأینا الحدیث ارشد الی المعنی فی ذلک وھو استرخاء المفاصل ولایراد بہ مطلقہ لحصولہ فی کل نوم فینافی اٰخرہ اولہ بل کمالہ کما تقدم عن الکافی فتحصل لنا من الحدیث ان المدار علی نہایۃ الاسترخاء فحیث وجد وجد النقض وحیث عدم عدم کما اشار الیہ المحققون فاستقرت الضابطۃ وانحلت العقدۃ عن کلتا الدعویین فی القول الاول فان خصوصیۃ الصلوٰۃ لادخل لہا فی منع الاسترخاء ولا لخارجہا فی احداثہ بل الحدیث مطلق عن التقیید بالصلوٰۃ کما اعترف بہ فی البدائع قائلا فی النوم خارج الصلوٰۃ علی ھیأۃ السجود ان العامۃ علی انہ لایکون حدثا لما روی من الحدیث من غیر فصل بین الصلوٰۃ وغیرہ کما

میں نظر کی ضرورت نہیں اس لئے کہ ہمارے امام نے اس سے استدلال کیا ہے اور بلانکیر اسے قبول کیا ہے۔

اور آپ کو معلوم ہے کہ کروٹ لیٹنے والے ہی سے حکم خاص نہیں چت لیٹنے اور منہ کے بل لیٹنے کی صورت میں بھی وضو ٹوٹنے پر ہمارا اجماع ہے اس لئے کہ ہم نے دیکھا کہ حدیث نے اس بارے میں بنیادی علت کی رہ نمائی فرمادی ہے وہ ہے استرخائے مفاصل (جوڑوں کا ڈھیلے پڑجانا)۔ اور اس سے مطلق استرخاء مراد نہیں یہ تو ہر نیند میں ہوتا ہے تو آخر حدیث، ابتدائے حدیث کے برخلاف ہوجائیگا بلکہ کامل استرخاء مراد ہے جیسا کہ کافی کے حوالے سے بیان ہوا تو حدیث سے ہمیں یہ نتیجہ ملا کہ مدار کامل استرخاء پر ہے جہاں یہ موجود ہوگا وہاں وضو بھی ٹوٹ جائے گا اور جہاں یہ نہ ہوگا وہاں وضو بھی نہ ٹوٹے گا۔ جیسا کہ محققین نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے تو ضابطہ مستقر ہوگیا اور قول اول کے دونوں دعووں سے متعلق عقدہ کھل گیا۔

اس لئے کہ خصوصیت نماز کو نہ استرخا کے روکنے میں کوئی دخل ہے نہ خارج نماز کو استرخا پیدا کرنے میں کوئی دخل ہے۔ بلکہ حدیث نماز کی تقیید سے مطلق ہے جیسا کہ بدائع میں اس کا اعتراف کیا ہے اور بیرون نماز ہیأت سجدہ پر سونے کے بارے میں کہا ہے کہ عامۂ علماء اسی پر ہیں کہ وہ حدث نہیں اس لئے کہ حدیث نماز اور غیر نماز کی تفریق کے بغیر وارد ہے جیسا کہ حلیہ میں ہے۔

www.alahazratnetwork.org

فی النیة فمن سجد خارجها سجدة مشروعة وآخر غیر مشروعة وآخر لم ینو السجود اصلا فلا یفترقون الا فی النیة ولا اثر لها فی ارخاء او منعه بداهة وانما ذٰلك الی هیأة النوم کیفما وجدت فیجب ادارة الحکم علیها ولا شك ان النوم علی هیأة سجود السنة یمنع الاسترخاء التام اذ لو کان لسقط کما افاده فی الهدایة فوجب ان لا ینقض حتی فی خارج الصلٰوة وان النوم علی غیرها مفترش الذراعین ملصق البطن بالفخذین لیس الا السقوط هو هو فوجب ان ینقض حتی فی الصلٰوة۔

**اقول** وبه ظهر الجواب عن استحسان البدائع والبحر والغنیة فان ذلك انما کان یسوغ لو ان النص لم یکن فیه الا نفی النقض عن الساجد فعلی التنزل وتسلیم ان لیس الظاهر فی کلام الشارع علیه الصلٰوة والسلام ارادة الهیأة المسنونة المعهودة کان یمکن ان یدعی ان الشارع ناط ذلك بکل ما ینطلق

تو بیرونِ نماز مشروع سجدہ کرنے والا، دوسرا غیر مشروع سجدہ کرنے والا، تیسرا الغیر کسی نیت سے سجدہ کی حالت میں ہونے والا۔ تینوں کے درمیان سوا نیت کے کسی بات کا فرق نہیں اور بدیہی بات ہے کہ اعضاء کو ڈھیلا کرنے یا استرخا کو روکنے میں نیت کا کوئی اثر نہیں — اس کا مدار تو سونے کی ہیأت پر ہے کہ وہ کس حال میں پائی جا رہی ہے تو حکم کو اسی پر دائر رکھنا لازم ہے — اور اس میں کوئی شک نہیں کہ سجدہ سنت کی ہیأت پر سونا کامل استرخا سے مانع ہے اس لئے کہ اگر کامل استرخا ہو تو گر جائے جیسا کہ ہدایہ میں فرمایا۔ تو ضروری ہے کہ یہ سونا ناقضِ وضو نہ ہو یہاں تک کہ بیرونِ نماز بھی — اور خلافِ سنت طریقے پر کلائیاں بچھائے ہوئے پیٹ رانوں سے ملائے ہوئے سونا کیا ہے؟ بس گر پڑنا۔ اس کے سوا کچھ اور نہیں تو واجب ہے کہ وہ ناقضِ وضو ہو یہاں تک کہ اندرونِ نماز بھی۔

**اقول** اسی سے بدائع، بحر اور غنیہ کے استحسان کا جواب بھی ظاہر ہو گیا اس کی گنجائش محض اس صورت میں نکل سکتی تھی کہ نص میں سجدہ کرنے والے سے متعلق وضو ٹوٹنے کی نفی کے سوا کچھ اور نہ ہوتا۔ اس صورت میں بطور تنزل یہ مان کر کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں معہود ہیأتِ مسنونہ کا مراد ہونا ظاہر نہیں یہ دعوٰی کیا جا سکتا تھا کہ شارع نے عدمِ نقض کا حکم ہر اس حالت سے وابستہ

www.alahazratnetwork.org

عليه اسم السجود كيفما كان، وليس كذلك بل النص نفسه ارشدنا الى العلة بقوله استرخت مفاصلة فعلمنا ان الحكم معلول معقول و قد وجدت العلة فى سجود غير السنة فلا معنى لعدم النقض على خلاف القياس والنقض جميعاً نعم يترك اى لايجرى ههنا القياس بالمعنى المصطلح عليه لان [1] العلة منصوصة فاجراؤها لايكون قياساً ولا يخص المجتهد كما بينه خاتمة المحققين سيدنا الوالد قدس سره الماجد فى كتابه الجليل المفاد "اصول الرشاد لقمع مبانى الفساد"۔

کر رکھا ہے جس پر نامِ سجدہ کا اطلاق ہو جائے چاہے جو بھی کیفیت ہو — اور یہ صورت ہے نہیں — بلکہ خود نص نے "استرخت مفاصلہ" کے لفظ سے علّت کی جانب رہ نمائی و ہدایت کر دی ہے، جس سے ہمیں معلوم ہوگیا کہ یہ حکم ایک علت پر مبنی ہے اور وُہ علت ہماری عقل میں آنے والی بھی ہے — اور خلافِ سنت سجدے میں علت (اعضا کا کامل استرخا) موجود ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ قیاس اور نص دونوں ہی کے برخلاف وضو ٹوٹنے سے بچ جائے — ہاں قیاس بمعنی اصطلاحی یہاں متروک ہے یعنی جاری نہیں ہوتا — اس لئے کہ علت منصوص ہے۔ تو اسے جاری کرنا قیاس نہیں اور نہ ہی یہ کام مجتہد سے خاص ہے۔ جیسا کہ اسے خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے اپنی عظیم افادہ بخش کتاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد میں بیان کیا ہے۔

فاستقر بحمد الله تعالٰى عرش التحقيق على القول الاول وانه هو الصحيح وعليه المعول والحمد لله فى الاخر والاول۔

تو بحمدہ تعالٰی عرشِ تحقیق قولِ اول ہی پر مستقر ہوا اور اسی پر کہ وہی صحیح اور وہی معتمد ہے۔ اور اول و آخر تمام تر حمد اللہ ہی کے لئے ہے۔

**الثالثة** [2] تعمد النوم فى الصلوٰة لايفسدها مطلقا بل اذا كان حدثا كما نبهنا عليه وقد قدمنا

**افادۂ ثالثہ**: نماز میں قصداً سونا مطلقاً مفسدِ نماز نہیں بلکہ صرف اس صورت میں جب وہ ناقضِ وضو ہو جیسا کہ ہم نے اس پر تنبیہ کی اور

---

[1] : اجراء العلة المنصوصة لايختص بالمجتهد۔

[2] : تحقيق مسئلة تعمد النوم فى الصلوٰة۔

www.alahazratnetwork.org

عن الخانیة انه ان تعمد النوم فی رکوعه لا تفسد[1]، وفی الخلاصة لونام فی رکوعه او سجوده جازت صلٰوته، لکن لایعتد بهما واعادهما اذا لم یتعمد ذلك فان تعمد تفسد صلٰوته فی السجود دون الرکوع اھ[2]، واسلفنا عن الفتح ان مبناه علی زوال المسکة فی السجود فلو سجد متجافیا و نام عامدا لم تفسد صلٰوته و اثره فی الحلیة فاقره ونقله فی البحر و زاد علیه انها لاتفسد و لو غیر متجاف و ذلك لما اختار ان النوم فی السجود المشروع لاینقض الوضوء مطلقا و لو علی غیر هیأة السنة فسجود غیر المتجافی ایضا لما لم یکن النوم فیه حدثا عنده لم یجعل تعمده فیه مفسدا۔

ولنقص عبارة البحر لیکون تذکیرا لما عبر و تمهیدا لما غبر

خانیہ کے حوالے سے ہم نے نقل کیا کہ اگر رکوع میں قصداً سوئے تو نماز فاسد نہ ہوگی ۔ اور خلاصہ میں ہے: اگر رکوع یا سجدے میں سو جائے تو اس کی نماز ہوجائے گی لیکن اس رکوع و سجود کا شمار نہ ہوگا اور ان کا اعادہ کرنا ہوگا ۔ یہ اس وقت ہے جب قصداً نہ سویا ہو اگر قصداً سویا تو سجدے میں ایسا سونا مفسدِ نماز ہے رکوع میں نہیں اھ ۔ اور سابقاً ہم نے فتح القدیر کے حوالے سے نقل کیا کہ اس کی بنیاد سجدے میں بندش کھل جانے پر ہے تو اگر کروٹیں جدا رکھ کر سجدہ کیا اور قصداً سوگیا تو نماز فاسد نہ ہوگی ۔ اسے حلیہ میں نقل کرکے برقرار رکھا ہے ۔ اور بحر میں اسے نقل کرکے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ "اگر کروٹیں جدا نہ ہوں تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی" ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحبِ بحر نے یہ اختیار کیا ہے کہ سجدہ مشروع میں سونا مطلقاً ناقضِ وضو نہیں اگرچہ طریقہ سنت کے برخلاف ہو ۔ تو سجدہ میں کروٹیں جدا نہ رکھنے والے کا سونا بھی چوں کہ ان کے نزدیک ناقضِ وضو نہیں اس لئے انہوں نے اس کے بالقصد سونے کو مفسدِ نماز قرار نہ دیا ۔

ہم عبارتِ بحر کا پورا قصہ بتاتے ہیں تاکہ سابق کی یاد دہانی بھی ہوجائے اور باقی مباحث

www.alahazratnetwork.org

---

[1] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطہارۃ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۰

[2] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الصلٰوۃ الفصل الثالث عشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۳۲

قال رحمه الله تعالٰی واطلق فی الهدایة الصلٰوۃ (**قلت** یرید النوم فیها فتجوز[ف] بحذف المضاف وبه یسقط اعتراض المنحة علی البحر فیما تابع هو فیه الفتح قال البحر) فشمل ماکان عن تعمد وماعن غلبة وعن ابی یوسف اذا تعمد النوم فی الصلٰوۃ نقض والمختار الاول وفی فصل مایفسد الصلٰوۃ من فتاوٰی قاضی خان لو نام فی رکوعه او سجوده ان لم یتعمد لاتفسد وان تعمد فسدت فی السجود دون الرکوع اھ کانه مبنی علی قیام المسکة فی الرکوع دون السجود ومقتضی النظر ان یفصل فی السجود ان کان متجافیا لاتفسد والاتفسد کذا فی الفتح القدیر، وقد یقال مقتضی الاصح المتقدم (ان النوم فی السجود المشروع لاینقض مطلقا ولو غیر متجاف) ان لاینتقض بالنوم فی السجود

کی تمہید بھی ۔ صاحبِ بحر فرماتے ہیں ، (ہلالین میں صاحبِ فتاوٰی رضویہ کا اضافہ ہے ۱۲م) "ہدایہ میں نماز کو مطلق رکھا ہے"۔ (**قلت** اُن کی مراد یہ ہے کہ نماز میں نیند کو مطلق رکھا ہے تو مضاف حذف کرکے مجاز حذف کا طریقہ اپنایا ہے ۔ اس توضیح سے منحۃ الخالق کا وہ اعتراض ساقط ہوجاتا ہے جو البحر الرائق پر فتح القدیر کی متابعت کے معاملہ میں کیا ہے ۔ بحر میں آگے فرمایا) تو یہ اس نیند کو بھی شامل ہے جو قصداً ہو اور اسے بھی جو نیند کے غلبہ کی وجہ سے ہو۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ نماز میں قصداً سونا ناقضِ وضو ہے ۔ اور مختار اوّل ہے ۔ اور فتاوٰی قاضی خاں میں مفسداتِ نماز کی فصل میں ہے : اگر رکوع یا سجدے میں سوگیا تو بلا قصد سونے کی صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر قصداً سویا تو سجدہ میں سونا مفسدِ نماز ہے رکوع میں نہیں اھ ۔ شاید یہ تفریق اس بنیاد پر ہے کہ رکوع میں بندش باقی ہوگی اور سجدے میں نہ ہوگی ۔ اور نظر کا تقاضا یہ ہے کہ سجدے میں تفصیل کی جائے کہ اگر کروٹیں جُدا ہوں تو نماز فاسد نہ ہوگی ورنہ فاسد ہوجائے گی ۔ ایسا ہی فتح القدیر میں ہے ۔ اور کہا جاتا ہے کہ جو قول اصح پہلے گزرا (کہ مشروع سجدہ میں سونا مطلقاً ناقض نہیں اگرچہ کروٹیں جُدا ہوں) اُس کا تقاضا یہ ہے کہ سجدہ میں سونے سے وضو

---

ف : معروضة علی العلامة ش۔

www.alahazratnetwork.org

مطلقا وینبغی حمل ما فی الخانیة علٰی روایة ابی یوسف اھ[1] ما فی البحر مزیدا ما بین الاھلة۔

قال فی منحۃ الخالق الذی تقدم من روایة ابی یوسف انه اذا تعمد النوم فی الصلٰوۃ نقض وکذا فی الفتح وھی کما تری غیر مقیدۃ بالسجود تأمل ثم رأیت فی غایة البیان ما نصّه وروی عن ابی یوسف رحمه اللہ تعالٰی فی الاملاء انه اذا تعمد النوم فی السجود ینقض وان غلبت عیناه فلا ینقض اھ وبه یترجح الحمل المذکور ویکون المراد حینئذ ممّا تقدم من قوله فی الصلٰوۃ ای فی سجودھا فقط فافھم[2] اھ۔

مطلقًا نہ جائے — اور کلامِ خانیہ کو امام ابو یوسف کی روایت پر محمول کرنا چاہیے اھ بحر کی عبارت ہلالین کے درمیان اضافوں کے ساتھ ختم ہوئی۔

البحر الرائق کے حاشیہ منحۃ الخالق میں علامہ شامی فرماتے ہیں: امام ابو یوسف کی روایت جو پہلے مذکور ہوئی یہ ہے کہ نماز میں قصدًا سونا ناقضِ وضو ہے — اسی طرح فتح میں منقول ہے — یہ روایت جیسا کے سامنے ہے، حالتِ سجدہ سے مقید نہیں۔ غور کرو — پھر میں نے غایۃ البیان میں یہ عبارت دیکھی: امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی سے "املاء" میں مروی ہے کہ سجدہ میں قصدًا سونا ناقضِ وضو ہے اور اگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے (بلا قصد) سو گیا تو وضو نہ ٹوٹے گا اھ — اس روایت کی بنیاد پر کلامِ خانیہ کو اس پر محمول کرنے کی بات کو ترجیح حاصل ہوجاتی ہے اور اس صورت میں امام ابو یوسف سے سابقًا جو روایت بلفظ فی الصلٰوۃ (نماز میں قصدًا سونا ناقض ہے) منقول ہوئی اس میں "نماز میں" سے مراد "صرف سجدۂ نماز میں" ہوگا — تو اسے سمجھئے اھ۔

**اقول اولاً** ف الحکم فی المقید

**اقول اولاً** مقید کے بارے میں حکم،

---

ف: معروضة اخری علیه۔

---

[1] البحر الرائق کتاب الطھارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۸

[2] منحۃ الخالق علی البحر الرائق 〃 〃 〃 ۱/۳۸ و ۳۹

www.alahazratnetwork.org

لاینافی الحکم فی المطلق کما افادہ فی الفتح لاجرم ان ذکر فی التحفۃ والبدائع ان النوم فی غیر حالۃ الاضطجاع والتورک فی الصلوۃ لایکون حدثا سواء غلبہ النوم او تعمدا فی ظاھر الروایۃ وروی عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی انہ قال سألت ابا حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النوم فی الصلوۃ فقال لاینقض الوضوء ولاادری سألتہ عن العمد او عن الغلبۃ وعندی انہ ان نام متعمدا انتقض وضوءہ[1]، قال فی البدائع وجہ روایۃ ابی یوسف ان القیاس فی النوم حالۃ القیام والرکوع والسجود ان یکون حدثا لکونہ سببا لوجود الحدث الا انا ترکنا القیاس لضرورۃ التھجد نظرا للمجتھدین وذلک عند الغلبۃ دون

مطلق کے بارے میں حکم کے منافی نہیں جیسا کہ فتح القدیر میں افادہ فرمایا (تو ہوسکتا ہے کہ امام ابویوسف سے دونوں روایت ہو، خاص سجدہ میں قصداً سونا ناقض ہے اور یہ بھی کہ اندرونِ نماز کسی بھی رکن میں سونا ناقض ہے ۱۲م) یہی وجہ ہے کہ تحفہ اور بدائع میں ذکر کیا ہے کہ "اندرونِ نماز کروٹ لیٹنے اور سرین پر ٹیک دے کر لیٹنے کے علاوہ حالت میں سونا حدث نہیں خواہ نیند کے غلبہ سے سوگیا ہو یا قصداً سویا ہو — ظاہر الروایہ میں یہی ہے — اور امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی سے روایت ہے انھوں نے فرمایا میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اندرونِ نماز نیند کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا ناقضِ وضو نہیں — میں نہیں جانتا کہ ان سے میں نے قصداً سونے کے بارے میں پوچھا تھا یا نیند کے غلبہ سے سونے کے بارے میں پوچھا تھا۔ اور میرے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر قصداً سویا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا — بدائع میں کہا کہ روایتِ امام ابویوسف کی وجہ یہ ہے کہ قیام، رکوع اور سجود کی حالت میں سونا قیاس کی رُو سے حدث ہے اس لئے کہ یہ وجودِ حدث کا سبب ہے لیکن ہم نے تہجد گزاروں کا لحاظ کرتے ہوئے ضرورتِ تہجد کے باعث قیاس ترک کردیا اور یہ ضرورت غلبۂ نوم ہی کی صورت میں ہے قصداً

www.alahazratnetwork.org

---

[1] بدائع الصنائع کتاب الطہارۃ فصل واما بیان ماینقض الوضوء دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۲۵۲

التعمد[1] اھ۔ قال فی الحلیۃ بعد نقلہ ھذا یفید اطلاقہ انہ ینتقض عند ابی یوسف بالنوم راکعا اذا تعمدہ[2] اھ وکذا قائما۔

اقول[ف1] انما الاطلاق فی تحفۃ الفقہاء اما فی البدائع فتنصیص صریح لقولہ ان القیاس فی النوم حالۃ القیام والرکوع الخ فافاد ان ابا یوسف عمل فی جمیعھا بالقیاس عند العمد والعالم ربما یسأل عن صورۃ خاصۃ فیجیب فتأتی الروایۃ عنہ مقیدۃ بصورۃ السؤال مع ان الحکم مطلق عندہ عرف ھذا من مارس الفقہ وعن[ف2] ھذا قلنا ان المطلق یحمل علی اطلاقہ وان اتحد الحکم والحادثۃ مالم تدع الی التقیید ضرورۃ۔

سونے میں نہیں اھ — حلیہ میں اسے نقل کرنے کے بعد کہا: اس کے اطلاق سے یہی مستفاد ہے کہ امام ابو یوسف کے نزدیک قصداً رکوع کی حالت میں سونے سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا اھ مقصد یہ ہے کہ یوں ہی قیام میں بھی۔

اقول اطلاق صرف تحفۃ الفقہاء میں ہے — بدائع میں تو صاف تصریح ہے کہ قیام، رکوع اور سجود کی حالت میں سونا قیاس کی رُو سے حدث ہے جس سے یہ افادہ فرمایا کہ امام ابو یوسف قصد کی صورت میں تمام ہی حالتوں میں قیاس پر عامل ہیں۔ اور بار ہا ایسا ہوتا ہے کہ عالم سے کوئی خاص صورت پوچھی جاتی ہے وہ اس کے بارے میں جواب دے دیتا ہے تو اس کے حوالے سے روایت صورت سوال کے ساتھ مقید ہو کر نقل ہوتی ہے حالاں کہ اس کے نزدیک حکم مطلق ہوتا ہے۔ فقہ کی ممارست اور مشغولیت والا اس سے اچھی طرح آشنا ہے — اسی لئے ہم اس کے قائل ہیں کہ مطلق اپنے اطلاق پر محمول ہوگا اگرچہ حکم اور معاملہ ایک ہی ہو، جب تک تقیید کی جانب کوئی ضرورت داعی نہ ہو۔

www.alahazratnetwork.org

---

ف۱: تطفل علی الحلیۃ۔

ف۲: المطلق یحمل علی اطلاقہ وان اتحد الحکم والحادثۃ الا بضرورۃ۔

---

۱؎ بدائع الصنائع کتاب الطہارۃ فصل واما بیان ماینقض الوضوء الخ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۵۲

۲؎ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

ثم القیاس الذی ذکر فی البدائع لروایة ابی یوسف وقد ذکرہ فی الهدایة والتبیین ایضاً فی مسألة الاغماء فالجواب عنه انا نمنع کون القیاس فیما ذلك بل القیاس ایضا عدم النقض لعدم کمال الاسترخاء کما افادہ فی الفتح۔

اب رہا وہ قیاس جو بدائع میں امام ابو یوسف کی روایت سے متعلق پیش کیا ہے اور اسے ہدایہ وتبیین میں بھی بیہوشی کے مسئلہ میں ذکر کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نہیں مانتے کہ اس بارے میں قیاس نقضِ وضو ہے بلکہ قیاس بھی یہی ہے کہ وضو نہ ٹوٹے اس لئے کہ پورے اعضا ڈھیلے نہ ہوں گے ــــ جیسا کہ فتح القدیر میں اس کا افادہ کیا ہے۔

**وثانیاً** اطلاق[ف] روایة ابی یوسف لاینافی حمل کلام قاضی خان فی السجود علیها لان ائمة الترجیح کما یختارون احد القولین کذلك ربما یفصلون فیختارون قولا فی صورة واخر فی اخری فیکون المعنی ان ما فی الخانیة مشی فی صورة السجود علی روایة ابی یوسف وای عتب فیه۔

**ثانیاً** اگرچہ امام ابو یوسف کی روایت مطلق ہے۔ اس میں خاص حالتِ سجدہ کی قید نہیں۔ اور قاضی کا کلام خاص حالتِ سجدہ سے متعلق ہے لیکن اِس کلام کو اُس روایت پر محمول کیا گیا تو یہ اس کے اطلاق کے منافی نہیں۔ اس لئے کہ ائمۂ ترجیح جیسے دو قولوں میں سے ایک کو اختیار کرتے ہیں ویسے ہی بعض اوقات صورتوں کی تفصیل کرکے ایک صورت میں ایک قول کو اور دوسری صورت میں دوسرے قول کو اختیار کرتے ہیں ــــ تو (البحر الرائق میں کلامِ خانیہ کو روایتِ مذکورہ پر محمول کرنے کا) معنی یہ ہوا کہ خانیہ میں جو حکم مذکور ہے وہ صورتِ سجدہ میں امام ابو یوسف کی روایت پر جاری ہے۔ اس پر کسی عتاب کا کیا موقع ہے!

ثم اعترض هذا الحمل العلامة

پھر اس حمل پر علامہ شیخ اسمٰعیل نے

www.alahazratnetwork.org

---

ف: معروضة ثالثة علی العلامة ش۔

الشیخ اسمٰعیل فی شرح الدرر بانہ لایلزم من فساد الصلٰوۃ انتقاض الوضوء لما فی السراج لو قرأ و رکع و سجد و ھو نائم تفسد صلٰوتہ لانہ زاد رکعۃ کاملۃ لایعتد بھا و لاینتقض وضوؤہ اھ ولم یحکم فی الخانیۃ علی الوضوء بالنقض و الظاھر ان فی البحر غفولا عن ذلک فتدبرہ[1] اھ۔

نے شرح درر میں اعتراض کیا ہے کہ نماز فاسد ہونے سے وضو ٹوٹنا لازم نہیں آتا کیوں کہ سراج وہاج میں ہے کہ اگر سونے کی حالت میں قراءت کی اور رکوع وسجدہ کیا تو نماز فاسد ہوجائے گی اس لئے کہ کامل ایک رکعت ایسی زیادہ کردی جو قابلِ شمار نہیں — اور وضو نہیں ٹوٹے گا اھ (علامہ شامی نے منحہ میں اسے نقل کرکے لکھا ۱۲م) اور خانیہ میں وضو سے متعلق ناقض ہونے کا حکم نہیں کیا ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ البحرالرائق میں اس نکتے سے غفلت ہوگئی ہے تو اس میں تدبر کرو اھ۔

(حاصل اعتراض یہ کہ روایت امام ابو یوسف میں قصداً سونے سے "وضو ٹوٹنے" کا ذکر ہے اور کلام خانیہ میں سجدہ کے اندر قصداً سونے سے "فسادِ نماز" مذکور ہے، ہوسکتا ہے کہ نماز فاسد ہو اور وضو نہ ٹوٹے تو کلامِ خانیہ کا روایتِ مذکورہ پر حمل کیسے درست ہوگا؟ ۱۲م)

**اقول اولا** رحم اللّٰہ العلامۃ الفاضل والسید الناقل الشیئ یبتنی علی ملزومہ لا لازمہ لجواز عموم اللازم فلا یقضی بوجود الملزوم ولا شک ان نقض الوضوء یستلزم فساد الصلٰوۃ عند التعمد لکونہ حینئذ تعمد حدث و ھو مفسد قطعا۔

**اقول اولا** علامہ فاضل اور سید ناقل پر خدا کی رحمت ہو — شیئ اپنے ملزوم پر مبنی ہوتی ہے لازم پر نہیں، اس لئے کہ ممکن ہے لازم اعم ہو تو اس کے وجود سے ملزوم کا حکم نہیں ہوسکتا اور اس میں شک نہیں کہ قصداً وضو توڑنے کو فسادِ نماز لازم ہے اس لئے کہ یہ عمداً حدث کو عمل میں لانا ہے جو قطعاً مفسدِ نماز ہے (نقض وضو بالعمد ملزوم

---

ف: تطفل علی الشیخ اسمٰعیل شارح الدرر و العلامۃ ش۔

---

[1] منحۃ الخالق علی البحرالرائق بحوالہ شرح الشیخ اسمٰعیل کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۹

ہے فسادِ نماز لازم، لہٰذا جب بھی اول ہوگا ثانی ضرور ہوگا اور ثانی کا اول پر حمل اس لحاظ سے بجا ہے اور برعکس صورت نہ یہاں ہے نہ ہوسکتی ہے ۱۲ م)

**ثانیاً** ف۱ الکلام فی فساد الصلوة لاجل تعمد النوم وما ذکر من الصورة فالفساد فیها لیس له بل لزیادة رکعة تامة وحمل کلام الخانیة علی روایة الامام الثانی لایستلزم ان لاتفسد صلوة بشیئ قط ما لم ینتقض الوضوء فالبحر عقول لاغفول هذا۔

**ثانیاً** کلام اس میں ہے کہ قصداً سونے سے نماز فاسد ہوجائے گی اور جو صورت ذکر کی ہے اس میں فسادِ نماز کا سبب یہ نہیں بلکہ کامل ایک رکعت کی زیادتی ہے ــ اور کلامِ خانیہ کو امام ثانی کی روایت پر محمول کرنا اسے مستلزم نہیں کہ کوئی نماز کسی شَے سے اس وقت تک فاسد ہی نہ ہو جب تک وضو نہ ٹوٹ جائے۔ محقق بحر اسے خوب سمجھتے ہیں اس نکتے سے غافل نہیں ــ یہ ذہن نشین رہے۔

www.alahazratnetwork.org

واجاب فی المنحة عن هذا الاعتراض بان ما فی الخانیة من الفساد مبنی علی نقض الوضوء لتفریقه بین الرکوع والسجود تأمل اھ[1]۔

اور منحۃ الخالق میں اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ خانیہ میں جو فساد مذکور ہے وہ نقضِ وضو پر مبنی ہے اس لئے کہ انھوں نے رکوع و سجود کے درمیان فرق رکھا ہے۔ اس میں غور کرو اھ۔

**اقول** ف۲ رحم الله الفاضلین السؤال والجواب کلاهما من وراء حجاب فان الخانیة قد نصت علی انتقاض الوضوء به فی نواقضه حیث قال کما تقدم ان تعمد

**اقول** دونوں فاضلوں پر خدا رحم فرمائے۔ سوال اور جواب دونوں پردوں کے پیچھے سے ہورہے ہیں ــ اس لئے کہ قاضی خان نواقضِ وضو کے بیان میں اس سے وضو ٹوٹنے کی تصریح فرما چکے ہیں۔ ان کی عبارت جیسا کہ

ف۱: تطفل اخر علیهما۔

ف۲: تطفل ثالث علیهما۔

[1] منحۃ الخالق علی البحر الرائق بحوالہ شرح الشیخ اسمٰعیل کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۹

36 النوم فی سجودہ تنتقض طھارتہ وتفسد صلٰوتہ ولو تعمد النوم فی قیامہ او رکوعہ لاتنتقض طھارتہ فی قولھم[1] اھ۔

گزری اس طرح ہے: "اگر سجدے میں قصدًا سویا تو اس کی طہارت ٹوٹ جائے گی اور نماز بھی فاسد ہوجائے گی اور اگر قیام یا رکوع میں قصدًا سویا تو حضرات ائمہ کے قول پر اس کی طہارت نہ جائے گی"۔ اھ۔

والوجہ ان الفساد فی التعمد وانتقاض الوضوء متلازمان فایھما اثبت اثبت الاٰخر وایھما نفی نفی الاٰخر ولذا اقتصر فی الخانیۃ ھٰھنا اعنی فی مفسدات الصلٰوۃ علی فساد الصلاۃ وعدمہ ولم یتعرض للوضوء وثم ای فی نواقض الوضوء ذکرھما معا فی السجود واقتصر علی ذکر عدم النقض فی الرکوع ولم یتعرض لعدم الفساد فاتی فی کل باب بمایحتاج الیہ وکیفما کان فقد صرح باجلٰی تصریح ان تعمد النوم لیس ممایفسد الصلٰوۃ مطلقا وکذلك الخلاصۃ وعلیہ مشی الفتح والحلیۃ وعنہ تکلم البحر **اقول** وھو قضیۃ اطلاق المتون قاطبۃ فانھم یذکرون

وجہ یہ ہے کہ تعمد کی صورت میں فسادِ نماز اور وضو ٹوٹنا دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں تو ایک کے اثبات سے دوسرے کا اثبات اور ایک کی نفی سے دوسرے کی نفی ہوجائیگی اسی لئے خانیہ نے یہاں یعنی مفسداتِ نماز کے بیان میں صرف نماز کے فساد وعدمِ فساد کے ذکر پر اکتفا کی اور بیانِ وضو سے تعرض نہ کیا ـــــ اور وہاں یعنی نواقض وضو میں سجود کے تحت دونوں کو ذکر کیا اور رکوع کے تحت عدم نقض کے ذکر پر اکتفا کی عدمِ فساد سے تعرض نہ کیا ـــــ تو ہر باب میں جس قدر حاجت تھی اس قدر بیان کردیا ـــــ اور جو بھی ہو اس بات کی تو روشن تصریح فرمادی کہ قصدًا سونا مطلقًا مفسدِ نماز نہیں ـــــ اسی طرح صاحبِ خلاصہ نے بھی ذکر کیا۔ اور اسی پر صاحبِ فتح القدیر اور صاحبِ حلیہ بھی چلے ـــــ اور اسی سے متعلق بحر نے بھی گفتگو کی ـــــ **اقول** یہی سارے متون کا بھی مقتضا ہے ـــــ اس لئے کہ اربابِ متون

جلد اول حصہ اول

[1] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطہارۃ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/۲۰

www.alahazratnetwork.org

36
36

من صور الحدث الذی یمنع البناء ما اذا جن او نام فاحتلم او اغمی علیہ فیفیدون ان النوم بمفردہ لیس بحدث ولا مانع للبناء مطلقا والا لم یحتج الی ضم الاحتلام قال فی العنایۃ ثم البحر انما قال او نام فاحتلم لان النوم بانفرادہ لیس بمفسد[1] الخ ثم ھم یرسلونہ ارسالا

مانع بنا حدث کی صورتوں میں سے یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ جب مجنون ہوجائے یا سوئے تو احتلام ہوجائے یا بیہوش ہوجائے (تو وضو ٹوٹ جائے گا اور نماز از سرِ نو پڑھنی ہوگی جہاں چھوٹی اس کے آگے نہیں پڑھ سکتا) اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نیند تنہا حدث اور مطلقاً مانع بنا نہیں ورنہ نیند کے ساتھ احتلام کو ملانے کی کوئی ضرورت نہ تھی ـــ عنایہ پھر بحر میں ہے: "نام فاحتلم سوئے تو احتلام ہوجائے" کہا اس لئے کہ تنہا نیند مفسدِ نماز نہیں[1] پھر یہ حضرات نیند کو مطلق ذکر

---

ع اعترضہ العلامۃ خیر الدین الرملی کما نقل عنہ فی المنحۃ بانہ ذکر فی التتارخانیۃ اقوالا واختلاف تصحیح فی المسألۃ وکذلک ذکر فی الجوھرۃ فی نوم المضطجع والمریض فی الصلوۃ اختلافا والصحیح انہ ینقض وبہ ناخذ ونقل فی التتارخانیۃ عن المحیط فی النوم مضطجعا الحال لایخلو ان غلبت عیناہ فنام ثم اضطجع فی حالۃ نومہ فھو بمنزلۃ مالو سبقہ

www.alahazratnetwork.org

ع اس پر علامہ خیر الدین رملی کا اعتراض ہے جیسا کہ علامہ شامی نے منحۃ الخالق میں ان سے نقل کیا ہے کہ: تاتارخانیہ میں اس مسئلہ کے تحت چند اقوال اور اختلافِ تصحیح کا ذکر ہے ـــ اسی طرح جوہرہ میں نماز کے اندر کروٹ لیٹنے والے اور بیمار کی نیند سے متعلق اختلاف کا ذکر ہے اور یہ کہ صحیح ناقض ہونا ہے اور ہم اسی کو لیتے ہیں ـــ اور تاتارخانیہ میں محیط کے حوالے سے کروٹ لیٹ کر سونے سے متعلق ہے کہ اگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے اسے نیند آگئی پھر سونے ہی کی حالت میں وہ کروٹ لیٹ گیا تو یہ ایسا ہی ہے

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] البحر الرائق بحوالہ العنایۃ کتاب الصلوۃ باب الحدث فی الصلوۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۸۲

فیشمل العمد و الغلبة وکذلك | کرتے ہیں تو قصداً سونا اور نیند کے غلبہ سے سوجانا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الحدث یتوضأ ویبنی ولوتعمد النوم فی الصلوۃ مضطجعا فانه یتوضأ و یستقبل الصلوۃ ھٰکذا حکی عن مشائخنا اھ فراجع المنقول ولا تغتر بما اطلقه ھنا[1] اھ۔

جیسے بلا اختیار حدث ہوگیا وہ وضو کرے گا اور بناء کرے گا (نماز جہاں سے چھوٹی تھی وہیں سے پُوری کرے گا) اور اگر نماز میں قصداً کروٹ لیتا تو اسے وضو کرکے از سرِ نو پڑھنا ہے۔ ہمارے مشایخ سے ایسا ہی حکایت کیا گیا اھ تو منقول کی طرف رجوع کرو اور اس سے فریب خوردہ نہ ہو جو یہاں مطلق رکھا ہے اھ۔

**اقول** اولاً[ف۱] اذا اختلف التصحیح فای اغترار فی الاقتصار علی احد القولین۔

**اقول** اولاً جب اختلاف تصحیح ہے تو ایک قول پر اکتفا میں فریب خوردگی کیا؟

**وثانیاً**[ف۲] مسئلة الجوھرة فی انتقاض الوضوء والکلام ھنا فی فساد الصلوۃ والانتقاض لایستلزم الفساد اذا لم یکن ھناك تعمد۔

**ثانیاً** مسئلہ جوہرہ وضو ٹوٹنے کے بارے میں ہے اور یہاں پر فسادِ نماز کے بارے میں کلام ہے اور ٹوٹنا اس کو مستلزم نہیں کہ نماز بھی فاسد ہو جب کہ قصداً وضو توڑنے کی صورت نہ ہو۔

**وثالثاً** فرع[ف۳] المحیط لیس فیه الفساد للنوم بانفرادہ بل لانضمام التعمد علی ھیأت الحدث فما ھٰذہ الایرادات من مثل المحقق السامی والاعتماد علیھا من العلامة الشامی وباللہ التوفیق ۱۲ منه حفظه ربه جل وعلا۔

**ثالثاً** محیط کے جزئیہ میں تنہا نیند سے فسادِ نماز نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ نیند کے ساتھ ہیأتِ حدث کا قصداً ارتکاب بھی ہوگیا ہے۔ پھر ایسے بلند محقق سے یہ اعتراض کیسے؟ اور ان پر علامہ شامی کا اعتماد کیسا؟ وباللہ التوفیق ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

ف۱: تطفل علی العلامة الخیر الرملی و ش۔ ف۲: تطفل اٰخر علیھما
ف۳: تطفل ثالث علیھما۔

[1] منحة الخالق علی بحر الرائق کتاب الصلوۃ باب الحدث فی الصلوۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۶۲

سکوتهم قاطبة عن عد تعمد النوم فی المفسدات دلیل علی ذلك لاسیما المتأخرین الذین جنحوا نحو الاستیعاب مهما حضر کالدر المختار ومراقی الفلاح نعم یفسد اذا تعمده علی هیأة یکون بها حدثا وهم قد ذکروا فی المفسدات تعمد الحدث فقد ترجح ماجزم به هؤلاء الجلة علی ما فی جامع الفقه ان النوم فی الرکوع والسجود لا ینقض الوضوء ولو تعمده ولکن تفسد صلوته کما نقله فی البحر[1] عن شرح منظومة ابن وهبان واعتمده ش۔

جئنا علی ما استدرك به ش علی العلامة العلائی قال فی الدر یتعین الاستیناف لجنون او حدث عمدا واحتلام بنوم[2] الخ قال الشامی افاد ان النوم بنفسه غیر مفسد لکن هذا اذا کان غیر عمد لما فی حاشیة

دونوں ہی اس میں شامل ہوتے ہیں ___ اسی طرح تعمد نوم کو مفسداتِ نماز میں شمار کرانے سے ان تمام اہل متون کا سکوت بھی اس پر دلیل ہے خصوصاً متاخرین کا سکوت جن کا میلان اس طرف ہوتا ہے کہ جتنی صورتیں بھی مستحضر ہوں سب کا استیعاب اور احاطہ کرلیں جیسے درمختار اور مراقی الفلاح ___ ہاں نیند مفسد اس وقت ہے جب ایسی ہیأت پر قصداً سوئے جس پر سونا حدث ہے ___ اور مفسداتِ نماز میں تعمد حدث مذکور ہے ___ تو ترجیح اسی کو ملی جس پر ان بزرگوں کا جزم ہے جیسا کہ جامع الفقہ میں ہے: رکوع وسجود میں سونا ناقض وضو نہیں اگرچہ قصداً سوئے لیکن اس کی نماز فاسد ہوجائے گی جیسا کہ اسے بحر میں منظومہ ابن وہبان کی شرح سے نقل کیا ہے اور علامہ شامی نے اس پر اعتماد کیا ہے۔

اب ہم اس پر آئے جو علامہ شامی نے علامہ علائی پر استدراک کیا ہے ___ درمختار میں فرمایا: ازسرِ نو پڑھنا متعین ہے جنون کے باعث یا قصداً حدث کی وجہ سے یا نیند میں احتلام کے سبب الخ ___ اس پر علامہ شامی فرماتے ہیں: افادہ ہوا کہ نیند کچھ مفسد نہیں ___ لیکن یہ اس وقت ہے جب نیند بلا قصد ہو اس لئے کہ حاشیۂ

---

[1] البحر الرائق بحوالہ جامع الفقہ کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۸

[2] الدر المختار " باب الاستخلاف مطبع مجتبائی دہلی ۱/۸۷

www.alahazratnetwork.org

نوح افندی النوم اما عمدا و لا فالاول ینقض الوضوء ویمنع البناء والثانی قسمان مالا ینقض ولا یمنع البناء کالنوم قائما اوراکعا اوساجدا و ماینقض الوضوء و لا یمنع البناء کالمریض اذا صلی مضطجعا فنام ینتقض وضوؤہ علی الصحیح ولہ البناء فغیر العمد لایمنع البناء اتفاقا سواء نقض الوضوء اولا بخلاف العمد[1] اھ ملخصا۔

علامہ نوح آفندی میں ہے: سونا یا تو قصداً ہوگا یا بلاقصد__ اول ناقضِ وضو اور مانع بناء ہے۔ ثانی کی دو۲ قسمیں ہیں: ایک وہ جو نہ ناقضِ وضو ہے نہ مانع بناء، جیسے قیام یا رکوع یا سجود کی حالت میں سونا۔ دوسری وہ جو ناقضِ وضو ہے، مانع بناء نہیں ہے، جیسے مریض کروٹ لیٹ کر نماز پڑھتے ہوئے سو جائے تو صحیح قول پر اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور وہ بناء کرسکے گا (نماز جہاں سے رہ گئی تھی وہیں سے پوری کرلے گا) تو بلاقصد سونا بناء سے بالاتفاق مانع نہیں خواہ وضو ٹوٹ جائے یا نہ ٹوٹے، بخلاف قصداً سونے کے اھ ملخصاً۔

**اقول** ہذا ناطق بملاف فیہ انہ ماش علی الروایۃ عن ابی یوسف الاتری انہ جعل نوم العمد مطلقاً ناقض الوضوء وھذا خلاف ظاہر الروایۃ المعتمدۃ المختارۃ کما قدم المحشی والشارح وقد منا نقلہ مع تصحیح المحیط فما کان للعلامۃ ان یعتمد ھذا ھٰھنا ولکن سبحٰن من لاینسی۔

**اقول** یہ عبارت بآوازِ بلند ناطق ہے کہ ان کی مشی امام ابو یوسف کی روایت پر ہے۔ دیکھئے انھوں نے قصداً سونے کو مطلقاً ناقضِ وضو قرار دیا ہے۔ اور یہ معتمد مختار، ظاہر الروایہ کے خلاف ہے جیسا کہ محشی و شارح نے پہلے بیان کیا اور ہم اسے محیط کی تصحیح کے ساتھ نقل کرچکے__ تو علامہ شامی کو یہاں آکر اس پر اعتماد نہ کرنا تھا لیکن پاکی ہے اُسی کے لئے جسے نسیان نہیں۔

ف: معروضۃ علی العلامۃ ش۔

[1] رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب الاستخلاف دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۴۰۶

www.alahazratnetwork.org

**الرابعة** مسألة التنور مذكورة في الخانية وهي الاصل وعنها نقل في خزانة المفتين والهندية و اياها تبع في الخلاصة والخلاصة في البزازية وعن الخلاصة اثر في البحر۔

قال الامام قاضی خان رحمه الله تعالٰی ان نام علی رأس التنور و هو جالس قد ادلی رجليه كان حدثا لان ذلك سبب لاسترخاء المفاصل[1] اھ۔

وقد قدمنا انها لا تلتئم علی الضابطة المؤيدة بالحديث والقياس الصحيح **قلت** ولم ار لها ما اشدها به الا شيئا ابداه المحقق في الفتح توجيها لمسألة مخالفة لظاهر الرواية واختيار الجمهور وهي مسألة المستند الی ما لو ازيل سقط حيث قال ظاهر المذهب عن ابي حنيفة عدم النقض بهذا الاستناد ما دامت المقعدة مستمسكة للامن من الخروج والانتقاض

**افادۂ رابعہ**: مسئلہ تنور خانیہ میں مذکور ہے، خانیہ ہی اصل ہے اسی سے خزانۃ المفتین اور ہندیہ میں نقل ہے ۔ اسی کی پیروی خلاصہ میں ہے اور خلاصہ کی پیروی بزازیہ میں ہے اور خلاصہ ہی سے البحرالرائق میں نقل کیا ہے۔

امام قاضی خاں رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: اگر تنور کے کنارے بیٹھا اس میں پاؤں لٹکائے سو گیا تو وضو جاتا رہے گا اس لئے کہ یہ جوڑوں کے ڈھیلے پڑجانے کا سبب ہوتا ہے اھ۔

اور ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ یہ مسئلہ حدیث اور قیاس صحیح سے تائید یافتہ ضابطے کے برخلاف ہے **قلت** اس کی موافقت میں مجھے کوئی ایسی بات نہ ملی جس سے اس کو تقویت دے سکوں مگر ایک بات جو حضرت محقق نے فتح القدیر میں ظاہر الروایہ اور اختیار جمہور کے مخالف ایک مسئلہ کی توجیہ میں پیش کی ہے وہ مسئلہ اس کی نیند سے متعلق ہے جو ایسی چیز کی طرف ٹیک لگائے ہوئے ہے کہ اگر وہ ہٹادی جائے تو گر جائے۔ وہ لکھتے ہیں: امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول ظاہر مذہب یہی ہے کہ اس ٹیک لگانے سے وضو نہ ٹوٹے گا جب تک مقعد

---

ف: تحقیق مسألة النوم علی رأس التنور۔

---

[1] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطہارۃ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/۲۰

www.alahazratnetwork.org

مختار الطحاوی واختارہ المصنف والقدوری لان مناط النقض الحدث لاعین النوم فلما خفی بالنوم ادیر الحکم علی ماینتھض مظنۃ لہ، ولذا لم ینقض نوم القائم والراکع والساجد ونقض فی المضطجع لان المظنۃ منہ مایتحقق معہ الاسترخاء علی الکمال وھو فی المضطجع لافیھا وقد وجد فی ھذا النوع من الاستناد اذ لایمسکہ الاالسند وتمکن المقعدۃ مع غایۃ الاسترخاء لایمنع الخروج اذ قد یکون الدافع قویا خصوصا فی زماننا لکثرۃ الاکل فلا یمنعہ الاالیقظۃ[1] اھ واقرہ الحلبی فی الغنیۃ۔

جمی ہوئی ہے اس لئے کہ خروجِ ریح سے بے خوفی ہوگی ۔۔۔ اور اس سے وضو ٹوٹ جانے کا حکم امام طحاوی کا مختار ہے اسی کو مصنف اور امام قدوری نے اختیار کیا اس لئے کہ وضو ٹوٹنے کا مدار حدث پر ہے خود نیند پر نہیں چونکہ نیند کی وجہ سے حدث مخفی رہ جائے گا اس لئے حکم کا مدار اس پر رکھا گیا جو وجود حدث کے گمان غالب کا موقع بن سکے۔ اسی لئے قیام، رکوع اور سجود والے کی نیند ناقض نہیں اور کروٹ لیٹنے والے کی نیند ناقض ہے۔ اس لئے کہ گمان حدث کا محل وہ نیند ہے جس کے ساتھ استرخاء کامل طور پر متحقق ہو اور یہ کروٹ لیٹنے والے کی نیند میں ہوتا ہے، اُن سب میں نہیں ہوتا ۔۔۔ اور یہ استرخاء اِس طرح ٹیک لگانے کی صورت میں بھی موجود ہے اس لئے کہ صرف ٹیک نے اس کو روک رکھا ہے اور کمال استرخاء ہوتے ہوئے مقعد کا مستقر ہونا خروجِ ریح سے مانع نہیں اس لئے کہ بعض اوقات دافع قوی ہوتا ہے خصوصاً ہمارے زمانے میں، کیوں کہ کھانا زیادہ کھایا کرتے ہیں تو اس کے لئے مانع صرف بیداری کی بندش ہی ہوگی اھ ۔۔۔ اس کلام کو حلبی نے بھی غنیہ میں برقرار رکھا۔

**اقول** وقولہ لایمنعہ الامسکۃ الیقظۃ ای عند وجود

**اقول** ان کے قول "اس کے لئے مانع صرف بیداری کی بندش ہی ہوگی" کا معنی یہ ہے

[1] فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۳

نهاية الاسترخاء بخلاف القائم والراكع والساجد على هيأة السنة فلا يرد ان هذا التقرير يوجب النقض بالنوم مطلقاً وهو خلاف ما اجمعنا عليه۔

**لكني اقول** (ف۱) كمال الاسترخاء مظنة الخروج وتمكن المقعدة مظنة منعه فيتعارضان ولا يثبت النقض بالشك ولا نسلم ان قوة الدافع بحيث لايقاومه التمكن بلغ من الكثرة ما يعد به غالبا ولا مظنة الا بالغلبة وكيفما كان فمخالفته للمذهب و لجمهور اهل الاختيار علم كاف على تقاعده عن الحجية۔

**بل اقول** وبالله التوفيق مسألة التنور لا تلتئم على (ف۲) هذا ايضا لان تحقيق هذا القول على ما الهمني ذو الطول ان الحالات ثلث وذلك ان نفس وجود الاسترخاء لازم للنوم مطلقا ثم يبقى معه بعض الاستمساك

کمال استرخاء کی صورت میں مانع صرف یہی ہوگی بخلاف اس کے جو قیام یا رکوع یا سنت طریقہ پر سجدہ کی حالت میں ہو تو یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ اس تقریر پر تو مطلقاً ہر نیند ناقضِ وضو ہوگی۔ اور یہ ہمارے اجماع کے برخلاف ہے۔

**لیکن میں کہتا ہوں** کمال استرخا گمانِ خروج کی جگہ ہے اور مقعد کا استقرار منعِ خروج کے گمان کی جگہ ہے اس لئے دونوں میں تعارض ہوگا اور شک سے نقض کا ثبوت نہ ہوگا۔ اور یہ ہمیں تسلیم نہیں کہ دافع کی اتنی قوت کہ استقرار اس کی مقاومت نہ کرسکے کثرت کی اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ اس کو غالب واکثر شمار کرلیا جائے اور کسی گمان کا ثبوت غالب واکثر ہونے ہی سے ہوتا ہے ___ اور جو بھی ہو مذہب اور جمہور اہلِ ترجیح کے مخالف ہونا ہی اس بات کی کافی علامت ہے کہ وہ حجت بننے کے قابل نہیں۔

www.alahazratnetwork.org

**بلکہ میں کہتا ہوں** اور توفیق خدا ہی کی طرف سے ہے ___ تنور کا مسئلہ اس سے بھی موافقت نہیں رکھتا ___ اس لئے کہ اس قول کی تحقیق ___ جیسا کہ رب کریم نے میرے دل میں القا کی ___ یہ ہے کہ تین حالتیں ہوتی ہیں وہ یوں کہ نفسِ استرخاء تو نیند کے لئے مطلقاً لازم ہے۔ پھر استرخاء کے ساتھ کچھ بندش باقی رہتی ہے

---

ف۱: تطفل على الفتح

ف۲: تحقيق مناط النقض بالنوم على مختار الهداية۔

مالم يستغرق فاما غالبا كالنوم قائما او راكعا او على هيأة السنة ساجدا فان بقاءه على تلك الهيآت دليل واضح على غلبة الاستمساك او مغلوبا كالنوم قاعدا او راكبا و ينتفى اصلا فى صورة الاضطجاع و الاسترخاء ونحوهما فالاول لاينقض مطلقا والثالث ينقض من دون فصل ومنه المتكئ الى ما لو ازيل سقط لان عدم سقوطه ليس لبقاء شئ من المسكة فيه بل للسند كميت يستند الى شئ والثانى يفصل فيه فان كان متمكن المقعدة لم ينقض لان التمكن يعارض غلبة الاسترخاء والا نقض و النوم على رأس التنور جالسا متمكنا مدليا من القسم الثانى قطعا دون الثالث اذ لو انتفى التماسك لسقط بل كون الجلوس على رأس وطيس حامر بما يوجب تيقظ القلب اكثر مما لو كان حيث لامخافة فى السقوط فيكون التمكن مانعا للنقض وهو الموافق للضابطة۔

جب تک کہ استغراق نہ ہو، اب یہ بندش یا تو غالب ہوتی ہے جیسے قیام یا رکوع یا سنت طریقہ پر سجدہ کی حالتوں میں سونا کیونکہ سونے والے کا ان حالتوں پر برقرار رہنا اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ بندش غالب ہے ۔۔۔ یا یہ بندش مغلوب ہوتی ہے جیسے بیٹھے ہوئے یا سوار ہونے کی حالت میں سونا۔ اور کروٹ لیٹنے، چت لیٹنے اور ان دونوں جیسی صورتوں میں بندش بالکل ہی ختم ہو جاتی ہے ۔۔۔ پہلی صورت مطلقاً ناقض نہیں، اور تیسری صورت بغیر کسی تفصیل کے ناقض ہے اور اسی قسم میں وہ شخص داخل ہے جو کسی ایسی چیز سے ٹیک لگائے ہوئے ہو کہ اگر اس کو زائل کیا جائے تو وہ گر پڑے، کیونکہ اس کا نہ گرنا بندش کے باقی رہ جانے کے باعث نہیں بلکہ محض ٹیک کی وجہ سے ہے جیسے مردے کو سہارے سے کھڑا کر دیا جائے۔ اور دوسری صورت میں تفصیل ہے۔ اگر مقعد کو پوری طرح جماؤ حاصل ہے تو ناقض نہیں اس لئے کہ استقرار غلبۂ استرخا کے معارض ہے۔ اور ایسا نہ ہو تو ناقض ہے۔ اور تنور کے کنارے بیٹھ کر اس میں پیر لٹکائے استقرار مقعد کے ساتھ سونا قطعاً قسم دوم سے ہے قسم سوم سے نہیں اس لئے کہ بندش اگر ختم ہو جاتی تو گر جاتا بلکہ گرم تنور کے سرے پر بیٹھنا ایسی جگہ سے زیادہ بیدار قلبی کا موجب ہے جہاں گرنے کا اندیشہ نہ ہو تو یہ استقرار نقض وضو سے مانع ہوگا۔ یہی ضابطہ کے مطابق ہے۔

www.alahazratnetwork.org

ولكن هيبة تلك الكتب الكبار كانت تقعد فى عن الاجتراء على انكار هذا الفرع حتى رأيت الامام ابن امير الحاج الحلبى رحمه الله تعالى اورده فى

لیکن ان بڑی بڑی کتابوں کی ہیبت اس جزئیہ کے انکار کی جسارت سے مجھے روکتی تھی یہاں تک کہ میں نے امام ابن امیر الحاج حلبی رحمہ اللہ تعالٰی کو دیکھا کہ حلیہ میں یہ جزئیہ خانیہ سے نقل کیا

الحلیۃ عن الخانیۃ ثم قال وھو غیر ظاھر بل الاشبہ عدم النقض لان مظنۃ الحدث من النوم مایتحقق معہ الاسترخاء علی وجہ الکمال والظاھر عدم وجود ذلک والا لسقط لفرض عدم المانع من استناد اوغیرہ[1] اھ ومع ذلک اجبت ان یجددالوضوء ان وقع ذلک لانہا صورۃ نادرۃ فلا علینا ان نعمل فیہا بالاحتیاط بمعنی الخروج عن العہدۃ بیقین وان کان حقیقۃ الاحتیاط ھو العمل باقوی الدلیلین۔

ثم الذی سبق منہ الی ذھن الحلیۃ ان سبب الاسترخاء نفس الادلاء حیث قال فالقیاس علی ھذا یفید انہ لورکب علی الاکاف علی الدابۃ فادلی رجلیہ من الجانبین کما یفعلہ بعضھم انہ ینقض وھو غیر ظاھر[2] الخ۔

**قلت** ھکذا فی نسختی وھی سقیمۃ جدا والظاھر فادلی رجلیہ من احد الجانبین لان ھذا

پھر لکھا: "یہ غیر ظاہر ہے بلکہ اشبہ ناقض نہ ہونا ہے اس لئے کہ مظنّہ حدث (گمان حدث کا محل) وہ نیند ہے جس کے ساتھ استرخاء کامل طور پر متحقق ہو۔ اور ظاہر یہ ہے کہ ایسا استرخا متحقق نہ ہوگا ورنہ گرجائے گا کیونکہ فرض یہ کیا گیا ہے کہ ٹیک لگانا یا اس طرح کا اور کوئی مانع نہیں ہے"۔ اھ۔

اس کے باوجود میں نے پسند یہ کیا کہ اگر یہ صورت واقع ہوجائے تو تجدید وضو کرلے کیونکہ یہ ایک نادر صورت ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ ہم احتیاط پر عمل کرلیں، احتیاط کا معنی یہ کہ یقینی طور پر عہدہ برآ ہوجائیں اگرچہ حقیقت احتیاط یہی ہے کہ قوی تر دلیل پر عمل ہو۔

پھر اس جزئیہ سے صاحبِ حلیہ کا ذہن اس طرف گیا کہ استرخا کا سبب خود پاؤں لٹکانا ہے اس طرح کہ وہ فرماتے ہیں: "اس پر قیاس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اگر کسی جانور کے پالان پر سوار ہوکر دونوں جانب سے دونوں پاؤں لٹکا لئے، جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں تو وضو ٹوٹ جائے اور یہ غیر ظاہر ہے الخ۔

**قلت** میرے نسخہ حلیہ میں اسی طرح ہے اور یہ نسخہ بہت سقیم ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ عبارت اس طرح ہوگی: فادلی رجلیہ من احد

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] " " " "

www.alahazratnetwork.org

هوالذی یفعله البعض دون العامة وهو المشابه للادلاء فی التنور فسقط لفظ احد من قلم الناسخ۔

الجانبین۔ ایک جانب سے اپنے دونوں پاؤں لٹکالے۔ اس لئے کہ اکثر کے برخلاف بعض لوگ اسی طرح کرتے ہیں اور یہی تنور میں پاؤں لٹکانے کے مشابہ بھی ہے تو کاتب کے قلم سے لفظ "احد" چھوٹ گیا ہے۔

**اقول** لکن یرد علیه: ف۱ ان الادلاء ان کان سببه فالادلاء من الجانبین اولٰی لزیادة الانفراج یحصل به فی المقعدة مع ان المصرح به فی الخانیة نفسها والکتب قاطبة انه ان نام علی ظهر الدابة فی سرج او اکاف لاینتقض وضوؤه لعدم استرخاء المفاصل[1] اھ۔

**اقول** لیکن اس پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں: **اوّل** اگر استرخا کا سبب پاؤں لٹکانا ہے تو دونوں جانب سے پاؤں لٹکانا بدرجۂ اولٰی اس کا سبب ہوگا اس لئے کہ اس سے مقعد کو زیادہ کشادگی مل جاتی ہے باوجودیکہ خود خانیہ میں اور تمام کتابوں میں اس کی تصریح موجود ہے کہ اگر جانور کی پشت پر زین یا پالان میں سوگیا تو وضو نہ ٹوٹے گا اس لئے کہ استرخائے مفاصل نہ ہوگا (جوڑ ڈھیلے نہ پڑیں گے) اھ۔

**وثانیًا** ف۲ قد قال فی الخلاصة وغیرها ان نام متربعا لاینتقض الوضوء وکذا لو نام متورکا وهو ان یبسط قدمیه عن جانب ویلصق الیتیه بالارض[2] اھ۔

**دوم** خلاصہ وغیرہا میں ہے اگر چار زانو بیٹھ کر سوگیا تو وضو نہ ٹوٹے گا اسی طرح اگر بطور تورک بیٹھ کر سوگیا۔ تورک کی صورت یہ ہے کہ دونوں پاؤں ایک طرف کو پھیلادے اور سرین کو زمین سے ملادے اھ۔

فلا یدخل الادلاء المذکور

توکیا تنور میں پاؤں لٹکانے کی مذکورہ صورت

www.alahazratnetwork.org

---

ف۱: تطفل علی الحلیة

ف۲: تطفل اٰخر علیها

---

۱؎ فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطہارۃ فصل فی النوم نولکشور لکھنؤ ۱/۲۰

۲؎ خلاصۃ الفتاوٰی " الفصل الثالث مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۹

فی ھذا التفسیر بل ھو امکن للمقعدۃ من بسط القدمین علی محل مستو کما لایخفی۔

بل الوجہ عندی ان المراد تنور حار فیہ شیئ من الجمرات او بقیۃ من حرارۃ الایقاد کما اومأت الیہ فان الحر یوجب الارخاء ولذا عبروا بالتنور دون الکرسی مع کون الجلوس علی التنور بھذا الوجہ فی غایۃ الندور وعلی الکرسی معھود مشھور واللہ تعالٰی اعلم۔

**الخامسۃ** النوم[و۱] لیس بنفسہ حدثا بل لما عسی ان یخرج وعلیہ العامۃ بل حکی فی التوشیح الاتفاق علیہ وھو الحق لحدیث ان العین وکاء السہ[۱] ولذا لم ینتقض[و۲] وضوؤہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالنوم

اس صورت میں داخل نہ ہوگی بلکہ اس میں مقعد کو زیادہ قرار ہوگا بہ نسبت اس کے کہ دونوں پاؤں کسی ہموار جگہ پھیلائے جائیں۔ جیسا کہ واضح ہے۔

**بلکہ** میرے نزدیک وجہ یہ ہے کہ مراد ایسا گرم تنور ہے جس میں کچھ انگارے ہیں یا بھڑکانے سے جو گرمی پیدا ہوئی تھی کچھ باقی رہ گئی ہے جیسا کہ میں نے اس کی طرف اشارہ کیا اس لئے کہ گرمی اعضا میں ڈھیلاپن لانے کا سبب ہوتی ہے اسی لئے تنور سے تعبیر کی گئی ہے کرسی سے تعبیر نہ ہوئی باوجودیکہ تنور پر اس انداز سے بیٹھنا انتہائی نادر ہے اور کرسی پر بیٹھنا معروف ومشہور ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

**افادۂ خامسہ** [۵]: نیند بذاتِ خود حدث نہیں بلکہ خروج ریح کا گمان غالب ہونے کی وجہ سے حدث ہے۔ اسی پر عامۂ علماء ہیں بلکہ توشیح میں اس پر اجماع واتفاق کی حکایت کی ہے۔ اور یہی حق ہے اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ آنکھ مقعد کا بندھن ہے۔ اسی لئے حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا وضو نیند سے نہیں

www.alahazratnetwork.org

---

و۱: مسئلہ نیند خود ناقضِ وضو نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ سوتے میں خروج ریح کا ظن غالب ہے۔

و۲: مسئلہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وضو سونے سے نہ جاتا۔

---

[۱] تاریخ بغداد ترجمہ بکر بن یزید ۳۵۲۷ دار الکتاب العربی بیروت ۷/ ۹۲

سنن الدارقطنی باب فیماروی فیمن نام قاعدا الخ حدیث ۵۸۶ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۳۷۷

کما ثبت فی الصحیحین[1] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما و ذٰلک لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان عینی تنامان ولا ینام قلبی رواہ الشیخان[2] عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا وعدوہ من خصائصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما فی الفتح عن القنیۃ[3]۔

ٹوٹنا جیسا کہ صحیحین (بخاری ومسلم) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ثابت ہے۔ اور اس کا سبب حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: "بیشک میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا"۔ اسے شیخین (بخاری ومسلم) نے ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا۔ اور اسے علماء نے رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خصائص سے شمار کیا ہے، جیسا کہ فتح القدیر میں قنیہ سے منقول ہے۔

**قلت** ای بالنسبۃ الی الامۃ والا فالانبیاء جمیعا کذٰلک علیہم الصلٰوۃ والسلام لحدیث الصحیحین عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الانبیاء تنام اعینھم ولا

**قلت** یعنی امت کے لحاظ سے سرکار کی یہ خصوصیت ہے ورنہ تمام انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کا یہی وصف ہے اس لئے کہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں

---

ف: انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کی آنکھیں سوتی ہیں دل کبھی نہیں سوتا۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب الوضوء ۱/ ۲۶ و ۳۰ وکتاب الاذان ۱/ ۱۱۹ و ابواب الوتر ۱/ ۱۳۵ قدیمی کتب خانہ کراچی
مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۸۳
صحیح مسلم کتاب صلٰوۃ المسافرین باب صلٰوۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دعائہ باللیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۶۰

[2] " " " باب صلٰوۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم " " ۱/ ۲۵۴
صحیح البخاری کتاب التہجد باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ " " ۱/ ۱۵۴

[3] فتح القدیر کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضو مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۴۴

www.alahazratnetwork.org

تنام قلوبہم[1]۔

فاندفع[1] ما فی کشف الرمز ان مقتضی کونہ من الخصائص ان غیرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من الانبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام لیس کذٰلک[2] اھ۔

وھل[2] یجوز ان یکون ذٰلک لاحد من اکابر الامۃ وراثۃ منہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، قال المولٰی ملک العلماء بحر العلوم عبد العلی محمد رحمہ اللہ تعالٰی فی الارکان الاربعۃ ان قال احد ان کان فی اتباع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من بلغ رتبۃ لایغفل فی نومہ بقلبہ انما تغفل

سوتے۔"

تو (خصوصیت بہ نسبت امت مراد لینے سے) وہ شبہہ دُور ہوگیا جو کشف الرمز میں پیش کیا ہے کہ اس امر کے خصائص سرکار سے ہونے کا مقتضا یہ ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کا یہ حال نہیں اھ۔

کیا یہ ہوسکتا ہے کہ سرکار اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وراثت کے طور پر ان کی امت کے اکابر میں سے کسی کو یہ وصف مل جائے؟ ملک العلما بحر العلوم مولانا عبد العلی محمد رحمہ اللہ تعالٰی ارکان اربعہ میں لکھتے ہیں: اگر کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے متبعین میں سے کوئی اس رتبہ کو پہنچ گیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اتباع کی برکت سے نیند میں اس کا دل

www.alahazratnetwork.org

---

ف۱: تطفل علی العلامۃ المقدسی۔

ف۲: ملک العلماء بحر العلوم مولنا عبد العلی نے فرمایا کہ اگر کہا جائے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وراثت سے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بھی یہ مرتبہ تھا کہ حضور کا وضو سونے سے نہ جاتا، آنکھیں سوتیں دل بیدار رہتا، اور اکابر اولیاء جو اس مرتبہ تک پہنچے ہوں اگرچہ حضور غوث اعظم کے مراتب تک نہیں پہنچ سکتے، تو یہ کہنا حق سے بعید نہ ہوگا اور مصنف کا حدیث سے اس کی تائید کرنا۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب المناقب باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تنام عینہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۰۴
کنز العمال بحوالہ الدیلمی عن انس حدیث ۳۲۲۴۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۷۷

[2] فتح المعین بحوالہ کشف الرمز کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۴۷

عيناه بيمن اتباعه صلى الله تعالٰى عليه وسلم كالشيخ الامام محى الدين عبد القادر الجيلانى قدس سره وغيره ممن وصل الى هذه الرتبة وان لم يصل مرتبته رضى الله تعالٰى عنه لم يكن قوله بعيدا عن الصواب فافهم[1] اھ۔

غافل نہ ہوتا صرف اس کی آنکھیں غافل ہوتیں، جیسے امام محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ اور ان کے علاوہ وہ اکابر جن کا یہ وصف رہا ہو اگرچہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبے تک ان کی رسائی نہ ہو، تو یہ قول حق سے بعید نہ ہوگا؛ فافہم اھ۔

**اقول** ليس من الشرع حجر فى ذلك انه لايجوز الا للنبى والامر فيه وجدانى يعلمه من يرزقه فلا وجه للانكار وقد اخرج الترمذى وقال حسن عن ابى بكرة رضى الله تعالٰى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم يمكث ابوالدجال وامه ثلثين عاما لايولد لهما ولد ثم يولد لهما غلام اعور اضر شئ واقله منفعة تنام عيناه ولا ينام قلبه[2] الحديث۔

**اقول** شریعت سے اس بارے میں کوئی روک نہیں کہ یہ نبی کے سوا اور کے لئے نہیں ہوسکتا۔ یہ معاملہ وجدان کا ہے جسے یہ نصیب ہو وہی اس سے آشنا ہوگا تو انکار کی کوئی وجہ نہیں — ترمذی نے حسن بتاتے ہوئے — حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: دجّال کا باپ اور اس کی ماں تیس ۳۰ سال تک اس حال میں رہیں گے کہ ان کے ہاں کوئی بچہ نہ پیدا ہوگا پھر ان کے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو ایک آنکھ کا ہوگا ہر چیز سے زیادہ ضرر والا اور سب سے کم نفع والا، اس کی آنکھیں سوئیں گی اور اس کا دل نہ سوئے گا۔ الحدیث۔

وفيه ولادة ابن صياد وقول والديه اليهوديين ولد لنا غلام اعور اضر شئ و

اور اس حدیث میں ابن صیاد کے پیدا ہونے اور اس کے یہودی ماں باپ کے یہ کہنے کا بھی ذکر ہے کہ ہمارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے

[1] رسائل الارکان الرسالۃ الاولیٰ فی الصلوٰۃ فصل فی الوضو مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۱۸
[2] سنن الترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی ذکر ابن صیاد حدیث ۲۲۵۵ دار الفکر بیروت ۴/ ۱۰۹

www.alahazratnetwork.org

واقله منفعة تنام عيناه ولاينام قلبه[1] وفيه قوله عن نفسه نعم تنام عيناى ولاينام قلبى[2]

جو ایک آنکھ کا ہے ہر چیز سے زیادہ ضرر والا اور سب سے کم نفع والا، اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا ۔ اور اس میں خود ابن صیاد کا اپنے متعلق یہ قول مذکور ہے کہ ہاں میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

قال القاری قال القاضی رحمه الله تعالٰی ای لاتنقطع افکاره الفاسدة عنه عند النوم لکثرة وساوسه وتخیلاته وتواتر مایلقی الشیطان الیه کمالم یکن ینام قلب النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم من افکاره الصالحة بسبب ماتواتر علیه من الوحی والالهام[3] اه۔

مولانا علی قاری لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض رحمہما اللہ تعالٰی نے فرمایا: یعنی سونے کے وقت بھی اس کے فاسد خیالات کا سلسلہ اس سے منقطع نہ ہوگا کیونکہ اس کے لئے وسوسوں اور خیالات کی کثرت ہوگی متواتر و مسلسل شیطان اسے یہ سب القاکرتا رہے گا جیسے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا قلب ان کے صالح و پاکیزہ افکار سے خوابیدہ نہ ہوتا کیونکہ مسلسل ان پر وحی والہام ہوتا رہتا اھ۔

اقول لقد ثقلت[ف] هذه الکاف علیّ واحسن منه قول مرقاة الصعود ان هذا کان من المکربه لیستیقظ القلب فی الفجور والمفسدة لیکون ابلغ فی عقوبته بخلاف استیقاظ قلب المصطفٰی صلی الله تعالٰی

اقول یہ "جیسے" مجھ پر گراں گزر رہا ہے اس سے بہتر مرقاۃ الصعود میں امام جلال الدین سیوطی کی عبارت ہے وہ لکھتے ہیں: "یہ اس کے ساتھ خفیہ تدبیر تھی کہ فساد و فجور میں اس کا دل بیدار رہے تاکہ اس کا عقاب بھی سخت تر ہو بخلاف قلبِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بیداری کے کہ

---

ف: تطفل علی الامام القاضی عیاض والعلامة علی القاری۔

---

[1] سنن الترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی ذکر ابن صیاد حدیث ۲۲۵۵ دارالفکر بیروت ۴/ ۱۰۹

[2] ؎ " " " " " " " " "

[3] مرقاۃ المفاتیح باب قصہ ابن صیاد تحت الحدیث ۵۵۰۳ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۹/ ۴۴۴

عليه وسلم فانه فى المعارف الالٰهية ومصالح لاتحصى فهو رافع لدرجاته و معظم لشانه اھ۔[1]

وبالجملة اذا جاز هذا للدجال و لابن صياد استدراجا لهما فلأن يجوز لكبراء الامة بوراثة المصطفٰى صلى الله تعالٰى عليه وسلم اولٰى واحرٰى۔

ثم رأيت العارف بالله سيدى عبدالوهاب الشعرانى قدس سره الربانى نقل فى المبحث الثانى والعشرين من كتاب اليواقيت والجواهر عن سيدى الشيخ محمد المغربى رحمه الله تعالٰى انه كان رضى الله تعالٰى عنه يقول ان من ادعى رؤية رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم كما رأته الصحابة فهو كاذب وان ادعى انه يراه بقلبه حال كون القلب يقظانا فهذا لايمنع منه وذٰلك لان من بالغ فى كمال الاستعداد بتنظيف القلب من الرذائل المذمومة حتى من خلاف الاولٰى صار محبوبا للحق تعالٰى واذا احب الحق تعالٰى عبدا كان فى نومه من كثرة

وُہ معارفِ الٰہیہ اور مصالح بے حد وشمار میں ہوتی وہ ان کے درجات کی بلندی اور شانِ گرامی کی عظمت کا سبب تھی اھ۔

الحاصل جب یہ بطور استدراج دجال اور ابنِ صیاد کے لئے ہوسکتا ہے تو مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وراثت میں ان کی امت کے بزرگوں کے لئے بدرجۂ اولٰی ہوسکتا ہے۔

پھر میں نے دیکھا کہ عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے اپنی کتاب "الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر" کے بائیسویں مبحث میں سیدی شیخ محمد مغربی رحمہ اللہ تعالٰی سے نقل کیا ہے کہ یہ حضرت شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے تھے کہ جو یہ دعوٰی کرے کہ اس نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس طرح دیکھا ہے جیسے صحابہ کرام نے دیکھا تو وہ جھوٹا ہے۔ اور اگر یہ دعوٰی کرے کہ وُہ قلب کے بیدار ہونے کی حالت میں اپنے قلب سے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھتا ہے تو اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ وہ اس لئے کہ جو شخص بُری عادات یہاں تک کہ خلافِ اولٰی سے بھی دل کو صاف ستھرا کرکے کمال استعداد پیدا کرلے وہ حق تعالٰے کا محبوب بن جاتا ہے اور جب حق تعالٰے کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو وہ اپنی نورانیت قلب کی فراوانی کی

www.alahazratnetwork.org

---

[1] مرقاۃ الصعود الٰی سنن ابی داؤد للسیوطی۔

نورانية قلبه كانه يقظان[1] الخ۔

وجہ سے خواب کی حالت میں بھی گویا بیدار ہوتا ہے الخ۔

ثم رأيت ولله الحمد ماهو اصرح قال سيدنا الشيخ الاكبر رضى الله تعالٰى عنه فى الباب الثامن والتسعين من الفتوحات المكية من شرط الولى الكامل ان لاينام له قلب بحكم الارث لرسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم وذلك لان الكامل مطالب بحفظ ذاته الباطنة عن الغفلة كمايحفظ ذاته الظاهرة[2] ونقله المولى الشعرانى فى الكبريت الاحمر[3] مقرا عليه والله تعالٰى اعلم۔

پھر میں نے اس سے بھی زیادہ صریح دیکھا۔ وللہ الحمد ــــ سیدنا شیخ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ فتوحاتِ مکیہ کے باب ۹۸ میں لکھتے ہیں، ولی کامل کی شرط یہ ہے کہ بحکم وراثت رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کا قلب نہ سوئے اس لئے کہ کامل سے اس امر کا مطالبہ ہے کہ وہ اپنی ذات باطن کو غفلت سے محفوظ رکھے جیسے اپنی ذات ظاہر کو بیداری کے ذریعہ محفوظ رکھتا ہے اھ ــــ اسے امام شعرانی نے کبریتِ احمر میں نقل کرکے برقرار رکھا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

ثم وقع الخلف بينهم ف فى سائر النواقض سوى النوم هل تكون ناقضة من الانبياء عليهم الصلٰوة والسلام ام لا۔

پھر ان حضرات کے درمیان یہ اختلاف ہُوا کہ نیند کے سوا دیگر نواقض سے انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کا وضو جاتا یا نہیں ؟

اقول اى ماامكن منها

اقول مراد وہ نواقض ہیں جو حضرات

---

ف مسئلہ نیند کے سوا باقی اور نواقض سے بھی انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کا وضو جاتا یا نہیں، اس میں اختلاف ہے، علامہ قہستانی وغیرہ نے فرمایا انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کا وضو کسی طرح نہ جاتا اور مصنف کی تحقیق کہ نواقض حکمیہ مثل خواب و غشی سے نہ جاتا اور نواقض حقیقیہ مثل بول وغیرہ سے ان کی عظمت شان کے سبب جاتا رہتا۔

---

[1] اليواقيت والجواهر المبحث الثانى والعشرون دار احياء التراث العربى بيروت ۱/ ۲۳۹
[2] الفتوحات المكية الباب الثامن والتسعون فى معرفة مقام السهر دار احياء التراث العربى بيروت ۲/ ۱۸۲
[3] الكبريت الاحمر مع اليواقيت والجواهر دار احياء التراث العربى بيروت ۱/ ۲۲۸ و ۲۲۹

عليهم لاكجنون[ف۱] اوقهقهة[ف۲] فی الصلٰوۃ وما ضاھاھما مما ھو[ف۳] محال علیھم صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیھم ففی الدر المختار العتہ[ف۴] لاینقض کنوم الانبیاء علیھم الصلٰوۃ و السلام وھل ینقض اغماؤھم وغشیھم ظاھر کلام المبسوط نعم[۱] اھ واعترضہ السید علی الازھری بعبارۃ القھستانی لانقض من الانبیاء علیھم الصلٰوۃ و السلام فلاحاجۃ الٰی تخصیص النوم بعدم النقض وحینئذ یکون وضوؤھم تشریعا[۲] للامۃ اھ

انبیاء علیہم السلام کے لئے ممکن ہیں وہ نہیں جو ان کے لئے محال ہیں صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہم، جیسے جنون یا نماز میں قہقہہ اور اس کے مثل ـــ درمختار میں ہے عَتَہ (جنون سے کم درجہ کا ایک دماغی خلل) کسی کے لئے ناقضِ وضو نہیں، جیسے انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کی نیند ناقضِ وضو نہیں۔ ان حضرات کے لئے اِغماء اور بیہوشی ناقض ہے یا نہیں؟ ـ مبسوط کا کلام اثبات میں ہے اھ ـــ اس پر سید علی ازہری نے قہستانی کی یہ عبارت پیش کی: "انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کا وضو کسی طرح نہ جاتا تھا" اور درمختار پر اعتراض کیا کہ جب حکم عام ہے تو نیند کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ـ اور اس صورت میں ان حضرات کا وضو فرمانا امتوں کے لئے شریعت جاری کرنے اور قانون بنانے کے لئے تھا اھ۔

www.alahazratnetwork.org

ف۱: مسئلہ جنون سے وضو جاتا رہتا ہے۔

ف۲: مسئلہ نمازِ جنازہ کے سوا اور نماز میں بالغ آدمی جاگتے میں ایسا ہنسے کہ اوروں تک ہنسی کی آواز پہنچے تو وضو بھی جاتا رہے گا۔

ف۳: مسئلہ بعض نواقضِ وضوء انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کے لئے یُوں ناقض نہیں کہ اُن کا وقوع ہی اُن سے محال ہے جیسے جنون یا نماز میں قہقہہ۔

ف۴: بوہرا ہوجانا یعنی دماغ میں معاذ اللہ خلل پیدا ہو رہے فاسد ہوجائے آدمی کبھی عاقلوں کی سی باتیں کرے کبھی پاگلوں کی سی، مگر مجنون کی طرح لوگوں کو مارتا گالیاں دیتا نہ ہو تو اس حالت کے پیدا ہونے سے وضو نہیں جاتا۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| [۱] الدر المختار | کتاب الطہارۃ | مطبع مجتبائی دہلی | ۲۷/۱ |
| [۲] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار " | | المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ | ۸۲/۱ |
| فتح المعین | " | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | ۴۷/۱ |

وتبعه ولده السيد ابو السعود لكن استثنى الاغماء والغشى بدليل ما عن المبسوط قال وصرح منه ما وجدته بخط شيخنا (اى ابيه) حيث قال ونوم الانبياء لاينقض واغماؤهم و غشيهم ناقض[1] اھ قال والحاصل ان ما ذکرہ القهستانی من تعمیم عدم النقض بالنسبة لما عدا الاغماء و الغشى و الا يلزم ان يكون كلامه منافيا لماسبق عن المبسوط[2] اھ.

ورأيتنى كتبت عليه **اقول اولا** لاغرو فى المنافاة بعد اختلاف الروايات **وثانيا** لايظهر ولن يظهر وجه اصلا يفيد النقض بالغشى والاغماء لا بالفضلات بل الظاهر ان الغشى والاغماء مثل النوم لان النقض بهما انما هو حكما لما عسى ان يخرج فالظاهر عدم نقض وضوئهم صلى الله تعالٰی علیهم وسلم بهما مثله و

اس کلام پر ان کے فرزند سید ابو السعود نے بھی ان کا اتباع کیا مگر عبارت مبسوط کے پیشِ نظر اغماء اور غشی کا استثناء کیا اور فرمایا اس سے زیادہ صریح وہ ہے جو میں نے اپنے شیخ یعنی اپنے والد کی تحریر میں پایا انھوں نے لکھا ہے کہ "انبیاء کی نیند ناقض نہیں اور ان کا اغما اور غشی ناقض ہے" اھ۔ انھوں نے کہا کہ حاصل یہ ہے کہ قہستانی نے وضو نہ جانے کا حکم جو عام بتایا ہے وہ اغما و غشی کے ماسوا کے لئے ہے ورنہ لازم آئے گا کہ ان کا کلام مبسوط کی سابقہ عبارت کے مخالف ہو اھ۔

میں نے اس پر یہ حاشیہ لکھا ہے: **اقول** **اولاً** روایات میں اختلاف ہونے کی صورت میں اگر منافات ہوگی تو کوئی حیرت کی بات نہیں **ثانیاً** کوئی ایسی وجہ ظاہر نہیں اور نہ ہرگز کبھی ظاہر ہوگی جو یہ افادہ کرے کہ فضلات سے تو وضو نہ جائے اور غشی و اغما سے چلا جائے ۔ بلکہ ظاہر یہ ہے کہ غشی اور اغما نیند کی طرح ہیں اس لئے کہ ان دونوں سے وضو ٹوٹنے کا حکم خروجِ ریح کے گمان غالب کے باعث ہے۔ تو ظاہر یہ ہے کہ نیند کی طرح ان دونوں سے بھی حضرات انبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہم وسلم کا وضو

---

ف۱ : تطفل علی سید ابو السعود

ف۲ : تطفل اٰخر علیہ

---

۱؎ فتح المعین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۴۷

۲؎ " " "

ان قیل بالنقض بمثل البول لا لانه منهم نجس حقیقة بل لانه نجس فی حقهم خاصة لعظم شانهم وعلو مکانهم علیهم الصلٰوة و السلام ابدا من رحمانهم[1] اھ۔

نہ جائے اگرچہ پیشاب جیسی چیز سے وضو جانے کا حکم کیا جائے اس وجہ سے نہیں کہ ان سے یہ حقیقۃً نجس ہے بلکہ ان کی عظمت شان اور بلندی مرتبت کی وجہ سے خاص ان کے حق میں حکماً نجس ہے ان پر ان کے رب رحمٰن کی طرف سے دائمی درود و سلام ہو اھ حاشیہ ختم۔

ثم رأیت العلامة ط نقل فی حاشیة المراقی بعد جزمه ان لانقض من الانبیاء علیهم الصلٰوة والسلام (ماینحو منحی بعض ما ذکرت حیث قال) بحث فیه بعض الحذاق بانه اذا کان الناقض الحقیقی المتحقق غیر ناقض فالحکمی المتوهم اولٰی علی ان ما فی المبسوط لیس بصریح ولو سلم فیحمل علی انه روایة[2] اھ واعتمد فی حاشیة الدر ما مشی علیه ابو السعود قال "وظاهره ان الاغماء والغشی نفسهما ناقضان لا مالایخلوان عنه والا لکانا غیر ناقضین فی حقهم ایضا[3] اھ"۔

پھر میں نے دیکھا کہ علامہ طحطاوی نے مراقی الفلاح کے حاشیہ میں پہلے تو اس پر جزم کیا کہ کسی چیز سے انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کا وضو نہ جاتا پھر کچھ ویسا ہی کلام ذکر کیا جو میں نے لکھا، وُہ فرماتے ہیں، اس میں بعض ماہرین نے بحث کی ہے کہ جب ناقض حقیقی متحقق ناقض نہیں تو حکمی متوہم بدرجۂ اولٰی نہ ہوگا علاوہ ازیں مبسوط کی عبارت صریح نہیں اگر مان بھی لی جائے تو اس پر محمول ہوگی کہ وہ ایک روایت ہے اھ اور انھوں نے درمختار کے حاشیہ میں اس پر اعتماد کیا ہے جس پر ابوالسعود گئے، لکھتے ہیں: "اور ظاہر یہ ہے کہ اغما و غشی بذاتِ خود حدث ہیں اس ظن ریح کے باعث نہیں جس سے یہ دونوں خالی نہیں ہوتے ورنہ ان حضرات کے حق میں یہ دونوں بھی ناقض نہ ہوتے۔" اھ

**اقول** هذا[ف] ان تم یصلح

**اقول** یہ کلام اگر تام ہو تو بعض ماہرین

ف: معروضة علی العلامة ط۔

[1] حواشی فتح المعین للامام احمد رضا قلمی فوٹو ص ۱

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح فصل ینقض الوضوء دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۹۰ و ۹۱

[3] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ ۱/۸۲

www.alahazratnetwork.org

جواباعن بحث بعض الحذاق لكن الذی[ف۱] علیه کلمات العلماء عدھما کالنوم من النواقض الحکمیة وھو مفاد الھدایة حیث علل الاغماء بالاسترخاء ونقل العلامة ش عن ابن عبد الرزاق عن المواھب اللدنیة نبه السبکی علی ان[ف۲] اغماء ھم علیھم الصلوۃ والسلام یخالف اغماء غیرھم وانما ھو عن غلبة الاوجاع للحواس الظاھرة دون القلب وقد ورد تنام اعینھم لاقلوبھم فاذا حفظت قلوبھم من النوم الذی ھو اخف من الاغماء فمنه بالاولٰی[۱] اھ، وبه یتجه البحث۔

کی اس بحث کا جواب ہو سکتا ہے ــ لیکن کلماتِ علماء جس پر ہیں وہ یہی ہے کہ ان دونوں کا شمار نواقض حکمیہ میں ہے ــ یہی ہدایہ کا بھی مفاد ہے اس لئے کہ اغما کے ناقض ہونے کی علت 'استرخا' بتائی ہے ــ علامہ شامی نے ابن عبد الرزاق کے حوالے سے مواہبِ لدنیہ سے نقل کیا ہے کہ علامہ سبکی نے اس پر تنبیہ فرمائی کہ انبیاء علیہم السلام کو غش آنا دوسروں کے برخلاف ہے ان کا اغماء قلب پر نہیں بلکہ صرف حواس ظاہرہ پر درد و تکلیف کے غلبہ سے ہوتا ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں، دل نہیں سوتے ــ توجب ان کے قلوب اغما سے ہلکی چیز نیند سے محفوظ رکھے گئے تو اغما سے بدرجۂ اولٰی محفوظ ہوں گے اھ۔ اس سے اس بحث کی وجہ و دلیل ظاہر ہو جاتی ہے۔

**قلتُ** والعجب ان[ف۳] السید ط ذکرہ ھذا الاستظھار عاد فاورد البحث ثم قال ھذا ینافی ماذکرہ الملا علی القاری فی شرح الشفاء من الاجماع

**قلتُ** عجب یہ کہ سید طحطاوی اس استظہار کے بعد پلٹ کر پھر وہی بحث لائے پھر کہا: "یہ اس کے منافی ہے جو مُلّا علی قاری نے شرح شفا میں بیان کیا ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ حضور

---

ف۱: مسئلہ غشی و بیہوشی سے وضو جاتا ہے مگر یہ خود ناقضِ وضو نہیں بلکہ اسی ظن خروج ریح وغیرہ کے سبب سے۔

ف۲: غشی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے جسم ظاہر پر بھی طاری ہو سکتی دل مبارک اس حالت میں بھی بیدار و خبردار رہتا۔

ف۳: معروضة اخری علی العلامة ط۔

---

[۱] رد المحتار کتاب الطہارۃ مطلوب نوم الانبیاء غیر ناقض دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۹۷

علی انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی نواقض الوضوء کالامۃ الا ما صح من استثناء النوم لانہ کان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تنام عیناہ ولا ینام قلبہ وقد حکی فی الشفاء قولین بالطہارۃ و النجاسۃ فی الحدثین منہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[1] اھ۔

**اقول** والقول الفصل عندی ان لا نقض منھم صلی اللہ تعالٰی علیہ بالنوم والغشی ونحوھما مما یحکم فیہ بالحدث لمکان الغفلۃ واما النواقض الحقیقۃ منا فتنقض منھم ایضا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیھم لا لانھا نجسۃ کلا بل ھی ف طاھرۃ بل طیبۃ حلال الاکل والشرب لنا من نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما دل علیہ غیر ما حدیث بل لانھا نجاسۃ فی حقھم صلی اللہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نواقضِ وضو کے حکم میں امت کی طرح ہیں مگر نیند کا استثناء بطریق صحیح ثابت ہے کیونکہ حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل نہ سوتا ــــ اور شفا میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دونوں حدث سے متعلق دونوں قول طہارت اور نجاست کے حکایت کئے ہیں اھ۔

**اقول** میرے نزدیک قول فیصل یہ ہے کہ نیند، غشی اور ان دونوں جیسی چیزیں جن میں جائے غفلت کے باعث حدث کا حکم ہوتا ہے ایسی چیزوں سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وضو نہ جاتا ـــــ لیکن ہمارے حق میں جو نواقض حقیقیہ ہیں وہ ان حضرات صلوات اللہ تعالٰی و سلامہ علیہم کے حق میں بھی ناقض ہیں اس وجہ سے نہیں کہ نجس ہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ طاہر بلکہ طیب ہیں ہمارے لئے اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ان کا کھانا پینا حلال ہے، جیسا کہ متعدد حدیثوں سے ثابت ہے، بلکہ اس لئے ناقض ہیں کہ ان چیزوں کے لئے ان حضرات کے

www.alahazratnetwork.org

ف: مسئلہ حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضلات شریفہ مثل پیشاب وغیرہ سب طیب و طاہر تھے جن کا کھانا پینا ہمیں حلال و باعثِ شفا و سعادت مگر حضور کی عظمت شان کے سبب حضور کے حق میں حکمِ نجاست رکھتے۔

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیہ کوئٹہ ۱/ ۸۲

تعالٰی علیهم وسلم لرفعة مکانهم ونهایة نزاهة شانهم کما اشرت الیه فهذا ما نختارہ و نرجو ان یکون صوابا ان شاء الله تعالٰی۔

حق میں حکم نجاست ہے جس کا سبب ان کی رفعت مکان اور انتہائی نزاہت شان ہے جیسا کہ میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ یہی وجہ ہے جسے ہم اختیار کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالٰی حق یہی ہوگا۔

والعجب ان العلامة القهستانی مع تصریحه بما مرجعل هذا البحث مستغنی عنه فقال ولا نقضاء زمن الانبیاء علیهم الصلٰوة والسلام لایحتاج فی هذا الکتاب الی ان یقال ان نومهم غیر ناقض[1] اھ

اور تعجب ہے کہ علامہ قہستانی نے سابقہ تصریح کے باوجود یہ کہا کہ اس بحث کی ضرورت نہیں ان کے الفاظ یہ ہیں: "چوں کہ انبیا علیہم الصلٰوۃ والسلام کا زمانہ گزر گیا اس لئے اس کتاب میں یہ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ ان کی نیند ناقض نہیں" اھ

**اقول** بلٰی[ف۱] لیوشکن ان ینزل عیسٰی بن مریم علیهما الصلٰوة والسلام علا ان العلم بخصائصهم ومناقبهم علیهم الصلٰوة والسلام مطلوب مرغوب و کانه یشیر الی الجواب عن هذا بقوله فی هذا الکتاب ای ان محله کتب الفضائل دون الفقه۔

**اقول** کیوں نہیں، عنقریب عیسٰی بن مریم علیہما الصلٰوۃ والسلام نزول فرمانے والے ہیں علاوہ ازیں انبیا علیہم الصلٰوۃ والسلام کے خصائص و مناقب سے آشنائی مطلوب و مرغوب ہے، شاید اسکے جواب کی طرف "اس کتاب میں" کہہ کر وہ اشارہ کر رہے ہیں کہ اس کے بیان کا موقع کتب فضائل میں ہے کتب فقہ میں نہیں۔

وفیه[ف۲] ان الطالب ربما یطلع علی حدیث الصحاح انه صلی الله تعالٰی علیه وسلم حتی نفخ فاتاہ بلال فاذنه بالصلٰوة فقام وصلی ولم یتوضأ[2]، فینبغی

مگر اس پر یہ کلام ہے کہ طالب علم صحاح کی اس حدیث سے آشنا ہوگا کہ "حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نیند آئی یہاں تک کہ سونے کی آواز آئی پھر حضرت بلال نے حاضر ہو کر نماز کی اطلاع دی تو سرکار نے اُٹھ کر نماز ادا کی اور وضو نہ فرمایا"،

ف۱: معروضة علی العلامة القهستانی

ف۲: معروضة اخرٰی علیه۔

[1] جامع الرموز کتاب الطہارۃ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/ ۲۷

[2] صحیح البخاری کتاب الوضوء باب التخفیف فی الوضوء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۶

" " کتاب الاذان باب وضوء الصبیان الخ " " ۱/ ۱۱۹

www.alahazratnetwork.org

اعلامه ان هذا من خصائصه صلی الله تعالٰی علیه وسلم۔

ثم من التفرع (ف) علی ان النوم نفسه لیس بناقض ما فی حاشیة العلامة احمد ابن الشلبی علی التبیین سئلت عن شخص به انفلات ریح هل ینتقض وضوؤه بالنوم (فاجبت) بعدم النقض بناء علی ما هو الصحیح ان النوم نفسه لیس بناقض وانما الناقض ما یخرج ومن ذهب الی ان النوم نفسه ناقض لزمه نقض وضوء من به انفلات الریح بالنوم والله تعالٰی اعلم[1] اھ۔

ونقله ط علی مراقی الفلاح فاقر لکن قال فی النھر ینبغی ان یکون عینه ای النوم ناقضا اتفاقا فیمن فیه انفلات ریح اذ ما لا یخلو عنه النائم لو تحقق وجوده لم ینقض فالمتوهم

تو اسے یہ بتانا چاہئے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔

**پھر** اس مسئلہ پر کہ نیند بذاتِ خود ناقض نہیں، علامہ احمد ابن الشلبی کے حاشیہ تبیین الحقائق کا یہ کلام متفرع ہے ـــ وہ لکھتے ہیں: مجھ سے اس شخص کے بارے میں سوال ہوا جو انفلاتِ ریح (برابر ہوا چھوٹتے رہنے) کا مریض ہے کہ نیند سے اس کا وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟ میں نے جواب دیا کہ نہ ٹوٹے گا اس بنیاد پر کہ صحیح یہی ہے کہ نیند خود ناقض نہیں، ناقض وہی خارج ہونے والی ریح ہے ـــ اور جس کا مذہب یہ ہے کہ نیند خود ناقض ہے اس کو اس کا قائل ہونا لازم ہے کہ جو انفلاتِ ریح کا مریض ہے اس کا وضو نیند سے ٹوٹ جائے گا۔ واللہ تعالٰی اعلم اھ۔

اسے علامہ طحطاوی نے مراقی الفلاح کے حاشیہ میں نقل کرکے برقرار رکھا لیکن النہر الفائق میں ہے کہ جسے انفلاتِ ریح کا مرض ہے اس کے حق میں خود نیند کے ناقض ہونے کا حکم بالاتفاق ہونا چاہئے اس لئے کہ سونے والا (بطورِ ظن) جس چیز سے خالی نہیں ہوتا اگر اس کا وجود متحقق ہو تو ناقض نہیں پھر متوہم تو بدرجہ اولٰی

ف: مسئلہ جسے ریح کا عارضہ حدِ معذوری تک ہو اس کا وضو سونے سے نہ جانا چاہئے۔

[1] حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق کتاب الطہارۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۵۳
حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح فصل ینقض الوضوء " " " " ص ۹۰

اولٰی[1] اھ نقلہ ش۔

**اقول** ظاھرہ یشبہ التناقض فان مفاد التعلیل عدم النقض اذ لما علمنا ان النوم لاینقض بنفسہ بل لمایتوھم فیہ وھٰھنا محققہ لاینقض فماظنك بالموھوم وجب الحکم بعدم النقض لکن محط نظرہ رحمہ اللہ تعالٰی استبعاد ان یصلی الرجل العشاء فی اول الوقت فینام ولایزال مستغرقا فی النوم طول اللیل الی قبیل الصباح ثم یقوم کماھو فیجعل یصلی التھجد ولایمس ماء فاضطر الی الحکم بجعل النوم نفسہ ناقضا فی حقہ۔

**اقول** کیف یعدل عن حق معول لمجرد استبعاد لاجرم ان قال الشامی بعد نقلہ" فیہ نظر والاحسن مافی

نہ ہوگا اھ۔ اسے علامہ شامی نے نقل کیا۔

**اقول** اس کلام کا ظاہر گویا تناقض کا حامل ہے حامل ہے اس لئے کہ (مدعا یہ ہے کہ ناقض ہو اور) تعلیل کا مفادیہ ہے کہ ناقض نہ ہو، کیوں کہ جب ہمیں معلوم ہے کہ نیند بذاتِ خود ناقض نہیں بلکہ اس کی وجہ سے جو نیند کی حالت میں متوہّم ہے۔ اور یہاں وہی چیز جب تحقیقی طور پر موجود ہے اور ناقض نہیں تو موہوم کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ضروری ہے کہ ناقض نہ ہونے ہی کا حکم ہو۔ لیکن صاحبِ نہر رحمہ اللہ تعالٰی کا مطمحِ نظر اس امر کو بعید قرار دینا ہے کہ وہ شخص اول وقت میں عشا کی نماز ادا کرکے سوجائے اور رات بھر صبح کے ذرا پہلے تک نیند میں مستغرق رہے پھر اٹھ کر ویسے ہی نمازِ تہجد پڑھنے لگے اور پانی کو ہاتھ بھی نہ لگائے اس کے لئے ناچار اس کے حق میں نیند کو ناقض قرار دینے کا حکم کیا۔

**اقول** محض ایک استبعاد کے باعث حق معتمد سے انحراف کیسے ہوسکتا ہے؟ اسی حقیقت کے پیش نظر علامہ شامی نے کلامِ نہر نقل کرنے کے بعد اسے محلِ نظر بتایا اور کہا کہ" احسن

---

ف: تطفل علی النھر۔

---

[1] النھر الفائق کتاب الطھارۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۶
رد المحتار کتاب الطھارۃ مطلب نوم من بہ انفلات ریح داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۹۵

www.alahazratnetwork.org

فتاوی ابن الشلبی اھ۔[1]

**اقول** ولا تظن ان النوم مظنة الانتشار والانتشار مظنة خروج المذی فان المظنة الثانیة غیر مسلمة لعدم الغلبة ولذا قال فی الحلیة اذا لم یکن الرجل مذاء فالانتشار لا یکون مظنة تلک البلة اھ۔[2]

وہ ہے جو ابن شلبی کے فتاوٰی میں ہے"اھ۔

**اقول** یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ نیند میں انتشارِ آلہ کا غالب گمان ہوتا ہے اور انتشار میں مذی نکلنے کا گمان ہوتا ہے (اس گمان کی بنا پر اس کی نیند کو ناقض ہونا چاہئے، مگر یہ خیال درست نہیں) اس لئے کہ دوسرا مظنہ (خروجِ مذی کا گمان) قابلِ تسلیم نہیں کیوں کہ غالب و اکثر اس کا عدمِ وقوع ہے، اسی لئے حلیہ میں فرمایا: "جب مرد کثیر المذی نہ ہو تو انتشارِ آلہ اس تری کا مظنہ نہیں"اھ۔

ولذا صرحوا بعدم سنیة الاستنجاء من النوم کما فی الدر وغیرہ فالاظہر ما ذکر ابن الشلبی ولیتأمل عند الفتوی فانہ شیئ لا نص فیہ عن الائمة واللّٰہ المرجو لکشف کل غمة ولنسم ھذا التحریر "نبہ القوم ان الوضوء من ای نوم" والحمد للّٰہ ما علم وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی سیدنا و

اسی لئے نیند سے استنجا کے مسنون نہ ہونے کی تصریح کی گئی ہے جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے، تو اظہر وہی ہے جو ابن الشلبی نے ذکر کیا۔ مگر وقتِ فتوٰی اس پر تأمل کی ضرورت ہے کیوں کہ یہ ایک ایسی بات ہے جس کے بارے میں ائمہ سے کوئی نص نہیں ــ اور خدا ہی سے ہر مشکل کے ازالہ کی امید ہے ــ مناسب ہے کہ ہم اس تحریر کو نبہ القوم ان الوضوء من ای نوم ــ ۱۳۲۵ھ (آسانی سے دستیاب لوگوں کی وہ گمشدہ چیز کہ وضو کس نیند سے لازم ہوتا ہے) سے موسوم کریں ــ اور خدا ہی کا شکر ہے اس پر جو اس نے تعلیم فرمائی،

www.alahazratnetwork.org

---

[1] ردالمحتار کتاب الطہارۃ مطلب نوم من بہ انفلات ریح دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۹۵

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

اٰلہٖ وصحبہٖ وسلم، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

اور اللہ تعالٰی کی رحمت اور سلامتی نازل ہو ہمارے آقا اور ان کی آل واصحاب پر ــــ واللہ سبحانہٗ وتعالٰے اعلم۔ (ت)